تذکرۂ شورش

(رموز الشعرا)

از

غلام حسین شورش

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی

اتر پردیش اردو اکادمی

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات : ۱۴۳

تذکرۂ شورش

(رموز الشعراء)

از

غلام حسین شورش

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی

اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ

Marfat.com

(c) اتر پردیش اردو اکادمی

تذکرۂ شورش

(رموز الشعراء)

غلام حسین شورش مرتبہ ڈاکٹر محمود الٰہی

پہلا اڈیشن ———— ۱۹۸۴ء
تعداد اشاعت ———— ۶۰۰
قیمت ———— ۳۴/=

ستیش چندر سریواستوا سکریٹری اتر پردیش اردو اکادمی نے نامی پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر اتر پردیش اردو اکادمی قیصر باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

Marfat.com

انتساب

ڈاکٹر عبدالحق، استاد شعبۂ اردو
دہلی یونیورسٹی کے نام

غمی روز سیاہ پیر کنعاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

Marfat.com

مندرجات

عنوان	صفحہ
حرفِ آغاز	۵
مقدمۂ مرتب	۹
مقدمۂ مصنف	۵۴
تراجم شعرا	۷۱
فہرست و ترتیب شعرا	۵۶۳
ماخذ و مراجع	۵۷۱

Marfat.com

حرفِ آغاز

تذکرۂ شورش کے زیرِ نظر خطی نسخے کی دریافت کوئی غیر معمولی بات نہیں لیکن اس دریافت کی کہانی دل چسپ بھی ہے اور تکلیف دہ بھی میں بوجوہ اس اجمال کو تفصیل تک نہیں لے جانا چاہتا۔

میں خانقاہ رشیدیہ، جون پور میں دیوان حافظ کے اس نادر نسخے کو تلاش کر رہا تھا جس کی کتابت ۸۲۴ھ میں ہوئی اور اب جسے پروفیسر نذیر احمد صاحب نے مرتب کر کے ایران سے شائع کرا دیا ہے۔ دیوان حافظ کا مذکورہ نسخہ تو مجھے بعد میں ملا لیکن اس کی تلاش کے دوران تذکرۂ شورش ہاتھ آ گیا —— اور اب یہ اہلِ علم کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

جون پور کے اس علمی سفر میں ڈاکٹر عبدالحق، استاد، شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی میرے ساتھ تھے۔ موصوف اس وقت گورکھپور کے شعبۂ اردو میں زیرِ تعلیم تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میرے ساتھ نہ ہوتے تو ۱۹۶۵ء میں تذکرۂ شورش پر تعارفی نوٹ مرتب کرنا میرے لیے بڑا مشکل کام ہوتا۔ یہ تعارفی نوٹ میرے مجموعۂ مضامین 'بازیافت' میں شامل ہے۔

مشہور محقق قاضی عبدالودود صاحب نے تعارفی نوٹ کی اشاعت کے بعد مجھے مشورہ دیا کہ اس نسخے کا مکمل متن منظرِ عام پر لانا زیادہ مناسب ہے، قاضی صاحب نے صرف میری حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ اس کی ترتیب کے دوران بعض اہم نکات پر مفید مشورے بھی دیے، میں قاضی صاحب کا شکر گزار ہوں۔

میں اپنے دوست اور خانقاہ رشیدیہ، جون پور کے متولی جناب سید

Marfat.com

ہاشم علی سبز پوش کا شکریہ ادا کرنا واجبات میں شمار کرتا ہوں کہ انھوں نے خانقاہ رشیدیہ کے کتب خانے سے استفادے کا بھرپور موقع مجھے فراہم کیا اگر ان کا کرم شامل حال نہ ہوتا تو یہ دونوں نادر خطی نسخے (دیوان حافظ اور تذکرۂ شورش) اشاعت سے محروم رہ جاتے۔

تذکرۂ شورش کئی برس پہلے مرتب ہو چکا تھا مگر اس کی اشاعت کی نوبت اب آرہی ہے۔ میں اتر پردیش اردو اکادمی کی مجلس انتظامیہ کا شکرگزار ہوں کہ اس نے اس تذکرے کی اشاعت کو بھی اپنے پروگرام میں شامل کیا۔

گورکھپور یونیورسٹی، گورکھپور
۱۸ فروری ۱۹۸۴ء

محمود الٰہی
پروفیسر و صدر شعبۂ اردو

Marfat.com

تذکرۂ شورش

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

Marfat.com

Marfat.com

مقدمۂ مرتب :-

بہار میں اُردو شعرا کے جو تذکرے لکھے گئے ہیں، اُن میں "تذکرۂ شورش" کو کئی حیثیتوں سے اہمیت حاصل ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تقدم زمانی کے لحاظ سے یہ سرفہرست ہے۔ دوسری یہ کہ بہار میں اُردو شاعری کے آغاز اور اس کے ابتدائی نشو ونما پر اس سے زیادہ مستند بیانات کہیں اور نہیں ملتے۔ شورش کا نام ان لوگوں میں شامل نہیں ہوگا جنھوں نے بہار میں اردو شاعری کی بنیاد ڈالی لیکن یہ ان لوگوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں جنھوں نے خود بنیاد کو اور بنیاد ڈالنے والوں کو کبھی دور سے اور کبھی بہت قریب سے دیکھا، انھوں نے عمارت سازی کا عمل بھی دیکھا اور کبھی کبھی اس عمل میں وہ خود بھی شریک ہو گئے۔ اگر تذکرۂ شورش کچھ اور پہلے منظر عام پر آجاتا تو گزشتہ نصف صدی سے بہار میں اردو شاعری کے آغاز و ارتقا پر جو اختلاف رائے پایا جاتا ہے، اس کی شدت بڑی حد تک کم ہو جاتی کیونکہ اس اختلافی موضوع پر اسے اصل ماخذ کی حیثیت حاصل ہے اور اب تک زیادہ تر ثانوی مآخذ سے کام لیا گیا۔

اگر بعض تذکرہ نگاروں کے مزاج و طبیعت کو ملحوظ رکھا جائے تو پھر یہ امر بحث طلب نہیں رہ جاتا کہ شورش کے جن ہم عصروں نے اردو شعرا کے تذکرے لکھے انھوں نے شورش کی شاعری کا ذکر کرنے کے باوجود اس کے تذکرے کو قلم انداز کر دیا۔ صاحب گلشن سخن کو جانے دیجئے کہ اس کی ادبی سرگرمیوں کا مرکز صرف بہار نہیں تھا۔ علی ابراہیم خاں خلیل کو اپنے سیاسی بلکہ سرکاری مرتبے

Marfat.com

کی وجہ سے اس کی قدرت حاصل تھی کہ وہ شاعروں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچاتے مگر انھوں نے شورش کی شاعری کے ذکر کے ساتھ ان کی تذکرہ نگاری کا ذکر نہیں کیا۔ یہ تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی رائے شورش کے بارے میں کچھ زیادہ اچھی نہیں تھی۔ وہ پہلے اور ان کے بعض متبعین کو چھوڑ کر آخری شخص ہیں جنھوں نے دوسری روایات کے برخلاف شورش کو برا بھلا کہا ہے۔[1] علی ابراہیم خاں خلیل صرف معاصرانہ چشمک کے شکار نہیں ہوئے بلکہ شورش کے خلاف انھوں نے جو زہر اگلا ہے، اس کے کچھ سیاسی اور ثقافتی اسباب بھی ہو سکتے ہیں جو ممکن ہے کبھی نہ کبھی منظر عام پر آئیں۔

بہر حال، معاصر تذکرہ نگاروں کا رویہ ان کے ساتھ کچھ بھی رہا ہو، یہ حقیقت ہے کہ "تذکرۂ شورش" اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ شورش نے اپنی وفات (شعبان ۱۱۹۵ھ جولائی ۱۷۸۱ء)[2] سے کوئی چار سال قبل ۱۱۹۱ھ (۱۷۷۷ء) میں یہ تذکرہ لکھا۔ تذکرے کی تکمیل اور ان کی وفات کے مابین ان کی مصروفیات کیا تھیں، یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ مرض الموت کے شکار کب ہوئے۔ ممکن ہے کہ تذکرے کو عام کرنے سے پہلے وہ اس پر نظر ثانی کرنا چاہتے ہوں اور پھر کچھ ایسے مواقع آ گئے کہ ان کا ارادہ قوت سے فعل میں نہیں آ سکا اور ان کی وفات کے بعد کسی نے، اس کا مقصد و محرک جو بھی رہا ہو،

---

(۱) بحوالہ گلشن ہند۔ (۲) تذکرۂ مسرت افزا (ترجمۂ شورش)

Marfat.com

اس میں مسخ کی حد تک تصرفات کیے۔ وہی مسخ شدہ تذکرہ باڈلین، آکسفورڈ میں محفوظ ہے اور جس کی نقل پر وفیسر کلیم الدین احمد نے " دو تذکرے " میں شامل کر کے استفادے اور غور و فکر کی راہیں کھول دی ہیں۔

اصل نسخے (نسخۂ زیر بحث) کے علم سے پہلے قاضی عبدالودود نے نسخۂ آکسفورڈ کے بارے میں کہا تھا:

" تذکرۂ شورش کے نسخۂ آکسفورڈ میں کسی شخص نے تصرف کیا ہے (رجوع بہ ترجمہ شورش ") (۲)

اب جو اصل نسخہ دریافت ہوگیا ہے تو قاضی صاحب کا خیال صحیح ثابت ہوا۔ تصرف ترجمہ شورش تک محدود نہیں ہے بلکہ اکثر مباحث اس عمل کے شکار ہوئے ہیں۔ یہ تصرف کب کیا گیا، اس کے بارے میں قطعی طور پر کوئی بات نہیں کہی جاسکتی ہاں ایک قرینہ ایسا ضرور ملا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۲۱۰ھ میں بھی اس میں تصرف کیا گیا ہے یا اسے دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ تذکرے کی تالیف کے کوئی دس سال بعد بھی اس میں ترمیم کی گئی ہے۔ شاہ غلام قلندر کے بارے میں نسخۂ آکسفورڈ اور اصل نسخے کے بیانات کا تضاد قابل غور ہے نسخۂ آکسفورڈ میں درج ہے:

" قریب سی سال است کہ بہ طرف دہلی می باشند "

یہی بات اصل نسخے میں اس طرح بتائی گئی ہے:

" قریب بست سال است کہ طرفِ مغرب تشریف می دارند "

---

(۱) نوائے ادب، بمبئی اپریل ۱۹۵۹ء ص ۴۸

Marfat.com

تصرفات کے پیش نظر نسخۂ آکسفورڈ کو شورش کا اصل تذکرہ نہیں کہا جا سکتا اس لیے اب میں اس نسخے کو "تذکرۂ شورش آکسفورڈ" کے نام سے یاد کروں گا اور "تذکرۂ شورش" سے مراد وہ تذکرہ ہے جس کا متن پیش کیا جا رہا ہے۔
یہاں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ نسخۂ آکسفورڈ کے بعض بیانات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، بات صرف اتنی ہے کہ یہ بہت کچھ ہے مگر تذکرۂ شورش نہیں۔

شورش نے یہ تذکرہ ۱۱۹۱ھ میں لکھا جس کا سب سے بڑا ثبوت ترجمہ غلام علی اظہر ہے۔ شورش ان کے بارے میں لکھتے ہیں :

" قریب پنجاہ غزل ریختہ طرح فرمودہ۔ قبل ازیں ارادۂ تحریر تذکرہ نہ بود و الآنہ جمع می ساخت۔ الحال در ۱۱۹۱ھ مزاج احقر بایں طرف مائل شدہ۔ دو غزل بدست آمدہ، برائے یادگار مرقوم ساختہ "

سیاق عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شورش کے علم میں تو یہ بات تھی کہ غلام علی اظہر نے تقریباً پچاس غزلیں کہی تھیں لیکن شورش نے انھیں محفوظ نہیں رکھا کیونکہ ان کا ارادہ تذکرہ لکھنے کا نہیں تھا۔ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہے کہ شورش نے تذکرہ ۱۱۹۱ھ میں لکھنا شروع کیا۔ ان کا انتقال ۱۱۹۵ھ میں ہوا۔ تذکرے میں ایک بھی ایسا اندراج نہیں ہے جس سے اس بات کی نشاندہی ہو سکے کہ انھوں نے ۱۱۹۱ھ کے بعد بھی اس میں کچھ اضافے کیے۔ موجودہ مواد کی روشنی میں یہی بات حرف آخر کا درجہ رکھتی ہے کہ ۱۱۹۱ھ میں یہ تذکرہ حیطۂ تحریر میں آیا، سال آغاز بھی یہی ہے اور یہی سال اختتام بھی!

Marfat.com

اس اجمال کی تفصیل کے لیئے شورش کے بیانات کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ ناظمان عظیم آباد کی فہرست میں ایک ایسا کردار بھی ملتا ہے جو اپنی سادہ لوحی اور بے عملی کی وجہ سے مورد عتاب بنا، اس کا نام ہے میر محمد کاظم خاں، احترام الدولہ۔ یہ میر جعفر کا بھائی تھا اور رجب دسمبر ۱۷۶۳ء (۱۱۷۷ھ) میں میر قاسم کی معزولی کے بعد میر جعفر کو مسند نشیں کیا گیا تو اس نے اپنے بھائی میر محمد کاظم خاں کو بھی نوازا اور عظیم آباد کی نیابت کے سلئے اس کا نام منظور کیا لیکن میر کاظم کی نیابت کا غلغلہ اس وقت بلند ہوا جب میر جعفر کی وفات (شعبان ۱۱۷۸ھ، فروری ۱۷۶۵ء) کے بعد اس کے بیٹے نجم الدولہ (میر پھلوری) کو اس کا جانشین بنایا گیا، اور اس کی جانشینی کے چند دن بعد عظیم آباد کے صاحب کلاں نے نجم الدولہ کے چچا میر کاظم کو بہار کی نظامت پر، جسے اصطلاحی طور پر، نیابت کہنا چاہیئے مامور و متمکن کیا، نجم الدولہ اور میر محمد کاظم خاں کا تقرر لارڈ کلائیو کی مرضی سے نہیں ہوا تھا اور ہوتا بھی کیوں کر، میر جعفر کی وفات کے وقت وہ تو ملک سے باہر تھا۔ جب مئی ۱۷۶۵ء میں وہ کلکتہ واپس آیا تو اسے نجم الدولہ کے تقرر کی تائید کرنا پڑی۔ لارڈ کلائیو اس کے بعد عظیم آباد آیا، اور یہاں آتے ہی اس نے جو صورت حال کا مطالعہ کیا تو یہ نتیجہ نکالا کہ بہار کی نظامت کے لیئے میر محمد کاظم خاں[1] مناسب نہیں ہے۔ اس نے میر کاظم کو معزول کرنے کا ارادہ کر لیا مگر معزولی اس وقت عمل میں آئی جب لارڈ کلائیو اپنا سفر الہ آباد پورا کر کے کلکتہ جاتے ہوئے پھر

---

(۱) میر محمد کاظم خاں کے تفصیلی حالات کیلئے دیکھیے سیر المتاخرین: صفحات ۷۵۹، ۷۷۱، ۷۷۳، ۷۷۴، ۸۰۹۔

Marfat.com

عظیم آباد آیا۔ یہ بات اواخر ۱۷۶۵ء (۱۱۷۹ھ) کی ہے۔

ابھی جن سنین (۷۹-۱۱۷۷ھ، ۶۵-۱۷۶۳ء) کی نشاندہی کی گئی ہے، ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ میر کاظم کا دورِ نیابت زیادہ سے زیادہ دو سال کی مدت کو محیط ہے اور اس کا یہ مختصر دورِ نیابت اردو شاعری کا ایک سنگ میل تسلیم کیا جائے گا۔ شورش نے اپنے علمی و ادبی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"حسب اتفاق در صوبہ داری میر محمد کاظم خاں احترام الدولہ باصلاح دوستاں و آشنایاں محفل مشاعرہ بروز جمعہ قرار یافتہ دور آں اکثر صاحباں بمہربانی فکر اشعار فارسی و ریختہ می فرمودند"

یہ مشاعرہ کوئی ایک سال تک جاری رہا اور رمضان کی وجہ سے اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ قرائن یہ بتاتے ہیں کہ یہ ۱۱۷۹ھ کے رمضان کی بات ہے۔

مشاعرے کی ان محفلوں میں جو شعرا شریک ہوتے تھے، ان کی نشاندہی شورش نے اپنے تذکرے میں کی ہے۔ مشاعرے کو حضرت شاہ رکن الدین عشق عرف مرزا گھسیٹا کی سرپرستی بھی حاصل تھی۔ وہ بنفس نفیس اس کی نشستوں میں شرکت کرتے تھے۔

مشاعرے کے ذریعہ شورش نے شاہ رکن الدین عشق کا تقرب حاصل کیا اور جب سلسلۂ مشاعرہ منقطع ہو گیا تو شورش نے خود ان کی مجلسوں میں شرکت شروع کر دی اور شورش کی عقیدت ان سے اتنی بڑھ گئی کہ وہ ان کے ملفوظات قلم بند کرنے لگے۔

اس دوران ایک دن شاہ صاحب نے شورش سے ایک تذکرہ شعرا

Marfat.com

لکھنے کی فرمائش کی لیکن اس زمانے میں انھیں بعض دوسری کتابوں کی تالیف کی دھن تھی اس لئے امتثال امر کا موقع انھیں نہیں ملا۔ جب کتابوں کی تالیف سے انھیں فرصت ملی تو شاہ رکن الدین عشق کے مشورے سے انھوں نے اپنا دیوان درست کیا۔ ایک دن شاہ صاحب نے پھر وہی تذکرے والی فرمائش دہرائی اور آخر کار شورش اس پر آمادہ ہو گئے اور تذکرہ قلم بند کر دیا۔

اتنی شرح و بسط کے ساتھ شورش کی مصروفیات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی روشنی میں تذکرے کی تحریر کا زمانہ مجہول نہیں رہ جاتا، شاعرۂ شورش اور تذکرۂ شورش کے درمیان کوئی بارہ[12] سال کا وقفہ ہے، کہا جا سکتا ہے کہ اسی وقفے میں انھوں نے تذکرہ نگاری کا کام شروع کر دیا ہو گا لیکن شورش نے اپنی جو مصروفیات بتائی ہیں اور پھر یہ جو لکھا ہے کہ :

"قبل ازیں ارادۂ تحریر تذکرہ نہ بود ..... الحال (۱۱۹۱ھ) مزاج احقر بایں طرف مائل شدہ"

اس سے آخری اور حتمی طور پر تذکرے کی تحریر کا زمانہ ۱۱۹۱ھ قرار پاتا ہے۔

۲

بہار میں اُردو شاعری کے آغاز اور اس کے ارتقا کے باب میں تذکرۂ شورش کو سب سے قدیم اور سب سے مستند ماخذ سمجھنا چاہئے۔

اس سے بعض مسلمات کی تردید اور بعض قیاسات کی توثیق ہوتی ہے۔ اس سے بعض غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے اور اس کا مطالعہ بعض نئے مقدمات و مباحث کو جنم دیتا ہے اور غور و فکر کی نئی راہیں کھول دیتا ہے، یہی بات اس طرح بھی کہی جا سکتی ہے کہ تذکرۂ شورش بہار میں اُردو شاعری کی ایک نئی تاریخ کی

Marfat.com

ترتیب و تدوین کا متقاضی ہے بلکہ اس کے لئے یہ نیا مواد بھی فراہم کرتا ہے۔

ہندوستان کی تاریخ میں غارت گری اور گشت وخون کا ایک نام نادر شاہی بھی ہے۔ نادر شاہ لگ بھگ دو ماہ کے قیام کے بعد صفر المظفر ۱۱۵۲ھ میں دہلی سے نکلا اور کچھ ایسا کر کے نکلا کہ پھر کبھی مرکزی حکومت کو استحکام نصیب نہیں ہوا، اس کے کوئی ایک سال کے بعد بنگال کی نظامت میں انقلاب آیا۔ مہابت جنگ علی وردی خاں علاء الدولہ سرفراز خاں سے اقتدار چھیننے میں کامیاب ہو گیا اور ۱۱۵۳ھ کے اوائل میں وہ بنگال، بہار اور اڑیسہ کا ناظم بن گیا۔ یہی وہ زمانہ ہے جب ایک طرف دہلی میں اُردو شاعری کی رفتار ترقی تیز تر ہوئی اور دوسری طرف بہار میں اُردو شاعری کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور پھر ماہ بماہ و سال بسال اس کی عمارت کا نقشہ واضح ہوتا گیا۔

یہ بات خارج از امکان نہیں کہ نادر شاہی سے پہلے بہار میں اردو کے بعض شعر کہے گئے ہوں مگر اس کی حیثیت تبرک سے زیادہ نہیں ہوگی، وہ ایک استثنا ہوگا جس کا تاریخ کے تسلسل سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہے تو اچھا ہے کہ بہار کھڑی بولی کا علاقہ نہیں تھا۔ وہ تو اردو اور مشرقی ہندی میں جذب و انجذاب کی اتنی صلاحیت تھی کہ دیکھتے ہی دیکھتے بہار میں اردو کا سکہ چلنے لگا ورنہ گیارہویں اور بارہویں صدی کے بعض خطی نسخوں کے مطالعے سے مترشح ہوتا ہے کہ بہار کے علاقے میں جو تہذیبی زبان رائج تھی وہ اردو کے مقابلے میں مشرقی ہندی سے زیادہ قریب تھی!

یہ تو کوئی کہنے کی بات نہیں ہے کہ شورش کا عہد بہار کی اُردو شاعری کے نقطۂ آغاز سے زیادہ قریب تھا۔ شعرا سے ربط و ضبط بڑھانا اور اسے قائم رکھنا

Marfat.com

شورش کا مزاج ثانیہ تھا۔ اس نے اپنے زمانے میں جو سنا ہوگا اور جس کا خود تجربہ کیا ہوگا، اس کو بیان کرنے میں اسے عار نہیں تھا۔

شورش کے بیان کے مطابق بہار کی سرزمین پر شہر وع شروع میں جن شاعروں نے قدم رکھا وہ ہیں فقیہ صاحب دردمند اور بساون لعل بیدار یہ دونوں نواب غلام حسن خاں خلف نواب اعظم خاں کے ہمراہ نادر شاہی سے پہلے عظیم آباد آئے اور مختصر قیام کے بعد پھر دہلی چلے گئے۔ نواب غلام حسن خاں اواخر ۱۱۵۵ھ میں پھر عظیم آباد آئے اور فرائض منصبی کی انجام دہی کے لئے مرشد آباد چلے گئے۔ اس دوسرے سفر میں بھی یہ دونوں شعرا ان کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ ہی مرشد آباد گئے جہاں ان دونوں کو شہامت جنگ کی سرکار سے توسل حاصل ہوا۔ اس کے ثبوت میں شورش اور علی ابراہیم خاں خلیل کے یہ بیانات پیش کیے جا سکتے ہیں:

تذکرۂ شورش ما ترجمہ بیدار:

"منشی بساون لعل بیدار ... برفاقت غلام حسن خاں خلف نواب اعظم دیوان پادشاہی، پیش از نادر شاہی تشریف آوردہ ... تا خدمت دیوانی خان موصوف بہ عظیم آباد ماندہ و باز تشریف بہ شاہجہاں آباد برد۔ بعد ازاں روزیکہ غلام حسن خاں صاحب موصوف ہمراہ نواب صفدر جنگ وزیر برآمدہ، در مرشد آباد استقامت ورزیدہ منشی صاحب دبساون لعل بیدار، را بخدمت نواب شہامت جنگ سپرد فرمود"

Marfat.com

تذکرۂ شورش ماترجمہ دردمند :

"محمد فقیہ دردمند ... ہمراہ دیوان غلام حسن خاں سلمہٗ بہ عظیم آباد تشریف آوردہ ... بعد تغیّر خدمت دیوانی خان موصوف در شاہجہان آباد تشریف بردہ۔ چند روز آنجا استقامت نمودہ، باز ہمراہ خان مذکور بخدمت سراولی خزانہ تشریف آوردہ و در مرشد آباد مع قبائل مسکن اختیار نمودہ۔"

گلزار ابراہیم بحوالہ گلشن سخن ترجمہ دردمند :

"دردمند ... حسب الطلب نواب شہامت جنگ از دہلی بہ مرشد آباد آمد۔ تا زندہ بود از منسلکان نواب مسطور بود۔"

ان بیانات سے نواب غلام حسن خاں، بساون لعل بیدار اور فقیہ صاحب دردمند کی عظیم آباد میں دوبار آمد ثابت ہوتی ہے۔ یہ بھی پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ جب دوسری بار عظیم آباد آئے تو وہاں سے مرشد آباد چلے گئے اور بساون لعل بیدار و فقیہ صاحب دردمند نواب شہامت جنگ کی سرکار سے متوسل ہوئے۔

یہ لوگ مرشد آباد کب گئے اس سوال کا جواب کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے

Marfat.com

شورش نے مندرجۂ بالا بیان میں صفدر جنگ کا ذکر کیا ہے جس سے یہ سوال اور بھی آسان ہو جاتا ہے۔

محمد شاہ کے حکم سے صفدر جنگ ۱۱۵۵ھ کے اواخر شوال یا اوائل ذی قعدہ میں عظیم آباد کے لئے روانہ ہوئے۔ معاملات کچھ ایسے پیش آئے کہ مہابت جنگ کی مداخلت نے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ صفدر جنگ کو عظیم آباد سے واپس بلا لے۔ اس طرح صفدر جنگ کا عظیم آباد میں قیام بے حد مختصر تھا، وہ ۱۱۵۵ھ کے اواخر یا ۱۱۵۶ھ کے اوائل میں عظیم آباد سے واپس چلے گئے (۱) —— اور یہی زمانہ بساون لعل بیدار اور فقیہ صاحب دردمند کی مرشد آباد روانگی کا ہے !

پہلی بار یہ تینوں (نواب غلام حسن، بساون لعل بیدار، فقیہ صاحب دردمند) عظیم آباد کب آئے، اس کا تعین حتمی طور پر موجود مواد کی روشنی میں نہیں کیا جا سکتا ہاں قرائن یہ ضرور بتاتے ہیں کہ ان کی آمد نادر شاہی سے بہت پہلے کی بات نہیں ہے۔ عظیم آباد سے دہلی کی واپسی اور پھر دوبارہ دہلی سے عظیم آباد میں آمد کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ شورش کا یہ قول کہ "چند روز آنجا استقامت نمودہ" قیام کے اختصار کی غمازی کرتا ہے۔

ایک قابل ذکر بات اور ہے۔ فقیہ صاحب دردمند کی آمد سے پہلے عظیم آباد میں ان کے "ساقی نامہ" کو رواج مل چکا تھا، یہ کوئی تعجب کا مقام نہیں، ابھی تک فقیہ صاحب دردمند کے ساقی نامے کے زمانۂ تصنیف

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے سیر المتاخرین: صفحات ۲۲ —— ۵۲۰ نیز تاریخ اودھ (جلد اول) از نجم الغنی صفحات ۶۲ - ۵۷

Marfat.com

کا تعین نہیں کیا گیا ہے۔ راقم سطور کے پاس اس کا ایک مستند خطی نسخہ ہے جس کی کتابت ۱۱۴۷ھ میں ہوئی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہر حال میں ۱۱۴۷ھ میں یا اس سے پہلے تصنیف ہو چکا تھا اور اس طرح نادر شاہی سے پہلے عظیم آباد میں اس کا رواج پانا غلط نہیں ہے۔

جس شاعر کا شاہکار (ساقی نامہ) عظیم آباد میں پہلے پہنچ چکا تھا جب وہ بہ نفس نفیس وہاں پہنچا ہوگا تو اس کا ادبی حلقوں میں بلاشبہ خیر مقدم ہوا ہوگا۔ یہی بات اس طرح بھی کہی جا سکتی ہے کہ عظیم آباد میں پہلے پہل جس بڑے شاعر کی آواز سنی گئی اور اس کی جس تخلیق کو شہرت ملی، اس کا گہرا ربط مرزا مظہر جان جاناں سے رہ چکا تھا۔ ساقی نامے میں اپنے استاد مرزا مظہر جانجاناں کو درد مند نے اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے:

خدیو سخن، میرزا جان جاں
کہ حکم اس کا ہے ناطقے پہ رواں
ہے اس کا لقب ذوالجلال سخن
کہ بندے ہیں سب اس کے ارباب فن
کوئی آج اس کے برابر نہیں
وہ سب کچھ ہے الّا پیمبر نہیں!

بساون لعل بیدار بنیادی طور پر فارسی کے شاعر تھے مگر وہ بھی 'ذوالجلال سخن' کے شاگرد تھے اور طرز مظہر جانجاناں کو سرزمین بہار میں مقبول بنانے میں انھوں نے بھی دل چسپی لی ہوگی۔

یہ تو ان دو شاعروں کا ذکر تھا، بہار میں جن کی آمد کی اولیت مسلّم ہے۔

Marfat.com

شورش نے بیدار اور درد مند کے ساتھ ایک اور نام لیا ہے، وہ ہیں میر باقر حزیں۔

باقر حزیں عظیم آباد کے رہنے والے تھے اور یہ پہلے آدمی ہیں جو دہلی گئے اور وہاں سے شاعر بن کر اور اپنے استاد مرزا مظہر جانجاناں سے تخلص (حزیں) پاکر واپس لوٹے۔ شورش کے جملے بطور خاص قابلِ لحاظ ہیں:

"میر محمد باقر... تشریف بہ شاہجہاں آباد برد...
و شاگرد مرزا مظہر گردیدہ و حزیں تخلص یافتہ۔... بعد نادر شاہی
میر باقر موصوف از شاہجہاں آباد تشریف بہ عظیم آباد آوردہ...
گفتگوئے شعر و شاعری بطور مرزا موصوف رواج یافتہ"

شورش نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اردو شاعری کو بہار میں سب سے پہلے جس نے رائج کیا وہ باقر حزیں ہیں۔

یہیں میر باقر حزیں سے ہیبت قلی خاں حسرت نے اور خود شورش نے سلسلۂ تلمذ استوار کیا۔ حسرت کے بارے میں تو وہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں:

"اول بنائے ریختہ در عظیم آباد ایشاں ریختہ۔ حسب اتفاق
بعد نادر شاہی میر باقر موصوف غفر لہ از شاہجہاں آباد بہ
عظیم آباد تشریف آوردہ، میر محمد حیات شاگردی میر مسطور
اختیار نمودہ"

اپنے بارے میں شورش یہ تو نہیں کہتے کہ بانیوں میں میرا نام بھی شامل سمجھا جائے لیکن باقر حزیں سے اپنی شاگردی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

Marfat.com

"وبہ تفضل برادر گرامی قدر میر محمد رضائے جرأت .. بمیلان طبیعت احقر طرف ریختہ آمدہ، غزل گفتہ۔ بعدازاں برادر مسطور ایں عاصی را بہ میر باقر سپردہ تا بیت غزل اصلاح از میر باقر موصوف گرفتہ"

باقر حزیں نے دہلی کے دوران قیام میں اتنی شہرت حاصل کرلی تھی کہ میر تقی میر نے اپنے تذکرے "نکات الشعرا" میں انھیں جگہ دی اور اس تذکرے کے نسخۂ پیرس کے مطابق ان کے دس شعر تذکرے میں نقل کئے جبکہ میر نے عادتاً نکات الشعرا میں مظہر جان جاناں کے شاگردوں کو بے رتبہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

دہلی سے روانہ ہونے کے بعد باقر حزیں کو شعر و شاعری کی خدمت کا زیادہ موقع نہیں ملا، وہ اس کے بعد ۵ اسال سے زیادہ زندہ نہیں رہے اور اس مدت میں بھی انھیں عظیم آباد میں جم کر رہنا نصیب نہیں ہوا، انھیں ڈھاکہ اور پورنیہ میں بھی قیام کرنا پڑا۔ اس کے باوصف یہ بات کچھ کم اہم نہیں کہ تھوڑی سی مدت میں ان کے کئی شاگرد دادِ سخن دینے لگے اور شاعری کا جو مذاق وہ دہلی سے لائے تھے، ان کے شاگردوں نے اسے عام کرنا شروع کیا۔

باقر حزیں کے قیام بہار کے دوران دہلی سے ایک اور مشہور شاعر عظیم آباد آئے۔ وہ ہیں اشرف علی خاں فغاں۔ فغاں نے عظیم آباد کا سفر دو بار کیا۔ پہلی بار وہ محمد شاہ کے آخری عہد میں آئے، یہ قیام بہت مختصر رہا کیونکہ اپنے رضاعی بھائی احمد شاہ کی ۱۱۶۱ھ میں تخت نشینی کے بعد یہ دہلی واپس چلے گئے۔ احمد شاہ کے زوال (۱۱۶۷ھ) کے بعد یہ عظیم آباد دوبارہ آئے اور پھر یہیں کے ہو کے رہ گئے۔

Marfat.com

باقر حزیں کی وفات اور فغاں کی عظیم آباد میں دوبارہ آمد کے درمیان زیادہ وقفہ نہیں۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ عظیم آباد کی ادبی سرپرستی فغاں کے حصے میں آتی لیکن غالباً ان کے ظریفانہ مزاج کی وجہ سے انھیں وہ مسند نہیں دی گئی۔ عظیم آباد کا ادبی حلقہ بالواسطہ مرزا مظہر کا تربیت یافتہ تھا جہاں شاعری کے ساتھ ساتھ صوفیانہ سنجیدگی اور وسیع المشربی تھی۔ اسے حسنِ اتفاق ہی کہا جائے گا کہ جلد ہی بہار کو باقر حزیں کا نعم البدل شاہ رکن الدین عشق کی صورت میں مل گیا۔ شاہ صاحب ۱۱۷۰ھ میں بہار آئے، چند سال انھوں نے مرشد آباد میں گزارے اور پھر احترام الدولہ میر محمد کاظم خاں کے عہد نیابت میں مستقل طور پر عظیم آباد آگئے۔ یعنی ان کے عظیم آباد آنے کا زمانہ وہی ہے جب شورش نے ہفتہ وار مشاعرے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ قیاس یہ ہے کہ میر قاسم کے عہد نظامت میں وہ مرشد آباد آگئے اور اس کے زوال کے بعد ہی عظیم آباد واپس آگئے۔

شاہ رکن الدین عشق کا زمانہ بہار میں اردو شاعری کے فروغ کا زریں زمانہ ہے۔ جس طرح مرزا مظہر جان جاناں کو دہلی میں اپنے روحانی اور صوفیانہ اکتسابات کی وجہ سے ایک مرکزیت حاصل تھی، اسی طرح شاہ رکن الدین عشق کی خانقاہ کو روحانی اور شاعرانہ فیوض کے سرچشمے کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ اپنے عہد کے ایک محترم اور بزرگ روحانی پیشوا مانے جاتے تھے اور دوسرے معتقدات کے لوگ بھی انھیں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عظیم آباد میں شاہ صاحب کے مستقل قیام نے وہ خلا پورا کر دیا جو باقر حزیں کی وفات سے واقع ہوا تھا، یہاں شاعروں کی تعداد بڑھتی گئی اور ان کے

Marfat.com

تلامذہ کا سلسلہ وسیع ہوتا گیا۔ شورش نے جب اپنا تذکرہ تحریر کیا تھا تو باقر حزیں اور شاہ رکن الدین عشق کے تربیت یافتہ شعرا کا نام دور دور تک پہنچ چکا تھا۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں عظیم آباد کے باہر جو تذکرے لکھے گئے، ان میں ان شعرا کی قابل لحاظ نمائندگی ملتی ہے۔ ان میں سب سے اچھی مثال میر حسن کے تذکرہ شعرائے اردو کی ہے جس میں عظیم آباد کے شاعروں کے خط و خال نظر آتے ہیں۔

— ۳ —

تذکرۂ شورش کے بیانات کو دو خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو وہ بیانات جو جزوی یا کلی طور پر، رطب و یابس کا لحاظ کئے بغیر نکات الشعرا یا تذکرۂ گردیزی سے لے لئے گئے ہیں۔ یہاں ان سے بحث نہیں۔ دوسرے وہ بیانات ہیں جو شورش کی اپنی فراہم کردہ اطلاعات پر مبنی ہیں۔ یہ بیانات زیادہ تر ان شعرا سے متعلق ہیں جن کا کسی نہ کسی طرح کا ربط عظیم آباد سے ثابت ہے۔ یہی وہ بیانات ہیں جن کی وجہ سے تذکرۂ شورش کا مطالعہ آج بھی ذہن کے دریچے کھول دیتا ہے۔

تذکرۂ شورش تک بہار میں اردو شاعری نے عمر کی تقریباً چالیس منزلیں طے کر لی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شورش نے قطع منازل کے اس عمل کو بہت قریب سے دیکھا تھا بلکہ کبھی کبھی تو وہ اس کا ہم عنان و ہم رکاب بھی رہا ہے، تذکرۂ شورش میں ایسے شعرا کی تعداد ۵۰ سے کم نہیں جنھیں پہلی بار اردو شعرا کے کسی تذکرے میں جگہ ملی، ان میں بھی اکثریت ان کی ہے جن سے شورش مل چکے تھے یا اگر ملے نہیں تھے تو ان کے بارے میں ذاتی معلومات

Marfat.com

رکھتے تھے۔ اس گروہ کے شعرا کے بارے میں شورش کے بیانات بہت اہم ہیں اور یہی بیانات بظاہر بہار کی اردو شاعری کی مختلف بکھری ہوئی کڑیاں ہیں جب انھیں آپس میں مربوط کر دیا جائے گا تو وہاں کی ادبی تاریخ کے خط و خال واضح ہو جائیں گے۔

کسی شاعر کے بارے میں شورش کے بیانات، وہ مختصر ہوں یا طویل بڑی حد تک عبارت آرائی سے معرا ہیں۔ ان کے سامنے شعرائے اردو کے دو تذکرے تھے جن کا صرف انھوں نے مطالعہ ہی نہیں کیا تھا بلکہ ان سے اپنے تذکرے کا حجم بھی بڑھایا۔ میری مراد نکات الشعرا اور تذکرۂ گردیزی سے ہے مگر نہ تو شورش نے میر کے تعریضی انداز کو اپنایا اور نہ گردیزی کی عبارت آرائی کو۔ انھوں نے صاف گوئی اور بے تکلفی سے کام لیا۔ کسی کے بارے میں جتنا اور جو بھی وہ کہنا چاہتے تھے۔ انھوں نے کسی اہتمام کے بغیر کہا۔ کہیں کہیں ان کی عبارت اکھڑی اکھڑی یا بے مزہ اور پھیکی معلوم ہوتی ہے مگر شعرا کے تذکروں کا مطالعہ اس لئے تو نہیں کیا جاتا کہ اس سے تذکرہ نگار کی انشا پردازی کا جوہر پرکھا جا سکے۔ ان کے مطالعے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم حقائق تک پہنچ سکیں۔ اس نقطۂ نظر سے شورش ایک کامیاب تذکرہ نگار ہیں۔ انھوں نے جو حقائق ہمارے سامنے پیش کئے، ان سے شاعری کی تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس خیال کی توثیق مندرجۂ ذیل مثالوں سے ہو جاتی ہے۔

بہار میں اردو شاعری کی ترویج و ترقی کے باب میں شاہ رکن الدین عشق کی شخصیت ناقابل فراموش ہے۔ ابھی تک یہ واضح نہیں ہو سکا تھا کہ بہار کی سرزمین میں انھوں نے کب قدم رکھا۔ شورش کے بیانات سے اس کے

Marfat.com

تعین کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔

شورش قطعیت کے ساتھ کہتے ہیں کہ عظیم آباد میں وہ بائیس۲۲ سال سے مقیم ہیں، یہ بیان ۱۱۹۱ھ کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شاہ رکن الدین عشق ۱۱۶۹ھ میں عظیم آباد آئے۔ اس کی تائید شورش کے ایک دوسرے بیان سے ہوتی ہے۔ محترم کے ترجمے میں وہ کہتے ہیں کہ یہ عظیم آباد میں ۲۲ سال سے مقیم ہیں یعنی محترم کی آمد بھی ۱۱۶۹ھ قرار پاتی ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ دوسرے ذرائع اتنا پہلے بتا چکے ہیں کہ شاہ رکن الدین عشق خواجہ محمدی کے ساتھ عظیم آباد آئے اور خواجہ محمدی اپنے خاندان والوں کے ساتھ عظیم آباد آئے تھے جس میں محترم بھی شامل ہیں۔

۱۱۶۹ھ کی توثیق ایک اور ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ نسخۂ آکسفورڈ میں خواجہ محمدی کے صاحبزادے خواجہ مکرم خاں حریف کے ترجمے میں یہ درج ہے:

"…. والد بزرگوار ایشاں در وقت سلطنت احمد شاہ بہادر

بہ تقریب خدمت پلچ و مالدہ در صوبہ بہار تشریف آوردہ"

یہ 'پلچ و مالدہ' والی بات یہاں بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ صاحب سیر المتاخرین نے شتاب رائے کی عظیم آباد میں آمد کا مقصد بھی خدمت پلچ و مالدہ' بتایا ہے وہ کہتے ہیں:

" راجہ شتاب رائے …. پروردۂ خاندان صمصام الدولہ …. چوں صمصام الدولہ برحمت حق رفت و در شاہ جہاں آباد انقلاب بسیار پدیدار گشت، بودن خود دراں ملک صلاح ندید، دیوانی پادشاہی صوبہ عظیم آباد و خدمات محالات جاگیر صاحب

Marfat.com

زادۂ خود کہ پرگنہ پلچ و مالدہ بود ، گرفتہ دریں نواح آمد "۔

اس عبارت سے شتاب رائے کی خدمت پلچ و مالدہ کا زمانہ متعین ہو جاتا ہے اور وہ ہے صمصام الدولہ خاں دوراں کی وفات ۔

صمصام الدولہ کی وفات ۱۱۶۹ھ میں ہوئی ۔ رینناتھ سنگھ[1] بیدار نے " حیف بیست و چارم شوال بود " ، کو مادۂ تاریخ وفات قرار دیا ۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکالنا غلط نہیں کہ شتاب رائے اور خواجہ محمدی خاں خدمت پلچ و مالدہ کے مقصد سے ۱۱۶۹ھ میں عظیم آباد آئے ۔ خواجہ صاحب کے ساتھ ان کے اعزہ بھی تھے اور شاہ رکن الدین عشق بھی ۔ رہ گئی نسخۂ آکسفورڈ کی " در وقت سلطنت احمد شاہ بہادر " کی بات تو دوسرے قرائن سے اس کی تائید نہیں ہوتی اس لئے یہ قابل اعتنا نہیں ۔ تذکرۂ شورش کی روایت زیادہ صحیح ہے اور اس کی تائید دوسرے ذرائع سے بھی ہوتی ہے ۔

تذکرۂ شورش سے ہیبت قلی خاں حسرت کے بارے میں بعض ایسی معلومات فراہم ہوتی ہیں جن کی روشنی میں حسرت کا مرتبہ متعین کرنے میں بڑی مدد ملے گی ، شورش نے عظیم آباد میں شاعری کی بنیاد رکھنے والوں میں صرف حسرت کا نام لیا ہے ۔ انھوں نے بساون لعل بیدار اور نقیہ صاحب درد مند کے بارے میں یہ بتایا کہ باہر سے عظیم آباد آنے والے ریختہ گو حضرات میں انھیں اولیت حاصل ہے ، پھر یہ بتایا کہ یہاں سے باقرحزیں باہر گئے اور شاعر بن کر لوٹے جہاں تک ہیبت قلی حسرت کا سوال ہے تو وہ عظیم آبادی شاعروں کے

---

(۱) خطی نسخہ مملوکہ پروفیسر نورالحسن ہاشمی ۔

Marfat.com

اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو نہ باہر سے آئے اور نہ شاعری کے باب میں استفادے کی غرض سے باہر گئے۔ وہ پہلے عظیم آبادی شاعر ہیں جنھوں نے سرزمین بہار میں اس فن کی بنیاد رکھی۔ وہ کہتے ہیں:

"ہیبت قلی خاں حسرت عرف میر محمد حیات سلمہ اللہ تعالیٰ کہ اول بنائے ریختہ در عظیم آباد ایشاں ریختہ چسب اتفاق بعد نادرشاہی میر باقر موصوف غفرلہٗ از شاہجہاں آباد تشریف آوردہ، میر محمد حیات مذکور شاگردی میر مسطور اختیار نمودہ"

حسرت حزیں کے شاگرد تھے، صاحب گلزار ابراہیم، صاحب گلشن سخن اور بعض متاخرین نے یہ جو کہا ہے کہ وہ مظہر جان جاناں کے شاگرد تھے، شورش کے بیانات کی روشنی میں درست نہیں قرار پاتے۔ حزیں اور حسرت میں استادی اور شاگردی کا جو مستحکم رشتہ تھا، اس کی دو مثالیں شورش نے پیش کی ہیں۔ انھوں نے حسرت کے رشتۂ تلمذ کا ذکر کرتے ہوئے، ان کا ایک شعر نقل کیا ہے:

فخر کرتا ہے ظہور اپنے پہ حسرت برجا!
مل گیا اس کے تئیں ایسا ہی استاد کہ بس

اس شعر کو شاعرانہ تعلی پر محمول نہیں کرنا چاہئے اس کے پیچھے جو حقیقت مضمر ہے وہ حسرت کی شعری صلاحیت کے بارے میں حزیں کے حسن ظن کی بہترین مثال ہے۔

شورش نے میر تقی میر کے ان ایرادات کی تردید کرتے ہوئے کہ انعام اللہ خاں یقیں کا کلام ان کا اپنا نہیں ہے بلکہ ان کے استاد مرزا مظہر

Marfat.com

جان جاناں کا ہے، استاد و شاگرد کے باہمی رشتوں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، ضمنی طور پر انھوں نے یہ بھی بتایا کہ میر باقر حزیں نے اپنا دیوان اپنے شاگرد ہیبت قلی خاں حسرت کے سپرد کر دیا تھا کہ اسے درست کر دیں اصل عبارت یہ ہے:

"اکثر بزرگان بعد وفات دیوان استاد خود درست نمودہ اند۔ چنانچہ .... میر باقر حزیں دیوان و ساقی نامہ وغیرہ را حوالہ میر محمد حیات حسرت پیش از انتقال خود بایں نیت نمودہ بودند کہ درست نمایند و ہر جا کہ غلطی ماند باشد آں را رفع سازند۔ لکن کمال شاگرد عین کمال استاد است کہ درست نمودہ "

حسرت کے ترجمے میں چند ایسے اشارے بھی ہیں جن پر دوسرے تذکرہ نگار خاموش ہیں مثلاً یہی کہ انھیں خطاب خانی اور جاگیر سراج الدولہ سے ملی تھی۔

حزیں کا مجموعۂ کلام ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے' نسخہ آکسفورڈ' میں ان کے دو دواوین کا ذکر ہے جو ان کے قیام دہلی کے دوران مرتب ہوا تھا مگر تذکرۂ شورش کے مندرجہ بالا بیان سے اس کی توثیق نہیں ہوتی، حقیقت حال کچھ اس طرح ہے:

" میر باقر .... تشریف بہ شاہجہاں آباد بردہ، شاگرد مرزا مظہر گردیدہ، حزیں تخلص یافتہ چنانچہ مشہور و معروف است کہ صاحب دیوان بودہ .... دیوان دیگر در ڈھاکہ درست فرمودہ تخلص ظہور قرار دادہ "

Marfat.com

اشرف علی فغاں کا شمار مشہور شعرا میں ہوتا ہے۔ بہار میں اردو شاعری کی ترویج و ترقی میں ان کی خدمات بھی قابل لحاظ ہیں۔ ان کے سفر عظیم آباد کے بارے میں تذکرہ نگاروں اور محققین میں اختلاف رائے ہے، تذکرہ شورش سے یہ گرہ کھلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ دراصل فغاں نے بہار کا دوبار سفر کیا۔ پہلی بار احمد شاہ کی تخت نشینی سے قبل یہ آئے تھے، شورش نے اس پہلے ورود کا زمانہ بھی متعین کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"در عشرۂ ماہ محرم قبل از شمشیر خانی در عظیم آباد تشریف آورد... چند روز نہ گزشتہ بود کہ بہ موجب طلب احمد شاہ بادشاہ روانۂ طرف دہلی گردیدہ۔ بعد تخلل سلطنت شاہ موصوف باز تشریف بہ عظیم آباد آورد"

جس طرح 'نادر شاہی' غارت گری اور کشت و خون کے لئے سارے ملک میں بدنام ہے، اسی طرح 'شمشیر خانی' بہار میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی تھی، شمشیر خاں اور سردار خاں، علی وردی خاں، مہابت جنگ کے دو فوجی افسر تھے جنھیں مہابت جنگ نے معزول کر دیا تھا۔ ان دونوں نے مہابت جنگ کے چہیتے داماد اور بہار کے نائب ناظم احترام الدولہ ہیبت جنگ کو قتل کر کے اپنی معزولی کا انتقام لیا۔ ہیبت جنگ ایسے زمانے میں قتل ہوا جب مہابت جنگ کا رعب اور دبدبہ اپنے شباب پر تھا۔ شمشیر خاں نے جب ہیبت جنگ کے خلاف صف آرائی کی تو اس کی فوج نے عظیم آباد میں کچھ نادر شاہی قسم کی قیامت برپا کر دی۔ شورش نے 'شمشیر خانی' کی تلمیح سے یہی قیامت مراد لی ہے (۱)

---

(۱) مزید تفصیل کیلئے دیکھئے (الف) تاریخ بہار و اڑیسہ، از سید اولاد حیدر صفحات ۵۷ ـ ۲۶۵
(ب) سیر المتاخرین صفحات ۵۰ ـ ۵۵۲

Marfat.com

یہ واقعہ ۱۱۶۶ھ کے اوائل میں پیش آیا اور فغاں سال مذکور کے ابتدائی ایام میں عظیم آباد پہنچے لیکن وہاں پہنچنے کے چند دنوں کے بعد احمد شاہ کی تخت نشینی دہلی میں عمل میں آئی اور اس نے فغاں کو اپنے پاس دہلی بلالیا۔ احمد شاہ کی معزولی (۲ جون ۱۷۵۴ء) کے بعد فغاں کو بھی پریشانی لاحق ہوئی اور وہ عظیم آباد واپس آگئے۔

جب فغاں دوبارہ عظیم آباد آئے تو یہاں مہاراجہ شتاب رائے کا توسل انھیں حاصل ہوا۔ اپنی ظریفانہ روش سے فغاں نے شتاب رائے کو اس درجہ رام کیا کہ اس نے فغاں کو ظریف الملک، مصاحب الدولہ، یکتا تاز جنگ کے خطاب [illegible] النغما سے نوازا۔

اب تک ان شعرا کے بارے میں تذکرۂ شورش کے معلومات افزا بیانات کا ذکر کیا گیا جن کا بہار میں اردو شعر و شاعری کی ترویج و ترقی میں نمایاں حصہ رہا ہے۔ دوسرے شعرا کے بارے میں بھی شورش کے بعض بیانات سے کچھ نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں مثلاً غلام یحییٰ حضور کے کسی استاد کا نام نہیں معلوم تھا۔ شورش نے بتایا کہ علم طب میں یہ محمد اسمٰعیل مستند کے شاگرد تھے۔ اسی طرح ضیاء الدین ضیا کے بارے میں انھوں نے بتایا کہ شتاب رائے سے وہ اس لئے خفا ہو گئے تھے کہ ہولی کی ایک محفل میں اس نے ان کی شان میں بعض گستاخانہ جملے ادا کئے تھے، تذکرۂ شورش کے مطالعے سے اور کچھ انکشافات بھی سامنے آئیں گے۔

۴

تذکرۂ شورش وجود میں کیوں کر آیا، اس سوال کا جواب شورش نے بہت واضح الفاظ میں دیا ہے۔ شورش کے زیر اہتمام ہر ہفتہ جمعہ محفل مشاعرہ

Marfat.com

منعقد ہوتی تھی ، اس میں شاہ رکن الدین عشق بھی شریک ہوتے تھے۔ یہی مشاعرہ دونوں کے ربط باہمی کا سبب بنا ، مشاعرے کا سلسلہ کوئی ایک سال کے بعد جب ختم ہو گیا تو شورش شاہ رکن الدین عشق کی مجالس میں شرکت کرنے لگے یہاں وہ شاہ صاحب سے اس قدر قریب آگئے کہ ان کے ملفوظات قلمبند کرنے لگے ۔ یہاں یہ یاد دلا دینا بے محل نہ ہوگا کہ تصوف کی دنیا میں ملفوظات نویسی ایک بڑا اعزاز ہے اور یہ اعزاز ہر مرید کے حصے میں نہیں آتا۔ اس موضوع پر صاحب گنج ارشدی نے حضرت فریدالدین گنج شکر کا مندرجۂ ذیل قول جو نقل کیا ہے ، وہ قابل ذکر ہے :

"مریدیکہ یک لفظ از فرمودۂ پیر خود بنویسد ، ثواب آں زیادہ از طاعت وعبادت ہزار سال است وبعد از وفات مقامش اعلیٰ علیین باشد " (۱)

ایک دن شاہ رکن الدین عشق نے شعرا کے ایک تذکرے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس میں سودا کے قصیدے کا صرف ایک شعر نقل ہوا ہے۔ تذکرۂ شورش کے مجموعی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کا اشارہ میر کے نکات الشعرا کی طرف تھا ، اس میں سودا کے قصیدے "تضحیک روزگار" کے صرف ایک شعر کو جگہ ملی ہے ۔ شاہ صاحب کے ارشاد کے بعد ہی شورش کو خیال آیا کہ ایک تذکرہ انھیں خود مرتب کرنا چاہیئے مگر اس زمانے میں یہ بعض دوسری کتابوں کی تالیف میں مصروف تھے اس لئے ان کی

---

(۱) گنج ارشدی (مخطوطہ) کتب خانہ سید ہاشم علی سبزپوش ، ص ۲

Marfat.com

طبیعت تذکرہ نگاری کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ یہی بات ایک بار پھر شاہ صاحب نے کہی اور اب کے ذرا شدت کے ساتھ اور تفصیل سے کہی، انھوں نے کہا :

" مرداں کاہ راکوہ وکوہ راکاہ می نمایند، اشعار ہر یک بقدر ہر یک نمی نویسند۔ اگر شما تذکرہ بنویسید خوب است "

گویا یہ ایک حکم تھا اور سچ بات یہ ہے کہ شورش نے شاہ صاحب کے امتثال امر میں یہ تذکرہ لکھا ورنہ انھیں اپنی صلاحیت پر اعتماد نہیں تھا۔

تذکرے کے بارے میں شاہ رکن الدین عشق کے قول سے دو باتیں مترشح ہوتی ہیں، اول یہ کہ میر تقی میر نے انتخاب اشعار کے باب میں انصاف نہیں کیا اور دوم یہ کہ شورش جو تذکرہ لکھیں، اس میں اشعار کا انتخاب شاعر کے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنا چاہئے۔ شورش کے سامنے تذکرہ نویسی کا ایک اور مقصد بھی تھا وہ یہ کہ اس میں 'ہندوستان' کے شعرا کے ساتھ ساتھ عظیم آباد کے شاعروں کے احوال و اشعار کو بھی جگہ ملنی چاہئے۔ شورش اپنے اس مقصد میں کامیاب نظر آتے ہیں اور تذکرۂ شورش اس لحاظ سے ایک تاریخی حیثیت کا مالک ہے کہ یہ عظیم آباد کے شعرائے اردو کا پہلا تذکرہ ہے۔

پہلے کہا جا چکا ہے کہ تذکرۂ شورش کا ایک حصہ ان شعرا سے متعلق ہے جنھیں تذکرۂ میر و تذکرۂ گردیزی میں جگہ مل چکی تھی۔ چند مستثنیات سے قطع نظر، ان شاعروں کے احوال و اشعار متعلقہ تذکرے سے نقل کر لئے گئے ہیں ـــــ اور شورش کی علمی دیانت داری کی اس سے بڑی مثال کیا ہوگی کہ انھوں نے اکثر مقامات پر اپنے ماخذ کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ زیادہ تر شورش نے

Marfat.com

ان تذکرہ نگاروں کے بیانات پر نہ تو کوئی تبصرہ کیا ہے اور نہ اضافہ۔
گویا ان شاعروں کا ذکر محض اس دعوے کے ثبوت میں کیا گیا ہے کہ اس میں "ہندستان" کے شاعروں کے احوال و اشعار بھی ہوں گے۔

میں نے ابھی مستثنیات کا ذکر کیا ہے تو ان کے ذیل میں وہ شعرا آتے ہیں جو دہلی سے عظیم آباد چلے آئے تھے یا جن کے بارے میں شورش نے اپنے ذرائع سے کچھ اور معلومات بھی فراہم کر لی تھیں مثلاً اشرف علی فغاں قدرت اللہ قدرت وغیرہ۔

شاہ رکن الدین عشق نے شورش سے تذکرے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا، اسے میر کے نکات الشعرا پر تنقید سمجھنا چاہیئے۔ شورش نے اس باب میں شاہ صاحب کے جذبات وخیالات کو ملحوظ رکھا اور اپنے تذکرے میں جہاں انھیں موقع ملا، میر پر سخت سے سخت حملہ روا رکھا۔

میں نکات الشعرا(1) کے دیباچے میں اپنے اس خیال کا اظہار کر چکا ہوں کہ میر کے زمانے میں شاعروں کے دو مخالف گروہ بن گئے تھے اور میر کا تعلق جس گروہ سے تھا، اس کو انھوں نے خوب اچھالا ہے اور اپنے مخالف گروہ کو جس کی قیادت مرزا مظہر جان جاناں کر رہے تھے، ہدف تنقیص بنانے میں انھوں نے کسی تکلف سے کام نہیں لیا۔ نکات الشعرا کی اس روش کے خلاف پہلے جس نے آواز اٹھائی وہ تھے سید فتح علی گردیزی مگر ان کی مخالفت جارحانہ نہیں تھی۔

شاہ رکن الدین عشق کا اور نتیجے کے طور پر خود شورش کا تعلق بھی

---

(1) نکات الشعرا مرتبہ محمود الہٰی

Marfat.com

مرزا مظہر جان جاناں کے گروہ سے تھا یہی سبب ہے کہ شورش نے اپنے تذکرے میں میرؔ پر سخت حملے کئے ہیں۔ میر نے بطور خاص جن شاعروں پر اعتراضات کئے تھے، شورش نے ان کا دفاع بھرپور طریقے سے کیا ہے۔

میر نے نکات الشعرا میں سخت ترین الزام یقینؔ پر عائد کیا تھا۔ بظاہر یہ الزام یقینؔ پر ہے لیکن بالواسطہ مظہرؔ جان جاناں اس کی زد پر آتے ہیں۔ میرؔ پہلے تو بہت خوب صورت طریقے سے انعام اللہ یقینؔ کا تعارف کراتے ہیں کہ :

"محتاج بہ تعریف و توصیف نیست۔ تربیت کردۂ مرزا جان جاناں مظہر است" (۱)

اس کے بعد اپنے ترکش کا سب سے مسموم تیر یہ کہتے ہوئے خالی کرتے ہیں :

"میاں یقینؔ را مردماں می گفتند کہ مرزا مظہر او را شعر گفتہ می دہد و وارث شعرہائے ریختہ خود گردانیدہ۔ از قبول کردن ایں معنی بندہ را خندہ می آید کہ ہمہ چیز بوارث می رسد الا شعر۔"

اس کے بعد 'رعونت' کا ذکر کرتے ہیں اور پھر یہ بھی بتاتے ہیں کہ انھیں شعر فہمی کا سلیقہ نہیں ہے اور ان کا کلام نقص سے خالی نہیں ہے پھر میرؔ اپنے دعوے کے ثبوت میں چند واقعات سناتے ہیں جو طنز و تعریض سے معمور ہیں۔ میرؔ اسی پر اکتفا نہیں کرتے، مثال میں یقینؔ کے جو اشعار نقل کئے گئے ہیں، ان میں سے چند پر اعتراضات بھی کئے گئے ہیں۔

شورشؔ نے میرؔ کے بیانات پر سخت ردّ عمل کا اظہار کیا ہے

---

(۱) نکات الشعرا : ترجمہ یقینؔ۔

Marfat.com

بڑی تفصیل سے ان کے ایک ایک اعتراض کا جائزہ لیا ہے اور بے جا اور غلط ثابت کیا ہے۔ تذکرۂ شورش میں جتنے شعرا کے تراجم ہیں، ان میں انعام اللہ یقین کا ترجمہ طویل ترین ہے، اس کا سبب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ یقین پر میر کا وار کچھ معصوم نہیں تھا۔

میر نے مرزا مظہر جان جاناں کے گروہ کے جن شعرا کو مورد تنقیص بنایا ہے، شورش نے صرف ان کا دفاع نہیں کیا ہے بلکہ جہاں تہاں میر کے بیانات کا مذاق بھی اڑایا ہے۔ میر کے حالات کے بیان میں تو شورش نے میر کی سیادت کا قضیہ بھی لا کھڑا کیا ہے اور نسب میں ہیر پھیر کرنے والوں پر لعنت بھی بھیجی ہے۔!

۵

تاریخ اور تذکرے سے شورش کی دل چسپی فطری تھی، تذکرہ لکھنے سے پہلے وہ تاریخ کی ایک کتاب بھی لکھ چکے تھے جس میں بعض مغل بادشاہوں کا ذکر تھا۔ تاریخ کی یہ کتاب ناپید ہے لیکن اس سے اتنا تو اندازہ ہو ہی جاتا ہے کہ تاریخ نویسی سے انھیں خاص مناسبت تھی۔ تذکرے کو کسی نہ کسی انداز سے تاریخ کی ایک شاخ کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح شورش کے لئے یہ فن بالکل اجنبی نہیں تھا اور سچ بات تو یہ ہے کہ شورش نے عظیم آباد سے تعلق رکھنے والے جن شعرا کے حالات لکھے ہیں، وہ انھیں ایک بڑے تذکرہ نگار کی صف میں پہنچا دیتے ہیں۔ ان کے سامنے اردو شعرا کے صرف دو تذکرے تھے، ان دونوں تذکرہ نگاروں نے اکثر ایسے شعرا پر قلم اٹھایا تھا جو نہ صرف یہ کہ ان کے ہم عصر تھے بلکہ کسی نہ کسی طور پر ان سے

Marfat.com

ذاتی واقفیت بھی رکھتے تھے مگر یہ دونوں تذکرہ نگار متعلقہ شاعروں کی صحیح تصویر کھینچنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ میر کی تصویر کشی ان کی ذاتی پسند کی مداخلت کا شکار ہو گئی۔ وہ کسی شاعر کی سیرت کا وہی پہلو پیش کرنا چاہتے تھے جس سے ان کے موضوع کی مثبت یا منفی اہمیت واضح ہو سکے۔ ہر چند گردیزی نے شاعروں کے ساتھ انصاف کرنا چاہا ہے مگر ان کے بیانات پر انشا پردازی حاوی ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلوص نیت کے باوصف وہ شعرا کے اصل خط و خال واضح نہیں کر سکے۔ تذکرۂ شورش کا حصۂ زیر بحث ان دونوں تذکروں پر فوقیت رکھتا ہے۔ ایک تو ان کے یہاں عبارت آرائی نہیں ہے، وہ جو کہتے ہیں، اسے آمد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح صوفیہ اپنے رہن سہن اور طور طریقے میں تکلفات بے جا سے دور رہتے ہیں کچھ اسی طرح شورش اپنے بیانات میں بے تکلف نظر آتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی ان کے بیانات سے زبان کا لطف نہ اٹھا سکے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان بیانات کی تہ تک ہر کہ و مہ پہنچ سکتا ہے۔

شورش کے اکثر بیانات ان کی ذاتی معلومات پر مبنی ہیں۔ جن لوگوں کو انھوں نے جتنا قریب سے دیکھا، ان کے بیانات حقیقت سے اتنا ہی قریب معلوم ہوتے ہیں۔ میں اوپر کہیں لکھ چکا ہوں کہ تذکرے میں کوئی ۵۰ ایسے شعرا کا ذکر ہے جن کے بارے میں شورش ذاتی معلومات رکھتے تھے، ان میں سے کم از کم ۲۵ ایسے ہیں جن سے وہ مل چکے تھے۔

حزیں، حسرت، حیرت، حریف، حیراں، ذاکر، دردمند، رضا، رند فغاں، محترم، مصیب، مست، اظہر، امین، آگاہ، بیدار، بسمل، تمنا

Marfat.com

جوشش وغیرہ سے ان کا تعارف ملاقاتوں پر مبنی تھا۔ ان کے ترجمے میں شورش نے بعض نئی معلومات فراہم کی ہیں۔ حضور، حالی، ذوق، دل دیوانہ، اماّمی، عزت، سائل وغیرہ سے انھوں نے اپنی ملاقات کا ذکر نہیں کیا، لیکن اندازِ بیان سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ ان سے بہت قریب ہو کر گزرے ہیں اس لئے ان شاعروں کے بارے میں بھی ان کے بیانات کی اہمیت کم نہیں۔

شورش کی بے لوث تذکرہ نگاری کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ماخذ کا حوالہ دیتے ہوئے شرماتے نہیں۔ انھیں اس کی پروا نہیں کہ وہ اپنے تذکرے میں دوسروں کے بیانات نقل کر رہے ہیں۔ بیان ثقہ ہے کہ نہیں، اس کی ذمہ داری وہ اصل راوی کے سر ڈال دیتے ہیں۔ مجھے اردو شاعروں کا یہ پہلا اور آخری تذکرہ نظر آیا جس میں ماخذ و منابع کی نشاندہی کا اہتمام ذمہ داری کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ایک سے ایک ثقہ تذکرہ نگار دوسروں کے بیانات اس طرح نقل کر دیتے ہیں جیسے یہ ان کے اپنے بیانات ہیں، مگر شورش نے تذکرہ نگاری کے ایک بنیادی تقاضے کو پورا کیا اور یہ عنصر ان کی شخصیت کو بلند کر دیتا ہے۔

شورش کے سامنے جو تذکرے تھے، ان کے بیانات عام طور پر مختصر ہیں۔ شورش کے یہاں بھی اختصار کو راہ ملی ہے مگر وہ انتہائی مختصر بیانات سے مطمئن نظر نہیں آتے، ان کی اس بے اطمینانی کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب وہ میر کا کوئی بیان نقل کر دینے کے بعد یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ بس میر نے اتنا ہی لکھا تھا۔ ان کی تذکرہ نگاری کا ایک مقصد یہ بھی

Marfat.com

تھا کہ اشعار شعرا کے مرتبے کے لحاظ سے منتخب کیے جائیں۔ اصول تو اچھا تھا لیکن اس پر عمل شورش کو ممکن نظر نہیں آیا اور اپنے عجز کا اعتراف بھی کہیں کہیں انھوں نے کیا ہے۔ بعض مواقع پر تو یہ بھی وعدہ کرلیا ہے کہ جب اس شاعر کے مزید شعر مل جائیں گے تو انھیں درج کردیا جائے گا۔

---: ۶ :---

جس طرح تذکرۂ شورش تقریباً دو سو سال تک گوشۂ گمنامی میں پڑا رہا۔ اسی طرح شورش کے حالاتِ زندگی اور اس کے معمولات و مشاغل اہل علم کی نگاہوں سے اوجھل رہے ہیں۔ شورش کا تذکرہ تو دریافت ہو گیا مگر ان کے حالاتِ زندگی آج بھی پردۂ خفا میں ہیں۔ تذکروں نے ان کے بارے میں جو معلومات فراہم کی ہیں، ان پر برائے نام اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ 'گلشن سخن'، مسرت افزا اور گلزار ابراہیم' اردو شعرا کے یہ تین تذکرے ایسے ہیں جن کے لکھنے والے شورش کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرسکتے تھے کیونکہ یہ شورش کے ہم عصر بھی تھے اور شعرائے عظیم آباد کا ذکر ان کے مقاصد میں شامل تھا مگر تذکرہ نگاروں کی عام روش کے مطابق یہ تینوں بھی اختصار کو ترجیح دیتے ہیں، یہی سبب ہے کہ ان کے بیانات سے شورش کے ایسے خط و خال واضح نہیں ہوتے جن کی بنیاد پر ان کی تصویر کشی کی جا سکے، بہر حال مختلف تذکروں سے ان کے بارے میں مندرجۂ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:۔

(الف) میر غلام حسین نام عرف میر بھینا، شورش تخلص تھا۔

(ب) والد کا نام میر محسن تھا۔

(ج) وطن عظیم آباد تھا۔

Marfat.com

(ھ) ملا وحید کے بھانجے تھے ۔

(د) میر باقر حزیں کے شاگرد تھے ۔

(ز) شاہ رکن الدین عشق عرف مرزا گھسیٹا سے مشورۂ سخن کرتے تھے اور ان کے ارادت مندوں میں تھے ۔

(ح) ملازم پیشہ تھے اور علم و فضل نیز ریاست بزرگوں سے ورثے میں ملی تھی

(ط) تقریباً تمام اصناف سخن (غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی) پر قدرت رکھتے تھے ۔

(ی) صاحب دیوان تھے اور ان کا کلیات تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل تھا ۔

یہ اجمال محتاج تفصیل ہے مگر ذرائع کے فقدان کی وجہ سے کوئی اضافہ ممکن نہیں معلوم ہوتا ہاں تذکرۂ شورش کے بعض بیانات سے کچھ اور باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کا یہاں ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ۔

قرائن یہ کہتے ہیں کہ ۱۱۶۱ھ سے پہلے شورش عظیم آباد میں میر باقر حزیں کی شاگردی اختیار کر چکے تھے ۔ حزیں صولت جنگ کے متوسلین میں تھے ۔ صولت جنگ ۱۱۶۱ھ کے اواخر میں مرشد آباد گئے مہابت جنگ نے انھیں پورنیہ کی فوجداری عطا کی تھی، اپنے منصب کے پیش نظر ۱۱۶۲ھ میں وہ مرشد آباد سے پورنیہ چلے گئے ۔ صولت جنگ نے جب عظیم آباد کو الوداع کہا تو ان کے ہمراہ علما و فضلا کا ایک قافلہ تھا،(۱) اس قافلے میں حزیں بھی، صولت جنگ کے توسل کی وجہ سے، شامل رہے ہوں گے اور جب صولت جنگ پورنیہ

---

(۱) سیر المتاخرین ص ۵۷۳

Marfat.com

چلے گئے تو ان کے متوسلین بھی مرشد آباد سے پورنیہ پہونچے ہوں گے۔ اگر یہ صحیح مان لیا جائے کہ شورش نے حزیں کی شاگردی تقریباً بیس سال کی عمر میں ۱۱۶۱ھ میں یا اس سے کچھ قبل اختیار کی تو اس طرح ان کی پیدائش کا زمانہ ۱۱۴۰ھ کے لگ بھگ متعین ہوتا ہے۔

میر محمد وحید شورش کے ماموں تھے اور اس طرح ان کے بیٹے میر محمد رضا جرأت شورش کے ماموں زاد بھائی تھے۔ شورش کے انداز بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ اپنے ان دونوں قریبی اعزہ سے وہ بے حد متاثر تھے اور کیا عجب ہے کہ ان دونوں نے ہی ان کی پرورش کی ہو۔ یہ میر محمد رضا جرأت ہی تھے جنھوں نے شورش کو میر باقر حزیں کے سپرد کیا کہ ان کے کلام کی اصلاح کردیا کریں۔ میر محمد وحید بھی صولت جنگ کے متوسلین میں تھے اور یہ توسل اتنا مضبوط تھا کہ ان کی سفارش پر صولت جنگ نے میر باقر حزیں کو بھی اپنے زمرۂ متوسلین میں شامل کر لیا۔ میر محمد رحید بھی صولت جنگ کے ہمراہ مرشد آباد گئے اور پھر پورنیہ۔ میر محمد وحید کے صاحبزادے میر محمد رہ' ابھی پورنیہ گئے اور ان کا تو انتقال بھی وہیں ہوا اور پھر ان کے جسد خاکی کو عظیم آباد میں لاکر مدفون کیا گیا۔ شورش کا بھی پورنیہ جانا ثابت ہے۔ وہ رنگین کے ترجمے میں کہتے ہیں :

"در پورنیہ دیوان او بہ نظر آمدہ بود "

یہ بات قرین قیاس ہے کہ وہ اپنے ماموں میر محمد وحید اور ماموں زاد بھائی میر محمد رضا جرأت کے ہمراہ پورنیہ گئے۔

میر محمد رضا جرأت کا انتقال ۱۱۶۷ھ میں پورنیہ میں ہوا اور تقریباً اسی زمانے میں باقر حزیں کی وفات بھی پورنیہ میں ہوئی۔ اب ان حقائق کی

Marfat.com

روشنی میں شورش کا یہ بیان دیکھئے :

"وبعدہ میر باقر حزیں و میر محمد رضا ے جرأت رحلت از عالم فانی بعالم جاودانی نمودہ۔ صحبت شعر و شاعری برہم خورد و زندگی بے حلاوت گردیدہ"

اپنے نج کے حالات بیان کرتے ہوئے وہی شخص "صحبت شعر و شاعری برہم خورد و زندگی بے حلاوت گردیدہ" کہہ سکتا ہے جو خود اس صحبت کا ایک کردار رہا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۱۱۶۲ھ سے ۱۱۶۷ھ تک شورش نے پورنیہ میں قیام کیا اور اپنے ماموں زاد بھائی میر محمد رضا جرأت کے انتقال کے بعد عظیم آباد واپس چلے آئے۔ غالباً پورنیہ کے دوران قیام میں ہی انھوں نے دو مثنویاں لکھیں — مثنوی درد و الم اور مثنوی باغ و بہار ۔

حزیں اور جرأت کے انتقال کے بعد شورش نے تیسری مثنوی لکھی جو "علی باغ" کی تعریف میں ہے۔ اور جس کے ذیل میں میر محمد وحید اور زار حسین خاں کی بھی مدح کی گئی ہے ۔

شاد عظیم آبادی نے نواب علی ابراہیم خاں خلیل کے بیان میں "علی باغ" کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔ :

"نواب علی ابراہیم خاں کے پرانے آثارات میں سے پٹنہ میں ایک پشتہ دیوان محلہ میں تھا اور مغل پورہ میں علی باغ نامی باغ اور عمارت تھی۔" (۱)

علی باغ کا ذکر تاریخ کے کتابوں میں بھی ہے۔ صاحب سیر المتاخرین نے اسے

---

(۱) تذکرۂ شعراے اردو بزبان سید علی محمد شاد ص ۶۰ بحوالہ معاصر پٹنہ نمبر ۲۰

Marfat.com

"علی باغ زائر حسین خاں" کے نام سے یاد کیا ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں شجاع الدولہ اور میر جعفر کے حلیف کمپنی والوں کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

زائر حسین کا نام بہار کی تہذیبی اور ثقافتی تاریخ میں احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ یہ مشہور عالم ملا محمد نصیر کے صاحبزادے تھے اور علی ابراہیم خاں خلیل کے صرف عزیزوں میں نہیں بلکہ ان کے سرپرستوں میں تھے۔ یہ پہلے داؤد علی خاں کے نام سے یاد کیے جاتے تھے لیکن عتبات عالیہ کی زیارت کے بعد انھوں نے داؤد علی خاں کو "زائر حسین خاں" سے بدل دیا اور اس نئے لقب پر وہ فخر کرتے تھے۔ (۱)

میں جملہ معترضہ کے طور پر اپنے ایک اور قیاس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے ماموں میر محمد وحید کی مدح کے ساتھ اُسی مثنوی میں زائر حسین خاں کی مدح شورش نے کسی نہ کسی تعلق کی بنا پر کی ہوگی ، یہ تعلق قرابت داری کا بھی ہو سکتا ہے۔!

زیر بحث مثنوی باقر حزیں اور میر محمد رضا جرائت کی وفات کے ایک سال کے بعد کہی گئی۔ شورش لکھتے ہیں :

" بعد یک سال چوں قدرے مزاج درست و بحال شد مثنوی سوم در تعریف علی باغ مشتمل بر مدح حضرت مولوی محمد وحید قدس سرہ و زائر حسین خاں صاحب غفرلہ باتمام رسانیدہ "

سیاق عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً یہ مثنوی عظیم آباد میں کہی گئی۔ اسے

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے سیر المتاخرین ص ۶۱۲ و ۹۴۷

Marfat.com

۱۱۶۵ھ یا زیادہ سے زیادہ ۱۱۶۹ھ کی تخلیق کہنا چاہئے۔ اس کے بعد عظیم آباد میں دہلی کے علم دوستوں کا نیا قافلہ آیا، شورش کو نیا ماحول ملا اور آخر کار انھوں نے میر محمد کاظم خاں احترام الدولہ کے عہد نیابت میں سلسلۂ مشاعرہ کا آغاز کیا جس کا قدرے ذکر اوپر کی سطروں میں آچکا ہے۔

یہ مشاعرہ شورش کی ادبی زندگی کا سب سے اہم سنگ میل ہے۔ یہی سبب بنا شورش اور شاہ رکن الدین عشق کے ربط باہمی کا اور اس کے بعد شورش عمر بھر شاہ صاحب کے دامن رشد و ہدایت سے وابستہ رہے۔

یوں تو شورش کا تعلق ابتدائے شعور سے ایسے لوگوں سے رہا جو ملک کے مشہور صوفی شاعر مرزا مظہر جان جاناں کے حلقۂ تلمذ میں شامل تھے مگر یہ تعلق صرف شاعری کے سیاق و سباق میں تھا، اب جو شاہ رکن الدین عشق سے وہ ملے تو وہ سلوک و طریقت سے بھی دلچسپی لینے لگے۔ اس بات کو خارج از امکان نہیں ٹھہرایا جا سکتا کہ میر بھینا کی عرفیت مرزا گھسیٹا کی رعایت سے اپنائی گئی ہو۔ اس طرح کی عرفیت حلقۂ صوفیہ میں رائج رہی ہے!

شورش نے عشق کی مجالس میں شرکت شروع کی اور ان سے ارادت اتنی بڑھی کہ انھوں نے عشق کے ملفوظات قلم بند کیے جس کا ذکر شروع کے صفحات میں کہیں آچکا ہے۔ انھوں نے مشہور بزرگ پیر دستگیر ابو الفیاض قمر الحق کے ملفوظات "گنج فیاضی" کا انتخاب کیا۔ اسی دوران ایک اور کتاب انھوں نے لکھی جس کا نام "ارشاد العارفین" ہے اور عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موضوع بھی تصوف ہے۔ شورش نے اپنی ایک اور کتاب "صیقۃ النجات" کا بھی ذکر کیا ہے، کیا عجب ہے کہ اس کا تعلق بھی تصوف سے ہو۔ ان متصوفانہ یا مذہبی

Marfat.com

کتابوں کے علاوہ انھوں نے مغلیہ سلطنت کی تاریخ پر بھی ایک کتاب لکھی تھی اب یہ ساری کتابیں ناپید ہیں۔ ان کی دریافت کے بعد ہی شورش کے حالات واکتسابات سے بحث کی جاسکتی ہے۔ خلاصے کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ شورش نے اپنی جن تصنیفات کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں :

۱۔ مثنوی دردوالم (۱)

۲۔ مثنوی باغ وبہار

۳۔ مثنوی درتعریف علی باغ مشتمل بر مدح حضرت مولوی محمد وحید و زائر حسین خاں۔

۴۔ ارشاد العارفین۔

۵۔ احوال بادشاہان ہندوستان از معزالدین تا وقت جلوس شاہ عالم

۶۔ صحیفۃ النجات

۷۔ منتخب گنج فیاضی

۸۔ شرح بیت حضرت شاہ نعمت اللہ ولی :

ہرچہ پیدا وہرچہ پنہاں است
جملہ دریک وجود انسان است

اول الذکر تینوں مثنویوں کو چھوڑکر باقی کتابیں انھوں نے شاہ رکن الدین عشق

---

(۱) شورش کی ایک مثنوی جو "الٰہی دل عطا کر چشمۂ نور = زباں دے ہم زبانِ شعلۂ طور" سے شروع ہوتی ہے اور "سخن ہے عشق کا شورش تو بس کر = بس اے آتش نفس ضبطِ نفس کر" پر ختم ہوتی ہے، خدابخش لائبریری، پٹنہ میں محفوظ ہے، قیاس کہتا ہے کہ اسی مثنوی کا عنوان 'دردوالم' ہے۔

Marfat.com

کے زمانۂ ارادت میں تصنیف کیں ۔ اس کے بعد شورش نے شاہ صاحب کے مشورے سے اپنا دیوان درست کیا اور آخر میں (۱۱۹۱ھ میں) یہ تذکرہ انھوں نے لکھا ۔
شورش نے یہ تذکرہ شاہ رکن الدین عشق کی تحریک پر لکھا اور اس کا نام انھوں نے 'رموز الشعرا' رکھا ۔ انھوں نے حاشیے پر اس کی بھی صراحت کر دی کہ اسے 'تذکرہ شورش' کہنا بھی کوئی مضائقے کی بات نہیں ۔ صاحب مسرت افزا نے اس کا تاریخی نام 'یادگار دوستانِ روزگار' بتایا ہے ، اس کا امکان ہے کہ شورش نے خود یا ان کے کسی شناسا نے اس کا قطعۂ تاریخ کہا ہو جس کے مذکورہ مصرعے سے اس کا مادہ تاریخ برآمد ہوتا ہے ۔ بہر حال تذکرے میں اس نام کا کہیں کوئی ذکر نہیں ۔
جیسا کہ اشارہ کیا جا چکا ہے کہ میر کے نکات الشعرا سے بیزاری اور بے اطمینانی اس تذکرے کے وجود میں آنے کا ایک سبب ہے ۔ گویا یہ ایک حریفانہ پیش کش بھی ہے اس لیے نکات الشعرا کے مقابلے میں اس کا نام 'رموز الشعرا' رکھنا ایک فطری امر ہے ۔

—————— : ۷ : ——————

تذکرۂ شورش میں ۲۶۴ شعرا کا ترجمہ شامل ہے لیکن مرزا غلام شاہ کا ترجمہ 'غ' کے ذیل میں بھی کیا گیا ہے اور 'ش' کے تحت بھی ۔ اس طرح شعرا کی اصل تعداد ۲۶۳ رہ جاتی ہے ۔
بارہویں صدی ہجری میں لکھے جانے والے شعرائے اردو کے تذکروں میں تذکرۂ شورش اس لحاظ سے بھی سر فہرست ہے کہ اس میں شعر و شاعری سے متعلق ایک طویل خطبہ (مقدمہ) شامل ہے ۔ یہ خطبہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ شورش کو شاعری کے مالہ و ماعلیہ سے کسی قدر واقفیت تھی ، یہی نہیں وہ تذکرے

Marfat.com

کو تاریخ کی ایک کڑی سمجھتے تھے۔ چونکہ وہ شعرائے بہار کا پہلا تذکرہ لکھ رہے تھے اس لئے وہ اسے زیادہ سے زیادہ جامع بنا دینا چاہتے تھے وہ اپنے خطبے کے ابتدائی اوراق میں کبھی اپنی مصروفیات کے ذیل میں اور کبھی بعض دوسرے اہل علم کے حوالے سے بہار میں اردو شاعری کا ایک خاکہ بھی کھینچ دینا چاہتے تھے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ آج ہمیں ان کے ادبی تاریخ کا تصور خامیوں سے معمور نظر آئے لیکن جس عہد میں یہ تذکرہ لکھا گیا، اس میں تذکرے کو تاریخ سے مربوط کرنے کا چلن کہاں تھا۔ بہار میں اردو شاعری کے آغاز وارتقا کے باب میں تحقیق کی راہیں ہمیشہ کھلی رہیں گی مگر جس دائرے کی نشاندہی شورش نے کردی ہے، اسی میں ہر پھر کے رہنا پڑے گا۔

خطبے میں شاعری کی افادیت کی توجیہ متعدد مثالوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان مثالوں کا شمار شورش کے اختراعات میں نہیں ہوگا مگر انھیں ایک مربوط اور منظم شکل میں پیش کرنے کا سہرا ان کے سر ہے۔

میر نے نکات الشعرا کے آخر میں اختصار کے ساتھ اقسام ریختہ پر روشنی ڈالی ہے شورش نے اس موضوع کی جگہ خطبے میں نکالی اور اس طرح نکالی کہ وہ خطبے کا ایک لازمی حصہ معلوم ہوتا ہے۔ اس باب میں شورش نے میر کے بیانات پر گراں قدر اضافے کیے ہیں جنھیں اردو میں قواعد سازی کی ابتدائی کاوشوں کا جائزہ لیتے ہوئے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

میر نے ریختہ کی چھ قسمیں بتائی ہیں، شورش نے اقسام کی تعداد دس تک پہنچا دی ہے۔ یہ تقسیم کس بنیاد پر عمل میں آئی، اس کی نشاندہی نہ تو میر نے کی اور نہ شورش نے۔ میر نے اس کے دائرے میں زبان کی صرفی ساخت کو بھی

Marfat.com

شامل کر لیا ہے اور لفظی و معنوی صنائع کو۔ یہی نہیں، انھوں نے 'انداز' کو ریختہ کی ایک قسم کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور یہ وہ قسم ہے جو تجنیس و ترصیع سے لے کر فصاحت و خیال تک کو محیط ہے۔ شورش نے بھی یہی وتیرہ اختیار کیا ہے۔

اس سے قطع نظر کہ ان دونوں بزرگوں نے ریختہ کی جو تقسیم کی ہے وہ منطقی ہے کہ نہیں، ان کے بیانات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ شورش پہلے تذکرہ نگار ہیں جنھوں نے قواعد کے نقطۂ نظر سے ریختہ کو موضوع قلم بنایا۔ ان کا یہ بیان:

"مضاف فارسی باشد و مضاف الیہ ہندی باشد، ممنوع است۔ یا مبتدا فارسی باشد و خبرش ہندی باشد و غیر مانوس ریختہ و زبانِ ریختہ باشد، ممنوع است۔ و مبتدا فارسی و خبرش ہندی مانوس زبانِ ریختہ باشد، درست است۔ چنانچہ گفتہ:

مانو گے میری بات بھی یا ٹلتے نہیں
ہاں ہاں میں تا کجا کروں اور تم نہیں نہیں

ریختہ کو علم قواعد سے مربوط کرنے کی پہلی شعوری کوشش سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ان کا یہ بیان بھی:

"حرف وادات و روابط فارسی و عربی آوردن در ریختہ قبیح است چنانچہ تا و با و در و بر و حرفہائے عربی چوں من و الا و حتی و تا و فعل فارسی چوں بگو و مگو و کن و مکن، فعل عربی چوں قل و لا تقل و افعل و لا تفعل الا آنکہ کلمہ باشد کہ آنرا استعمال بہ فعل ہم می کنند و بہ اسم ہم می کنند۔ بمعنی اسم

Marfat.com

خواہند آورد و بمعنی فعل نخواہند آورد چنانچہ "خر" اسم است، خواہند آورد و بمعنی خریداری نخواہند آورد کہ امر است"

اساتذہ کے مختارات کو قواعد کے سانچے میں ڈھالنے کی ایک کوشش کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔

۸

تذکرۂ شورش کا زیر بحث خطی نسخہ ۱۶۳ اوراق یا ۳۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا کم از کم شروع کا ایک اور آخر کا ایک ورق غائب ہے۔ نسخہ قدیم ہے اور دست برد زمانہ سے اس کے اوراق بڑی حد تک محفوظ ہیں۔ آخر کے چند اوراق خستہ ضرور ہو گئے ہیں مگر یہ خستگی بھی اصل متن کو بہت کم متاثر کر سکی ہے مشکل سے ۲ الفاظ ہوں گے جو پڑھے نہیں جا سکے۔

تذکرے میں تحریر و کتابت کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ مصنف کا اصل نسخہ ہے۔ کہیں کہیں دو شاعروں کے ترجمے کے درمیان کچھ جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے جس کے ثبوت میں صفحات ۵۰، ۵۵، ۹۷، ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۳۹، ۱۶۸، اور ۱۷۲ پیش کئے جا سکتے ہیں۔ صفحات ۶۳، ۱۰۴ اور ۱۳۱ بالکل سادہ ہیں غالباً ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ یہاں کسی اور شاعر کا ترجمہ درج کرنا مقصود تھا یا شاعر ماسبق کے کچھ اور اشعار بعد میں درج کرنے کا خیال تھا۔

شاعروں کے حالات میں مسودہ کہیں کہیں معمولی ترمیم کا شکار ہوا ہے۔ جملے کو قلم زد کر کے اس کے اوپر یا حاشیے پر نئے جملے لکھ دیے گئے ہیں قلم اور انداز خط میں کوئی خاص فرق نہیں معلوم ہوتا ہے۔

شعرا کی ترتیب میں حروف تہجی کا لحاظ رکھا گیا ہے اور ہر حرف کو ایک

Marfat.com

'باب' تصور کیا گیا ہے۔ بیشتر حروف کے شروع میں اسی لحاظ سے عنوان بھی قائم کیا گیا ہے جیسے باب الحا اور باب الدال۔ کہیں کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ دو حروف کے درمیان کوئی عنوان نہیں ہے اور ایک حرف سے شروع ہونے والے شاعروں کے ذکر کے بعد دوسرے حرف کے شعرا کا ذکر کسی عنوان کے بغیر کر دیا گیا ہے۔

کاتب تذکرہ کو خوشخط نہیں کہا جا سکتا۔ شروع کے کوئی سو صفحے تو اس نے قلم سنبھال کر لکھا ہے لیکن بعد کے صفحات میں اس کا خط شکست کے قریب پہنچ گیا ہے اور کہیں کہیں اس کا خط شکست بدخطی کا نمونہ بن گیا ہے۔ کاتب نے کہیں املا کی غلطیاں کی ہیں اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک جگہ کسی لفظ کا املا صحیح لکھا گیا ہے اور دوسری جگہ یہ غلط ہو گیا ہے۔ اغلاط املا کی بعض مثالیں یہ ہیں۔ حوادث کو حوادس؛ احرار کو اہرار؛ اکسیر کو اکثیر اور روضہ کو رَوزہ لکھ دیا گیا ہے۔

تذکرے کا جو متن پیش کیا جا رہا ہے، اس میں املا کی غلطیاں درست کر لی گئی ہیں۔ پہلے زمانے میں حرکات کا اعلان حروف علت کے ذریعہ بھی کیا جاتا تھا، کوشش کی گئی ہے کہ شائع ہونے والے متن کو مروج املا کے مطابق کر دیا جائے مگر اس کی پابندی لازمی طور پر نہیں کی گئی ہے۔ کہیں کہیں ایسا اندازہ ہوا کہ کاتب سے کوئی لفظ قلم انداز ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مفہوم خبط ہو گیا یا شعر وزن سے گر گیا۔ ان مواقع پر قوسین میں قیاس کے سہارے مناسب لفظ لکھ دیا گیا ہے۔

شورش نے تذکرۂ میر یا تذکرۂ گردیزی سے جو بیانات اخذ کیے ہیں،

Marfat.com

انھوں نے بیشتر اس کا حوالہ دے دیا ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ انھوں نے اپنے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا۔ کوشش کی گئی ہے کہ شورش اور میر یا گردیزی کے بیانات کا تقابلی مطالعہ کر لینے کے بعد حاشیے میں شورش کے ماخذ کی وضاحت کر دی جائے، یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ شورش نے ان دونوں تذکرہ نگاروں کے بیانات من و عن نقل کر دیے ہوں لیکن اگر راقم السطور کو سیاق و سباق کی روشنی میں یہ محسوس ہوا کہ شورش کے کسی بیان کا ماخذ تذکرۂ میر یا تذکرۂ گردیزی ہے تو اس کا اظہار کر دیا گیا ہے۔

شعرائے اُردو کے بہت کم ایسے تذکرے ہیں جو شورش کے ذکر سے خالی ہیں۔ انھیں معاصر تذکرہ نگاروں نے بھی یاد رکھا اور ان سے جن لوگوں نے تذکرہ نگاری کا چراغ جلایا، انھوں نے بھی مگر شورش کا ذکر ان کی شاعری کی وجہ سے کیا گیا، نہ کہ ان کی تذکرہ نگاری کی بنیاد پر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی شاعرانہ حیثیت کسی نہ کسی خصوصیت کی وجہ سے اصحاب نظر کے نزدیک قابل اعتنا ضرور رہی ہے۔ تذکرۂ مسرت افزا، تذکرۂ عشق، گلشن سخن اور گلزار ابراہیم کا شمار شورش کے ہم عہد یا ان کے قریب العہد تذکروں میں ہوگا۔ یہ چاروں تذکرے شورش کے صاحب دیوان شاعر ہونے کا دعوا کرتے ہیں اور صاحب گلشن سخن نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا دیوان چار ہزار اشعار پر مشتمل تھا ـــــ اور یہ قول کچھ غلط نہیں معلوم ہوتا۔

شورش نے اپنے تذکرے میں تقریباً چار سو غزلوں کے منتخب اشعار پیش کیے ہیں۔ اس وقت کے غالب رجحان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر یہ قیاس کیا جائے کہ ان کی ہر غزل سات شعر پر مشتمل ہوتی تھی تو لگ بھگ اٹھائیس سو اشعار

Marfat.com

کا ثبوت فراہم ہو جاتا ہے۔ انھوں نے کم از کم تین مثنویاں بھی کہیں ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ انھوں نے قصیدے بھی کہے۔ رباعیوں کا انتخاب تو متعدد تذکروں میں ملتا ہی ہے۔ اس طرح چار ہزار اشعار کی تعداد کو کسی طرح مبالغہ آمیز نہیں کہا جا سکتا۔

شورش نے اپنے ہم مکتب، ہیبت قلی خاں حسرت کو یہ کہکر بہت بڑا خراج عقیدت پیش کیا ہے کہ یہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے عظیم آباد میں اردو شاعری کی بنیاد رکھی مگر سچ بات یہ ہے کہ اس بنیاد کو مضبوط بنانے میں شورش کا ہاتھ بھی کم نہیں رہا ہے۔

شورش اور حسرت کا شمار باقر حزیں کے صاحب دیوان شاگردوں میں ہے۔ جب باقر حزیں دہلی سے مظہر کی شاگردی اختیار کر کے عظیم آباد لوٹے تو ان دونوں نے ان کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا لیکن اس حقیقت کے باوصف یہ کہنا چاہئے کہ حسرت کا شمار صف اول کے شعرا میں ہوگا۔ حسرت کی شاعری 'سواد اعظم' سے الگ نہیں ہوئی، اس کا رنگ اردو کی عام شاعری کے رنگ سے ملتا جلتا ہے۔ وہ عظیم آبادی نہیں، دہلوی معلوم ہوتے ہیں۔

شورش کا معاملہ اس سے کچھ الگ تھلگ ہے، ان کی زبان کچھ اکھڑی اکھڑی سی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی وہ زبان سیکھ رہے ہیں اور ان کے یہاں چلتے چلتے ٹھوکر کھانے اور گر کر سنبھلنے کا انداز ملتا ہے۔ وہ حسرت کی طرح دوسرے کی زبان کو اپنی زبان بنا لینے کا گر نہیں جانتے۔ ان کی زبان کچھ کھردری سی ہے۔ زبان کی ناہمواری ان کے خیالات کے بہتے ہوئے دھارے کے لئے قدغن بن جاتی ہے۔ خیالات کے ساتھ وہ زبان کو رواں نہیں کر پاتے جس کا

Marfat.com

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے قاری کو بھی اٹک اٹک کر اور رک رک کر چلنا پڑتا ہے۔

شورش کے اس انداز کو بظاہر ایک بڑا عیب گردانا جائے گا مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اردو میں جذب و انجذاب کی ایک ایسی صلاحیت ہے جو دوسری زبانوں میں کم ہی ملتی ہے، اردو کو وسعت اس کی اسی صلاحیت کی وجہ سے ملی۔ یہ جہاں بھی گئی، اس نے مقامی اثرات ضرور قبول کئے۔ یہی عمل شورش کے یہاں واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔

جہاں تک کلام شورش کی مجموعی قدر و قیمت کا سوال ہے تو اس کا جواب اس کلیے میں مل جائے گا کہ تصوف سے شاعری کو کچھ ملا ہو یا نہ ملا ہو، کم از کم سنجیدگی اور رکھ رکھاؤ اسے ضرور ملا ہے۔ شورش کے بارے میں تذکرہ نگاروں نے خصوصیت کے ساتھ کہا ہے کہ ان کا مذاق صوفیانہ تھا، اب جبکہ ان کی شاعری کا معتدبہ نمونہ سامنے آگیا ہے تو تذکرہ نگاروں کے خیال کی توثیق ہو جاتی ہے۔

شورش کی شاعری میں نہ تو پھکڑپن ہے اور نہ ابتذال۔ ان کے یہاں علمائی طنطنہ بھی نہیں ہے، وہ واردات قلبی کا بیان بڑے سیدھے سادے مگر موثر انداز میں کرتے ہیں۔ ان کے خیالات میں بھی پختگی ہے اور اظہار خیالات میں بھی، وہ ضبط کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے، وہ عشق کو ایک ایسے تجربے کے روپ میں پیش کرتے ہیں جس سے عبرت بھی حاصل کی جا سکتی ہے اور جسے دوبارہ آزمایا بھی جا سکتا ہے۔ فرسودہ ہونے کے باوجود ان کے تصور عشق میں ایک تازگی ہے اور یہی تازگی ان کی غزلوں کی جان ہے۔

Marfat.com

مقدمۂ مصنف

(۱)
(..........) و انعام اللہ خاں یقین و حضرت مرزا جان جان مظہر و ساقی نامہ فقیہ صاحب رواج یافتہ۔ بعد نادر شاہی میر باقر موصوف از شاہجہان آباد تشریف بعظیم آباد آوردہ۔ بعد چندے فقیہ صاحب در دمند و منشی بساون لعل بیدار نیز ہمراہ نواب غلام حسن خاں رونق بخش زمین صوبہ بہار گردیدہ۔ گفتگوئے شعر و شاعری بطور میرزا موصوف رواج یافتہ۔

و بہ تفضل برادر گرامی قدر میر محمد رضا جرأت کہ فاضل جید بودند و در نثر و نظم مہارت کمال داشتند، گاہے غزل فارسی بہ مشورۂ فقیہ صاحب مذبور می فرمودند، میلان طبیعت احقر طرف ریختہ آمدہ، غزل گفتہ۔ بعد ازاں برادر مسطور ایں عاصی را بہ میر باقر مذکور سپرد فرمودہ تا بیست غزل اصلاح از میر باقر موصوف گرفتہ۔ بعدہ مزاج احقر مائل طرف مثنوی شد۔ مثنوی ''درد و الم'' و ''باغ و بہار'' گفتہ۔

بعدہ میر باقر حزیں و میر محمد رضا جرأت رحلت از عالم فانی بعالم جاودانی نمودہ، صحبت شعر و شاعری برہم خوردہ و زندگی بے حلاوت گردیدہ۔ بعد یک سال چوں قدرے مزاج درست و بحال شدہ، مثنوی سیوم در تعریف علی باغ، مشتمل بر مدح حضرت مولوی محمد وحید قدس سرہ و نواب حسین خاں غفر لہٗ بہ اتمام رسانیدہ۔ و گاہے غزل ہم می گفت و دیوان خود درست می ساخت۔ دریں ضمن خمسۂ میرزا محمد رفیع سودا اسلم اللہ تعالیٰ کہ ایں مصرع یقین غفر لہٗ:

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

(۱) زیر نظر خطی نسخہ اس عبارت سے شروع ہوتا ہے۔ قیاس ہے کہ اس سے پہلے کم از کم ایک ورق اور تھا جو دست برد زمانہ کی نذر ہو گیا۔

Marfat.com

مصرع پنجم او بوده، شہرت دریں شہر یافتہ۔ بعد غزل مرزا و اشعار حضرت خواجہ میر درد وغیرہ از دہلی رسیدہ و شہرت یافتہ و طرز سخن بطور دیگر گردیدہ۔

حسب اتفاق در صوبہ داری میر محمد کاظم خان بہادر احترام الدولہ بصلاح دوستاں و آشنایاں محفل مشاعرہ بروز جمعہ قرار یافتہ۔ دراں وقت اکثر صاحبان بہ ہربانی فکر اشعار فارسی و ریختہ می فرمودند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ احوال ہر یک بزرگاں آیندہ مرقوم خواہد ساخت۔

دریں عرصہ شاہ ساکن از محمد آباد بنارس و خواجہ عبداللہ آگاہ سلمہ اللہ تعالیٰ از مرشد آباد تشریف آوردند۔ میر غلام علی اظہر گفتند کہ حضرت شاہ رکن الدین عشق عرف حضرت میرزا گھسیٹا صاحب مدظلہ العالی از مرشد آباد ترک روزگار نمودہ نیز بعظیم آباد تشریف آوردہ اند۔ اگر دریں محفل مشاعرہ تشریف آرند، احسن است۔ احقر فخر مجلس تصور نمودہ، ہمراہ میر مذکور رفتہ، ملازمت نمودہ، متصدع خدمت گرامی شدہ۔ از راہ نوازش قبول فرمودند و تا محفل مشاعرہ کم از یک سال نماندہ تشریف مع میر محمد امین صاحب دیوانہ غزلہا ارزانی می فرمودند۔

چوں تفضل آں حضرت در دل ایں عاصی جا یافتہ و محفل مشاعرہ بجہت ماہ مبارک رمضان برہم خوردہ، احقر بیشتر بخدمت حضرت مرزا صاحب می رفت۔ دراں وقت اکثر مردم بخدمت عالی مثنوی حضرت مولوی روم قدس سرہ و لمعات و شرح رباعیات مولوی جامی نور مرقدہ می خواندند۔ ایں عاصی ہم از دور سماعت می نمود۔ و سوائے ازیں ہر چہ ارشادی فرمودند، آں را بطور ملفوظ قلم بندمی ساخت۔

روزے ارشاد شد کہ شخصے در تذکرۂ خود یک شعر از قصیدۂ مرزا

Marfat.com

محمد رفیع سودا نوشتہ است، دیگر خیر۔ در دل خطرہ گزشت کہ تذکرۂ نویسد لکن دراں ایام طبیعت احقر مصروف بہ تالیف کتب بودہ چنانچہ اول ارشاد الطالبین تالیف نمودہ، بعدہ احوال پادشاہان ہندوستان از معزالدین سام تا وقت جلوس شاہ عالم قدرے قدرے نوشتہ۔ بعدہ صحیفۃ النجات، بعدہ ملفوظ حضرت پیر دستگیر قمر الحق قدس سرہ کہ مسمیٰ بہ گنج فیاضی است منتخب ساختہ و بعدہ در شرح ایں بیت حضرت شاہ نعمت اللہ ولی :

ہرچہ پیدا و ہرچہ پنہاں است

جملہ در یک وجود انساں است

رسالۂ بہ تحریر آمدہ۔ چوں ازیں کارہا فراغت کشیدہ، در اصلاح دیوان مصروف گشتہ۔ چنانچہ بصلاح حضرت مرزا صاحب درست ساختہ۔ اما بباعث پریشانی کارے کمال درین فن حاصل نہ کردہ، حسرت عظیم در دل ماندہ۔

روزے بار حضرت مرزا صاحب ارشاد فرمودند کہ مرداں کاہ را کوہ و کوہ را کاہ می نمایند؛ اشعار ہر یک بقدر ہر یک نمی نویسند۔ اگر شما تذکرۂ بنویسید خوب است۔ در دل خطرہ گزشت کہ طاقت انتخاب تا حالت تحریر بہم نرسیدہ است ایں را کمال فہمید بباید چنانچہ فرمودہ :

شعر گفتن گرچہ در سفتن بود

لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

شاید حضرت برائے تربیت ایں عاصی می فرمایند کہ بسبب اشتغال ایں کار فہم پیدا خواہد شد۔ امر عالی را سعادت دارین تصور نمودہ، تحریر می نماید و الا ہیچ مداں را دریں فن چہ شعور و چہ مقدور کہ دم زند۔

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ : خلق الانسان اطوارا۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ستفرق امتی من بعدی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ۔ یعنی بعد من ہفتاد و سہ فرقہ در امت من خواہند شد چنانچہ شدند و ہر یک مذہب خود ہا را از کلام اللہ و احادیث اثبات می نمایند و راہ می روند۔ ازیں سبب کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ و تقدس در کلام قدیم خود فرمودہ : لا رطب ولا یابس الا فی الکتاب المبین۔

وبیشتر ازاں ہفتاد و سہ فرقہ طالب دنیا اند و کمتر ازاں طالب عقبیٰ و کمتر کمتر ازاں طالب مولیٰ اند۔ و طالب مولیٰ فقرا اند چنانچہ حضرت علاء الدین سمنانی فرمود :

ما مقیمان کوے دلداریم

رخ بدنیا و دیں نمی آریم

حرف راست اینست کہ فقرا از قرآن شریف مغز گرفتہ اند چنانچہ فرمودہ : من ز قرآن مغز را برداشتم۔ و دیگراں یابس گرفتند۔ لکن در ہر سہ فریق شاعر اند، ایشاں نیز دلیل از کلام اللہ و احادیث می آرند چنانچہ این عاصی نیز می آرد۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : الشعراء تلمیذ الرحمٰن یعنی شاعر شاگرد حق باشد، سخن او از سخنہاے مردم عوام رتبہ تمام و کلام شاگرد کلام استاد بتواں گفت ازیں جہت کہ ہر چہ استاد می فرماید، شاگرد رشید عمل می آرد چنانچہ حضرت خواجہ حافظ شیراز قدس سرہ می فرماید۔ شعر

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

آنچہ استاد ازل گفت، ہماں می گویم

خواجہ امین الدین سلمہ اللہ تعالیٰ گفتہ :

Marfat.com

از اہل سخن بے مدد غیب چہ خیزد
نے ہیزم خشک است جوز مسازنہ باشد

در ذات ستودہ صفات حضرت انسان ہمہ خوبیہاست آمادہ وچیز از فضل الٰہی در ظاہر بسیار عجیب وغریب است ——— یکے دیدن نبض ودریافت نمودن احوال اعتدال واختلاف وغیرہ آں ؛ دویم موزوں نمودن سخن، بایں فصاحت وبلاغت ونزاکت ترکیب می دہند کہ باعث یادگار وموجب زندگانی نام در روزگار ناہنجار می گردد ۔

ملا ظہوری در تعریف شعرا می فرماید :

زحیواں بہ نطق آدمی برتراست
بس آدم تر آں کو سخن ورتراست

در تعریف سخن سرخوش می نویسد وی گوید کہ سخن قدیم ولایزال زیرا کہ کلام از جملہ صفات پیوستہ الٰہی است، صفاتش نیز باید کہ قدیم ولایزال باشد۔ شعر :

سخن جانست ودیگر گفتگو جانا زمن بشنو
اگر ہر لحظہ جان تازہ خواہی، سخن بشنو

ودر ثنائے معنی غنی گوید :

آب بودہ معنی روشن غنی!
خوب اگر شستہ شود، آں گوہر است

ونسبت شعرائے کرام وانبیا علیہ السلام اقرب واقع است زیرا کہ رجوع ایں ہر دو طائفہ عالیہ بہ مبدأ فیاض وعالم غیب است وناصر علی غفرلہ می فرماید :

شاعری جزویست از پیغمبری
جاہلانش کفر خوانند از خری

Marfat.com

شعر و شرع و عرش باہم خواستند
باغ گیتی زیں سہ حرف آراستند

و شعر کہ عبارت از کلام بامعنی و موزوں و با قافیہ بشرط ارادۂ شاعر خواہ در زبان عربی و یا پارسی و یا ترکی و یا ریختہ و یا ہندوی محض و غیرہ باشد، بذاتہ راہ از کلام اللہ دارد۔ واقعی دلیل قوی ایں شعر را اول مصرع در قرآن مجید و فرقان حمید "بسم اللہ الرحمن الرحیم" است۔ اکثر بزرگان مصرع دیگر رسانیدہ اند۔ از آں جملہ یک مصرع حضرت امیر خسرو رسانیدہ اند۔

خازن گنجینۂ گنج عظیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

و در مدح ایں مصرع صائب بیتے گفتہ است۔ شعر

اگر نہ مدّ بسم اللہ بودے تاج عنوانہا
نگشتے تا قیامت تو خط شیرازہ دیوانہا

و مصرع دیگر را قطب الاقطاب شمس الحق شیخ محمد رشید عرف حضرت دیوان جی قدس سرہ مصرع ثانی رسانیدہ چنانچہ در دیوان شمسی مرقوم است۔ شعر

ہر کہ دل نیت بود بگذر ازو
لن تنالوا البر حتی تنفقوا

و بیت اینست :

ثم اقررتم و انتم تشہدون
ثم انتم ہولاء تقتلون

و دو حدیث نیز در کتب احادیث موزوں است :

Marfat.com

انا النبی لا کذب، انا ابن عبدالمطلب، و دوم است:
اذا تحیرتم فی الامور، فاستعینوا باہل القبور۔ و یک شعر من جملہ
اشعار غالب کل غالب حضرت امیرالمومنین علی ابن طالب علیہ السلام
نیز بجہت دلیل مرقوم می شود:

انما الدنیا کبیت
نسجتہ العنکبوت

و شعر اکذاب نیز واقع اند اما این حدیث در حق مشرکان است کہ ایشاں
در مذمت اسلام و اہل اسلام شعری گفتند و پیروان یاد کردہ بجناب رسالتماب
علیہ السلام می خواندند چنانچہ در سورۂ شعرا مفصل مرقوم است، قدرے ازاں
از تفسیر حسینی مرقوم می شود۔

قال اللہ تعالیٰ: وَاَکْثَرُھُمْ کَاذِبُوْنَ۔ و بیشتر ایشاں دروغ گویانند۔
و در انوار فرمودہ کہ بعضے اکثر را بہ کل، تفسیر کردہ اند یعنی ہمہ ایشاں
بصفت کذب موصوف اند۔

قولہ تعالیٰ: والشعرا۔ و شاعران مشرک چوں ابن زبعری و ہبیرہ
و مسافع و امیہ ثقفی وَیَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ۔ متابعت کنند ایشاں را گمراہاں۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّھُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ۔ آیا نمی بینی کہ ایشاں در ہر وادی از فنون کلام
سرگرداں می شوند۔ در تفسیر کواشی آوردہ: بعد از نزول این آیت حسان و
ابن رواحہ و جمعے از شعراء صحابہ رضی اللہ عنہم بجناب نبوت پناہ آمدہ، بوقف
عرض رسانیدند کہ حق سبحانہ میداند کہ ما شاعریم۔ و ابن رواحہ گفت: می ترسم کہ بروصف
شعر بمیرم۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ کہ مومن جہاد کند بشمشیر و

Marfat.com

زبان خود۔ شعرے کہ شما در شان کفار می گوئید بر ایشان سخت تر است از تیر و ایں آیت نازل شد۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شعرا تبوع سفہا در ہمہ وادی سرگرداں اند مگر آنہا کہ ایمان آوردہ اند۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، و عملہائے ستودہ کردند۔ یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را ستائش فرمودند و ہجو و مذمت کفار اشتغال نمودند۔

و یک مصرع سید الشہدا امام الہمام حضرت امام حسین علیہ السلام کہ داخل اخیر بند پنجم محتشم رحمت اللہ علیہ است، نیز بجہت دلیل مرقوم می نماید و مردمان اہل اسلام از سعادت دارین مستفید می سازد۔ بند ایں است :

چوں خون حلق تشنۂ او بر زمیں رسید
جوش از زمیں بذروۂ عرش بریں رسید
نزدیک شد کہ خانۂ ایماں شود خراب
از بس شکستہا کہ بہ ارکان دیں رسید
نخل بلند او چو خساں بر زمیں زدند
طوفاں بہ آسماں زغبار زمیں رسید
باد آں غبار چوں بہ مزار نبی رساند
گرد از مدینہ بر فلک ہفتمیں رسید
یک بار جامہ در خم گردوں بہ نیل زد
چوں ایں خبر بہ عیسیٰ گردوں نشیں رسید
پر شد فلک زغلغلہ چوں نوبت خروش
از انبیا بہ حضرت روح الامیں رسید

Marfat.com

گرد این خیال وہم غلط کار کایں غبار
تا دامن جلال جہاں آفریں رسید
ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال
او در دست و ہیچ دے نیست بے ملال

شاعر در مدح ایں مصرع گویا پیتے گفتہ است :

بیک مصرع شاعر مسلّم بود
اگر مصرع مصرعے ہم بود

حقا کہ ہمیں مصرع است کہ ناخن بدل می زند یقین است ، اگر کذاب در حق اہل اسلام می بود ، جناب ولایت مآب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام و تابعان حضرت ایشان مثل شیخ فرید الدین عطار و مولوی روم و حکیم سنائی وغیرہ چگونہ شعر می فرمودند و کلام حضرت امیر علیہ السلام عین کلام مخبر صادق علیہ السلام است ۔ حدیث "لحمک لحمی" شاہد حال است چنانچہ گفتہ :

نبی و علی ہر دو نسبت بہم
دوتا و یکے چوں زبانِ قلم

و ہندوان سلطنت ہندوستان بیشتر مطیع الاسلام اند و اکثر در ظاہر ہندواند و در باطن مسلمان اند و در شعر و غیرہ حمد و نعت می گویند و پادشاہان آنجا ضابط بودند چنانچہ شخصے ایں بیت گفتہ بود :

ببیں کرامت بت خانۂ مرا اے شیخ
اگر خراب شود خانۂ خدا گردد

عالم گیر بادشاہ غفرلہ از زبان اعظم شاہ شاہزادہ شنیدہ بسیار خفگی فرمودہ و

Marfat.com

داراشکوہ شہزادہ احوال ہندوان ہندوستان دریافتہ رسالہ نوشتہ وگفتہ : شعر

کفر و اسلام در رہت پویاں
وحدہ لاشریک لہ گویاں

و اول شعر حضرت آدم علیہ السلام فرمودہ چنانچہ صائب می گوید :

آنکہ اول شعر گفت آدم صفی اللہ بود !
طبع موزوں حجت فرزندی آدم بود

بہر حال الحال بہ مدعای پرواز دکر ریختہ بچندیں قسم است ، ازاں جملہ قدرے نوشتہ می شود ۔

اول آنکہ یک مصرعش فارسی و دیگر ہندی باشد چنانچہ حضرت امیر خسرو قدس سرہ فرمودہ :

نقد دل من گرفت دلشکست
پھر نہ کچھ کھڑا نہ کچھ سنوارا

دویم اینست کہ نصف مصرع فارسی و نصف ہندی باشد چنانچہ مرزا معز فطرت کہ موسوی خاں خطاب داشت و استاد میر محمد علیم عظیم آبادی بودہ ، فرمودہ :

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے
در گلشن آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مردماں بنام ایشاں می خوانند واللہ اعلم ۔ غرض طور دیگر است ۔

وسیوم ایہام است ومعنی ایہام اینست کہ لفظے کہ بر و بنا بیت بود آں دو معنی داشتہ باشد یکے قریب و یکے بعید و بعید منظور شاعر باشد و دیگرے ترک او چنانچہ کسے گفتہ است :

نداف کا جو لونڈا ابیٹھا دوکان اوپر
گالوں کو صاف کیسے بیچے ہے خوب روئی

Marfat.com

فراموش است بناپر ازو دیگرے دریافتہ نوشتہ۔

و چهارم آنکہ حروف فعل فارسی کہ در ریختہ قبیح است مثل حرف ادات و روابط فارسی و عربی آوردن در ریختہ قبیح است چنانچہ تا و با و در و بر و حروف عربی چون مع الا و حتیٰ و تا و فعل فارسی چون بگو و مگو و کن و مکن، فعل عربی چون قل و لاتقل و افعل و لاتفعل الا آنکہ کلمہ باشد کہ آنرا استعمال بہ فعل هم می کنند و بہ اسم هم می کنند۔ بمعنی اسم خواهند آورد و بمعنی فعل نخواهند آورد چنانچہ و خر، اسم است، خواهند آورد و بمعنی خریداری نخواهند آورد کہ امر است چنانچہ گفتہ :

(الف) جہاں سے کس طرح ہووے یہ رسم نوحہ "نیست"

(ب) زپارۂ دل من ہیچ گوشہ خالی "نیست"
کدام سنگ دل این شیشہ بر زمیں زدہ است

"نیست" اول بمعنی نیست و نابود است و اسم است۔ درست در ریختہ داشتہ اند و "نیستِ" مصرع ثانی بہ معنی فعل است، در فارسی درست است، در ریختہ درست نیست۔

پنجم اکثر ترکیب فارسی کہ مناسب زبانِ ریختہ افتد، آں جائز است چنانچہ گفتہ :

میر گم کردہ چمن زمزمہ پرداز ہے ایک

ششم ترکیبی کہ نامانوس زبان ریختہ باشد، اینست :

دل دادہ ام زلف رخِ دلبر ندیدہ ہوں

و یا مضاف فارسی باشد و مضاف الیہ ہندی باشد، ممنوع است و یا مبتدا فارسی و خبرش ہندی باشد و غیر مانوس ریختہ و زبان ریختہ باشد ممنوع است۔ و مبتدا

Marfat.com

فارسی وخبرش ہندی مانوس زبان ریختہ باشد درست است چنانچہ گفتہ :

مانوگے میری بات بھی یا مانتے نہیں
ہاں ہاں میں تا کجا کروں اور تم نہیں نہیں

ہفتم شعر تشبیہ چنانچہ گفتہ :

ہم دل گرفتہ کیسے آزار کھینچتے ہیں !
لیتے ہیں سانس یوں ہم جوں تار کھینچتے ہیں

ہشتم شعر توشیح۔ توشیح آنرا گویند کہ از حرف اول ہر مصرع نام خود یا دیگرے برآرند چنانچہ خلیفہ شاہ محمدی گوید و نام خود برمی آرد :

خاطر آشفتہ دارم و دل سرد
لعل سانم بداغ محنت و درد
یدمن بر مراد دل نہ رسید
فرحت ازمن برخ نقاب کشید
ہیچ گاہے ز فعل نا محمود
شاہد نیکوئے رخم نہ نمود
از سموم غمم بباغ وجود
ہرگز ایں غنچۂ الم نہ کشود
مثل من نیست در جہاں ثانی
حرف خالی ز لوح نادانی
منکہ عیبم ہمہ ز سرتا پا
در ہنر کے شوم سخن آرا

Marfat.com

از سر مصرع ار تو گیری حرف
فہم نام کنی بباغ شگرف

احقر ہم ہمیں طور گفتہ در منتخب گنج فیاضی بنام پیر دستگیر حضرت غلام رشید قدس سرہ موتوم ساختہ است۔ واز آخر مصرع ہم حرف می گیرند واز مصرع ثانی ہم حرف اول وآخری گیرند، منحصر بطور اول نیست۔

نہم از صنائع شریف و نشر مرتب است چنانچہ مولوی جامی فرمودہ

نالۂ وزاری وفریاد تو گوئی کہ مکن
نتوانم، نتوانم، نتوانم چہ کنم

دہم قطعہ فردوسی غفرلہ:

بوقت نبرد آں یل ہوش مند
بہ تیغ و بہ خنجر بہ گرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست
یلاں را سر و سینہ و پا و دست

وبرخلاف آں را غیر مرتب گویند۔

ودہم تجنیس است چنانچہ محمد حسین آشوب گفتہ: شعر

اے شدہ نام خوش تو تاج بخش
بر سر ہر نامہ ازاں تاج بخش

ایں شعر ذو بحرین است، بازمی گوید:

در ہمہ جا جور تو مظلوم گاہ
آتش کیں دور تو مظلوم گاہ

Marfat.com

ایں شعر ذو قافیتین است۔ و بازمی گوید :

نرگس جادوے تو جام مدام
حلقۂ گیسوے تو دام ہمدام

ایں شعر مشتمل بر چہار بحر است و سہ قافیہ مع تجنیس۔ و بحر چہارم می نویسند کہ موجہ نامیدہ شد۔ اول بحر "مخزن اسرار" و ایں بحر را سریع مطوی مکفوف گویند بروزن "مفتعلن مفتعلن فاعلان"۔ دوم بحر مثنوی مولوی و ایں بحر را رمل مسدس مقصور گویند بروزن "فاعلاتن فاعلاتن فاعلات"، سوم بحر حدیقہ و ایں بحر را مخبون محذوف گویند بروزن "فاعلاتن مفاعلن فعلن"، چہارم بحر سبحۃ ایں بحر را رمل مسدس مخبون مقصور گویند بروزن "فاعلاتن فعلاتن فعلن"۔ و رباعی را بسیار بحر است اما سہ بحر معتبر است۔ بحر کامل "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" و دو بحر کم تر ازاں است۔ و در رباعی مرداں قافیہ در مصرع سیوم نمی دارند، ایں ہم درست است و اگر دارند، ایں ہم درست۔ و در قطعہ اکثر مردم بمصرع اول قطعہ، قافیہ نمی آرند ایں ہم درست است، اگر آرند، آں ہم درست است۔ و در شعر مثنوی در ہر مصرع قافیہ ضرور است چنانچہ مولوی روم قدس سرہ می فرماید۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائیہا شکایت می کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

و ترکیب بند آں را گویند کہ بند و ے جدید باشد چنانچہ محتشم غزلہ گفتہ و در ترجیع بند بند جدید درست نیست، یک بند کفایت می کند چنانچہ در ما مقیاں

Marfat.com

فرموده :

کہ بچشمان دل مبیں جز دوست

ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست

ونیز باید دانست کہ بعد مخمس تا معشر ترکیب بند است و یا ترجیع بند و بعد معشر غزل و قصیدہ و مثنوی است اما غزل را تا سہ بیت گفتہ اند، یکے مطلع، دوم مقطع، سیوم بیت الغزل، و بعضے پنج بیت فرمودہ اند، یکے مطلع و دیگر حسن مطلع و بیت الغزل و حسن مقطع و مقطع ۔ ازیں کمتر غزل نمی شود۔ زیادہ تا نوزدہ بیت بلکہ بست و پنج بیت دیدہ شد و نیز باید دانست کہ غزل با قافیہ و ردیف خوب می شود و ردیف آں را گویند کہ بعد قافیہ آید چنانچہ در بیت مثنوی حضرت مولوی روم قدس سرہ، حکایت و شکایت، قافیہ است، می کند، ردیف است ۔ اما ردیف آں را گویند کہ داخل معنی و خارج قافیہ باشد و مرزا محمد رفیع سودا در ردیف تصرف فرمودہ :

اب تجھ سے کہوں جو کچھ ہے میرے دل میں

سب تجھ سے کہوں جو کچھ ہے میرے دل میں

پہلے کہہ لو کہ ہم برا نہ مانیں گے

تب تجھ سے کہوں جو کچھ ہے میرے دل میں

و حضرت خواجہ میر درد می فرماید :

اے درد شب قدر ہے ہر زلف رسا ـــــ گر دل میں ہو راہ

ہر خط میں لکھے ہوئے ہیں آیات خدا ـــــ کر ٹک تو نگاہ

جیوں آئینہ حیران ہوں میں سر تا پا ـــــ ہے عشق کو آہ

آتا ہے نظر حسن میں جلوہ کیا کیا ـــــ اللہ اللہ

Marfat.com

ایں صنعت را استزادی گویند۔ ہرچند معنی شعر تا قافیہ اول تمام بود وایں لفظ کہ زیادہ برشعر نمودند، شریک معنی گشت بلکہ معنی را ترقی داد۔

مثال شعر ترصیع من کلام مولوی جامی :

زشعرم خامہ را شکر زباں کن
زعطرم نامہ را عنبر فشاں کن

وایں شعر مولوی روم جامع تجنیس و ترصیع است :

چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت
چوں از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت

وسوائے ازیں شاعر را می باید کہ تصرف در شل نکند وصحت لفظ ہندی و فارسی و عربی کہ داخل محاورہ فصحائے اردوئے معلی است نگاہ دارد و درپئے تلاش ایں باشد، ہرگز تغافل نکند و برائے تلاش لفظ فصاحت و بلاغت را از دست ندہد و اگر ہر دو میسر آید اولا۔

و "تھ" و "دھ" یک حرف ہند یست۔ ایں را دو نہ شمارند وایں قافیہ سودا درست دارند :

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

و 'نام' و 'تھام' قافیہ درست است چراکہ "تھ" یک حرف ہندی ست و در نوشتن کہ ہمراہ او "ہا" می نویسند ......

وبہترین شعر انداز است وآں محیط ہمہ صنفہا است۔ ہر صنعت کہ فرض کنند داخل انداز است، خارج نیست۔ ومثال انداز سر دست مصرع مرزا محمد رفیع سودا

Marfat.com

است :

سودا جو سنا کسی کا نام یہی ہے

احقر ایں را تضمین نمودہ است :

شورش تجھے گر شوق ہے ملنے کا تو مل لے
' سودا جو سنا ہے کسی کا نام یہی ہے '

و در ہندوستان اکثر بزرگان تذکرہ نوشتہ اند و اشعار شاعران قدیم و جدید بقید قلم آوردہ اند مگر دریں شہر گاہے کسے تذکرۂ فارسی ہم نہ نوشتہ، بہ ہندی چہ رسد۔ بنابریں محنت برخود اختیار نمودہ کہ احوال و اشعار شاعران ایں جامعہ اشعار شاعران ہندوستان بقید قلم آورد کہ در زمانۂ حال و استقبال یادہ گردد و اگر شاید بہ سمع اہل دل بر سد و خوشی دل او شود، یک گونہ باعث نجات ایں عاصی بود۔ و احقر دریں کلام ہر گز ارادۂ دانشانہ کردہ است و نہ خواہد نمود۔ صاف مطلب نوشتہ است و خواہد نوشت۔ اگر جائے سہوے و خطائے یابند، بہ نظر بشریت، معاف رہ یابند کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود۔ و ہر تعین را نام لازم است، لہذا نام ایں تذکرہ ' رموز الشعرا ' داشتہ[1] (و اگر تذکرۂ شورش ہم گویند، مضائقہ ندارد) و بطول طویل نہ پرداختہ۔

---

(۱) قوسین کی عبارت حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

(الف)

آفتاب

شاہ عالم بادشاہ، آفتاب تخلص، ولد عالم گیر ثانی بن معز الدین بادشاہ ہندوستان
ایں بیت بر سکہ مرقوم است :

سکہ زد بر ہفت کشور سایۂ فضل اللہ
حامی دین محمد، شاہ عالم بادشاہ

زیادہ ازیں احوال خیر مآل کسے چہ خواہد نوشت کہ از نسل امیر تیمور است۔ لکھا مردم از اندک توجہ بندگان ایشاں بہ مرتبۂ پنج ہزاری و ہفت ہزاری و وزارت رسیداند۔ در عظیم آباد تشریف آوردہ و بر سریر سلطنت نشستہ و چندے در قلعۂ عظیم آباد قیام فرمودہ، کوچ طرف مغرب نمودہ و از مشاہدۂ جمال مبارک خود عالمے را سرفراز ساختہ۔ از دست :

سوز شب فراق زباں پر جو لائیے
جیوں شمع تا سحر گئے مجلس رلائیے

تصور ترا جس کو اے یار ہو گا
اسے غیر سے کب سرو کار ہو گا

کلام الملوک ملوک الکلام بجاست و سوائے ازیں در مدح حضرت محبوب سبحانی و غوث صمدانی سید عبد القادر جیلانی حسنی الحسینی خمسۂ خوب گفتہ و بوجہ احسن سر براہ فرمودہ۔ بزبانِ میاں اخلاص خواجہ سرائے معلوم شدہ، مصرعِ پنجم یاد ماندہ، تبرکاً بقید قلم آوردہ :

Marfat.com

انجام

نواب امیر خاں بہادر عمدۃ الملک، انجام تخلص، عمر او۔ از فرزندان حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قدس سرہ است۔ والد ایشاں نواب امیر خاں چوں رحلت از عالم فانی بعالم جاودانی نمود، خطاب وے بادشاہ بایشاں مرحمت فرمود۔ باوجودیکہ دیگر برادران ہم ہفت ہزاری و پنج ہزاری بودند اما از ہمہ عقل و فراست درست داشت در وقت محمد شاہ بادشاہ فردوس آرام گاہ صوبیدار الہ آباد بود۔ و در شعر فارسی[1] شاگرد میرزا بیدل و در علم درسی و علم موسیقی و تیر اندازی و ریختہ گوئی و ہندوی دہیلی و لطیفہ گوئی و بدیہہ سرائی و حاضر جوابی وغیرہ از صاحب کمالاں شنیدہ کہ بے بدل بودہ۔ و گاہے کم از لکھ روپیہ دستخط نفرمودہ و در آخر سلطنت فردوس آرام گاہ شہید شدہ۔ از دست:

اب یہی احساں ہے تیرا جو نہ ہوں آزاد ہم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لے کے اے صیاد ہم

نہ سن واعظ کی بات ہرگز جو اپنی دھن میں پکا ہے
خدا حافظ ترا دوزخ بھی اک شرعی ڈرکا ہے

آرزو

شمع دودمان گفتگو، سراج الدین علی خاں آرزو۔ مردے بود صاحب کمال

---

(۱) گردیزی ص ۲۰

Marfat.com

از فرزندان شیخ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ۔ [1] از ابتدائے بہار جوانی تا آخر زندگانی در شاہجہاں آباد استقامت ورزیدہ و تمام دیوان فغانی و سلیم را جواب گفتہ و جواب ایاز محمود و زلالی بہ مثنوی مسمی شور عشق دادہ و در آں تلاش ہائے بسیار فرمودہ و در آخر کار تنبیہ الغافلین نوشتہ۔ سخن او در فصاحت و بلاغت چناں سر کشیدہ کہ ملک الشعرائے ہندوستان گردیدہ۔ و شہرۂ علم و فضل تا بہ اصفہان رسیدہ و بزور علم بر محاورہ و زبان و اصلاح چناں قادر گشتہ کہ بخدمت گرامی وے کسے در ہندوستان غیر از حصول استفادہ نہ نشستہ۔ گاہ گاہ برائے تفنن طبع ریختہ ہم گفتہ۔ از دست :

بھر کر نظر نہ آیا ہم کو سجن ہمارا
گویا کہ تھا چھلاوا وہ من ہرن ہمارا
تیرے دہن کے آگے دم مارنا غلط ہے
غنچہ نے گانٹھ باندھا آخر سخن ہمارا

ہر صبح آؤتا ہے تیری برابری کو
کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

میخانہ بیچ جاکر شیشہ تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہیں
زندگانی کا کیا بھروسہ ہے

(۱) گردیزی ص ۶ ۲۳ ۷

رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

وعدہ تھے سب خلاف جو تجھ لب ہم سے
یہ لعل قیمتی دیکھو جھوٹا نکل گیا

آبرو

شاگرد سراج الدین علی خاں آرزو، شیخ نجم الدین مبارک آبرو، نبیرۂ حضرت شیخ محمد گوالیاری است۔ مدتے در نارنول بفکر سخن اوقات بسر بردہ و معنی تلاشی را بر طاق بلند گزشتہ۔ در کار خود یکتائی اثر نمودہ و از راہ انصاف تمام جہاں را از یک چشم می دید۔ در عہد فردوس آرام گاہ ودیعت حیات سپردہ۔ اشعار مثنوی و ایہام در وقت خود خوب گفتہ۔ از دست :

رہتے ہیں دل میں مصرعِ دلچسپ کی طرح
گھر بار ہو ہے سرو قداں کا برائے بیت

آیا ہے صبح نیند سے اٹھ رسمسا ہوا
جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

جدائی کے زمانے کی میاں کیا زیادتی کہیے
کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی بیتی سو جگ بیتا

Marfat.com

بوسہ لبوں کا دینے کہا، کہہ کے پھر گیا
پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا
قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی
ہو کر کے بے قرار دیکھو آج پھر گیا

کیا ہوا گر چہ مر گیا فرہاد
روح پتھر سے سر پٹکتی ہے

مجھ ناتواں کی حالت داں جا کہے ہے اُڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

نیں یہ تارے بھرے ہیں شک کے نقط
اس قدر نسخۂ فلک سے ہے غلط

تقی میر نویسند (۱) کہ بجائے "اس قدر" "کس قدر" می گفت، ایں شعر بآسماں می رسید۔ شعر گفتن کاریست مشکل۔ باوجود اصلاح خانِ آرزو لفظ اصلاح باقی بود کہ بدست تقی میر آمدہ۔ و در مصرع اول ہم صفائے گفتگو نیست۔ شاید غلطی کاتب باشد والا نہ میر البتہ اصلاح می فرمود۔

---

(۱) نکات ص ۳۱

Marfat.com

اشتیاق

مرد بے نفاق۔ شاہ ولی اللہ اشتیاق عفرلہ۔ از نبائر شیخ مجدد الف ثانی[1] است۔ و طبعش موجد معانی۔ با وصف ذکر و فکر دینی گاہے شغل شعر ہم می کرد۔

از دست :

لڑکوں کے پتھروں کی لگے کیونکے اس کے چوٹ
ہر ایک گرد باد ہے مجنوں کو دھول کوٹ

در تذکرۂ میر مرقوم است[2] نبیرۂ شاہ محمد گل، مولد او سرہند است، در کوٹلہ فیروز شاہ سکونت داشت، گاہے فکر ریختہ می نمود :

بتاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں
کچھ ان کا دوش نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

ہر دو شعر از شاہ موصوف است، سبحان اللہ، ناخن بدل می زند۔

آگاہ

محبت دستگاہ، محمد صلاح آگاہ[3] شعرش دل پذیر است و فکرش بدل جاگیر

از دست :

پیری میں کروں سیر جہاں کی تو بجا ہے
ہوتا ہے ڈھلے دن سے تماشا گزری کا

---

(۱) گردیزی ص ۸
(۲) نکات ص ۲۸
(۳) گردیزی ص ۱۶

Marfat.com

انسان

عمدہ امرائے ہندوستان جنت نشان، نواب اسد اللہ انساں تخلص غفرلہ
در عہد بادشاہ محمد شاہ فردوس آرام گاہ منصب ہفت ہزاری داشت، بکمال امارت
رسیدہ و ممتاز بہ چشم ہم چشمان روزگار گردیدہ۔ گاہے شعر ریختہ[1] می گفت و در معنی در تصوف
می سفت، عجب مردے بود، حق تعالیٰ بیامرزد۔ اوصاف باطن از کلامش پیداست
از دست :

نہ دیکھی اک جھلک بھی آپ کے تن بیچ اندھوں نے
اگرچہ اس بن موسے بدن سارا شبکا ہے
زمیں اور آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں
نظر بھر دیکھ، مشت خاک میں کیا کیا جھمکتا ہے

آزاد

خوش فکر بلند استعداد، محمد فاضل آزاد دھلی،[2] ہم طرح ولی بود، بسیار بصفا
حرف می زد۔ از دست :

آئیں جہاں کی ساری آزاد صنعتیں، پر
جس سے کہ یار ملتا، ایسا ہنر نہ آیا

احسن اللہ

صداقت پناہ احسن اللہ۔ بہ آبرو[1] ہم طرحے بودہ و در سخن تلاش معنی تازہ نمودہ

---

(۱) گردیزی ص ۱۷
(۲) گردیزی ص ۱۷
(۳) گردیزی ص ۱۸

Marfat.com

شعر را بطرز ایہام می گفت۔ تقی میری نوشت[1] کہ ازیں جہت شعراو بے رتبہ ماندہ دیگر احوالش معلوم نیست۔ از دست:

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسنِ خوب رویاں عارضی ہے

صبا کہیو، اگر جاوے ہے تو، اس یار دل برسوں
کہ کر کر قول پرسوں کا گیا برسوں، ہوئے برسوں
تو قاصد واعدا کرتا ہے پرسوں کا کہ پھر آؤں
کبوتر بھی نہیں آوے گلی اس کی سیتے برسوں

مگر الحان داؤدی ہے نعمت خاں کی تانوں میں
کہ آہن سے دلوں کو بین لے کر موم کرتے ہیں

آشنا

بندۂ خدا، میر زین العابدین آشنا۔ بسیار طبع[2] سلیم و ذہن مستقیم دارد۔ فتح علی تبریزی در تذکرہ خود می آرد۔ از دست:

کہو صبا تو آشنا مرے تند خو کے تیں
آخر کسی بھی وجہ دکھا دے گا رو کے تیں

---

(1) نکات ص ۴۴

(2) گردیزی ص ۱۸

Marfat.com

گر مجھ سے دیوانے کو تم آزاد کروگے
ویرانے، میاں کتنے ہی آباد کروگے

صاحب تذکرۂ[1] مذکور معترض است کہ از یک دیوانہ آبادی متصور نیست، اگر این مصرع باین نمط باشد ایچ عاید نمی شود :

گر ہم سے دیوانوں کو تم آزاد کروگے
ویرانے میاں، کتنے ہی آباد کروگے

سبحان اللہ، چہ اصلاح فرمودہ و بکدام سلیقہ سخن بانجام رسانیدہ۔ خدانخواستہ اگر کسے باد فروش می بود، ہزار کلمہ در مدح خود می نوشت و در مذمت این بیچارہ می نمود۔

آوارہ

عاشق بے چارہ، میر کاظم[2] آوارہ۔ برادر حقیقی میر زین العابدین آشنا است۔ جودت طبع کمال داشت۔ از دست :

لے عندلیب جا کے چمن میں کرے گا کیا
باد خزاں سے سب گل گلزار جھڑ گئے

الہام

واقف کلمہ و کلام، فضائل بیگ الہام۔ از تربیت[3] کردۂ سید عبد العلی عزلت است، و دو بیت در ہجو کلاونت بچی گفتہ۔ از دست :

کلاونتی! ترے گانے سے دق ہوں
بہت نیچے سروں میں بولتی ہے

(۱) گردیزی میں یہ بیان نہیں ہے
(۲) گردیزی ص ۱۹
(۳) گردیزی ص ۱۹

Marfat.com

احمد گجراتی

متلاشی جوہر ذاتی، احمد گجراتی۔ سوائے ازیں ہیچ احوال ایشاں در تذکرہ میر مرقوم نیست :

ہوئے دیدار کے طالب، خودی سے خود گزر نکلے
نہ پائی راہ دانش میں خردشاں بے خبر نکلے
(۱) نشان بے نشاں پانے چلے ہیں ملک یک رنگی
(خبر سر پاؤں کی چھوڑی، دوئی کا ست نگر نکلے)
رہے نادر خیالاں میں سلے شوریدہ حالاں میں
ہوئے صاحب کمالاں میں، کدھر سے آ کدھر نکلے

اثر

شاعر گرامی قدر، خواجہ میر محمد اثر برادر و مرید حضرت خواجہ میر درد مدظلہ العالی۔ بزرگی ایشاں از زبان خاص و عام بسمع فقیر رسیدہ و احوال ایشاں در تذکرہ ندیدہ شعر چیدہ چیدہ کہ بعظیم آباد رسیدہ، مرقوم ساختہ :-

آہ کے ساتھ جی نکل نہ گیا
آہ اے آہ یہ خلل نہ گیا

اب توقع کسے بھلائی کی
دل نہ ہوتا تو کچھ بھلا ہوتا

---

(۲) متن میں دوسرا مصرع نہیں ہے۔ شعر کی تکمیل نکات الشعرا نسخہ ببرس سے کی گئی ہے کیونکہ شعر کا پہلا مصرع نسخہ ببرس کے متن کے مطابق ہے۔ نکات ص ۹۹

Marfat.com

خوب دنیا میں خوش رہا ہو گا
جو کہ عاشق ترا ہوا ہو گا

دل سے فرصت کبھی جو پائے گا
حال اپنا تجھے سنائے گا

جوں صبا کب لگ پھروں میں آہ کوچہ میں ترے
اس سرے کا اُس سرے اور اس سرے کا اس سرے

کچھ اثر کا علاج کرتے ہم
رات کی رات گر جیا ہو گا

ایسے کہ خیر خواہ ہوئے ہم کہ جس کو آہ
بدخواہ میں ہے فرق نہ کچھ خیر خواہ میں

حال اپنا کسی سے کیا کہیے
ایک دل تھا سو وہ بھی کھو بیٹھے

اظہر

خلف رشید میر محمد جعفر، میر غلام علی اظہر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ روزے می فرمود برسبیل حکایت کہ جد من ہمراہ رکاب امیر تیمور آمدہ، در دہلی مسکن اختیار نمودہ تا وقت

Marfat.com

محمد شاہ فردوس آرام گاہ نمط نوکری و خاوندی بجا بود۔ باعثِ تخلل سلطنت تفرقہ رو نمود،
ہمراہ رکاب شاہ عالم بادشاہ غازی احقر بہ عظیم آباد آمدہ۔ بعد فتح راجہ رام نارائن صوبیدار
عدم حصول زر بموضع سیلا داندک فرصت گرفتہ، بعدہ بشہر آمدہ، ذوق شعر و شاعری
از صبح شعور بود، شاگردی میر شمس الدین فقیر غفرلہ اختیار نمودہ بود۔ برائے استحکام ایں
فکر از میزان تا مطول خواندہ و گاہے ہیئت و گاہے ہندسہ وغیرہ بمطالعہ آوردہ۔ بہر حال
ایں دولت علم عربی در عظیم آباد بہم رسانیدہ۔ واقعی در فن شعر فارسی الحال دریں شہر ذات
والا صفات ایشاں غنیمت است و از لوازم ایں، اطلاع کلی دارد۔ در محفل مشاعرہ
فقیر غزل طرحی بوجہ احسن سر براہ فرمودہ و بہ پاس خاطر دوستاں دو سہ غزل ریختہ نیز گفتہ
بعد چندے باعثِ صحبت و اتحاد قدیم حضرت عشق مدظلہ العالی قریب پنجاہ غزل ریختہ
طرح فرمودہ۔ قبل ازیں ارادۂ تحریر تذکرہ نہ بود والا البتہ جمع می ساخت۔ الحال در
سنہ ۱۱۹۱ ہجری مزاج احقر بایں طرف مائل شدہ، دو غزل بدست آمدہ، برائے یادگار
مرقوم ساختہ۔ از دست، اما ایں ہر دو غزل انتخاب است :-

کروں صبح کیوں کر شب تار کو
بھلایا مجھے کیا کہوں یار کو

نہیں دام سے پھر اس کو خبر
تڑپھتا ہے چھوڑا گرفتار کو

کھلیں غنچہ و گل کے گوش زباں
سنے گر ترے لب سے گفتار کو

خراماں کسے دیکھ کبک دری
گیا بھول یک بار رفتار کو

Marfat.com

نہ ہو گا مگر میکدے میں گزر
کہ باندھے ہے پھر شیخ دستار کو
وفا آشنائے مروت ہے یہ
چلے راہ میں چھوڑ بیمار کو
میں دیکھوں تجھے اور تو غیر کو
کوئی گل کو چاہے کوئی خار کو
ترے بن نہیں ہے کسی جا قرار
رکھوں کس طرح اس دل زار کو
ہما کو نہ دینا مری استخواں
یہ تحفہ ہے اظہر سگ یار کو

جب گھر سے وہ مست خواب نکلے
سو فتنہ سے ہم رکاب نکلے
ساقی نے جہاں قدم دھرا ہو
تا حشر وہاں شراب نکلے
دل ہجر سے آپ جل رہا ہے
آنکھوں میں کہاں سے آب نکلے
شبنم کو کہاں ہے نسبت اشک
ہم رو دیں تو آفتاب نکلے
دل دشمن جاں بغل سے میری
جائے کہیں، اضطراب نکلے

Marfat.com

جس بزم میں رات کو کہ تو ہو
منہ دیکھو جو ماہتاب نکلے
اظہرؔ مجھے دیکھ شیخ بولا
مے خانے سے یہ خراب نکلے

المؔ

خواجہ صاحب میر المؔ تخلص پسر خواجہ میر دردؔ مدظلہ العالی۔ برائے سیر بطرف مرشد آباد تشریف بردہ بودند۔ وقتیکہ در شہر عظیم آباد رسیدند، میاں محمد روشن جوششؔ و میاں محمد وارث نالاںؔ برائے ملاقات اور رفتند و از کلام ایشاں مستفید شدند۔ دو مطالع کہ در شہر شہرت تمام داشت نوشتہ ... نزد فقیر فرستاد۔ از دست :-

ایک بوسہ تو مجھ کو دو صاحب
سنتے ہی منہ بھر آیا لو صاحب

کچھ ان روزوں مرا دل سخت بے آرام رہتا ہے
اسی حالت میں لے کر صبح سے تا شام رہتا ہے

انشاؔ

پسر میر ماشاء اللہ، انشاء اللہ در فیض آباد استقامت دارد، شعر ریختہ می گوید۔ انشاؔ تخلص می نماید۔ از دست :-

Marfat.com

ہوا ہوں کوچہ میں اس کے میں خاکِ رہ انشا
بڑا غضب ہے جو یہ بھی فلک نہ دیکھ سکے

گالی سہی، ادا سہی، چیں بر جبیں سہی
سب کچھ سہی، پر ایک نہیں کی نہیں سہی

اشرف

از اشرف ہیچ احوال معلوم نیست۔ از دست:

بیابن میرے تیں بیراگ بھایا ہے، جو ہونی ہے سو ہو جاوے
بھبھوت اب جوگیوں کا رنگ لایا ہے، جو ہونی ہے سو ہو جاوے

احسن

بہمہ وجوہ مستحسن، مرزا احسن احسن، احوال خیر مآل ایشاں ہیچ معلوم نیست، یک شعر بسمع فقیر رسیدہ، از دست:

قتل پر کس کے یہ نکلے ہو مسلح ہو کر
تیغ لے ہاتھ میں اور باندھ کے چار آئینہ

امید

دادرسِ سخن وراں، قزلباش خاں، امید تخلص۔ مردے مغلے بود[1]، شاعر غرائے فارسی، عزیز دلہا، یار باش، خوش اختلاط ہمیشہ خنداں و شگفتہ رو۔ داخل

---

(۱) نکات ص ۲۸

Marfat.com

ذیل امرا بود۔ در ہر سیر و تماشا می رفت و صحبتہا می داشت۔ چنانچہ در تذکرۂ تقی میر مذکور است کہ یک روز در عرس سید حسن رسول نما صاحب قدس سرہ العزیز کہ میر ہم بہ تحریک یاران موافق رفتہ بود، او ہم تشریف می داشت۔ چوں میر مذکور را از دور دید، گفت، خوش باش کہ من ہم دریں روزہا دو شعر ریختہ موزوں کردہ ام، شنوید۔ از دست :

در و دیوار سے اب صحبت ہے
یار بن گھر میں عجب صحبت ہے

تیری آنکھوں کو دیکھ ڈرتا ہوں
الحفیظ الحفیظ کرتا ہوں

احمد شاہ

خلف سید شیخ محمد شاہ، احمد شاہ عرف میاں بساون۔ ساکن موضع کجایاں عملہ پرگنہ شاہ پور من سرکار صوبہ بہار۔ آراستہ و پیراستہ اخلاق و سخن فہم، قابل مجلس و اختلاط۔ از شعر شوق تمام داشت۔ بر احوال بندہ مہربانی بسیار نمود و در علم موسیقی شعوری داشت۔ باعثِ تحریکِ دوستاں و آشنایاں مزاج طرف شعر بوجہ خوب نہ آمدہ بود کہ در سلطنت احمد شاہ بہادر بادشاہ راہ جنت گرفت۔ دو شعر من کلام او بدست آمدہ، از دست :

سیر کرنے سے چمن کے دل ترا اے عندلیب
ہم نشین سند گل ہو گیا اے عندلیب
جیتے جی تجھ کو خلاصی گل سے ہو، ممکن نہیں
چھوڑتا نہیں آشنا کو آشنا اے عندلیب

Marfat.com

امینؔ

نقش نگیں، خواجہ امین الدین، تخلص امینؔ: بزرگان ایشاں از کشمیر جنت نظیر تشریف آوردہ در عظیم آباد استقامت ورزیدہ۔ مردیست صاحب سلیقہ و اہل معاش و یار باش۔ از صبح شعور غیر از فکر شعر فکر دیگر ندارد، لیل و نہار بہ ہمیں کاری گزراند۔ در محفل مشاعرہ غزل طرح فارسی بطور معقول سربراہ می نمود و بر سر صحبت دلیل کلام برجستہ می آورد۔ از چند سال شعر ریختہ ہم باعث رواج زمانہ می فرماید انچہ می شاید۔ غرض ریختہ از فارسی اولیٰ و شعر فارسی از ریختہ اولیٰ تر۔ از دست:

دنیا میں جو آ کر نہ کرے عشق بتاں کا
نزدیک ہمارے ہے یہاں کا نہ وہاں کا
بازار محبت میں جو آیا ہے تو کچھ لے
کرتا ہے پس و پیش عجب سود و زیاں کا
اس ہستی موہوم میں حیراں ہے فلاطوں
کچھ چل نہیں سکتا ہے یہاں وہم و گماں کا
مانند نگیں آپ سے کاوش میں پڑا ہے
مشتاق جو کوئی ہے یہاں نام و نشاں کا
کرتا ہوں ثنا میں تو میں اس کا و لیکن
منہ لال ہوا جاتا ہے خجلت سے زباں کا

پردے سے جو وہ شہرۂ ایام نکلتا
تب دیکھتے خورشید کا یہ نام نکلتا

Marfat.com

اک عمر ترے در پہ رہے سر کو پٹکتے
تو گھر سے نکلتا تو مرا کام نکلتا

گھر مرے آنا اگر منظور تھا
آئے ہوتے لطف سے کیا دور تھا
گالیاں جو دیں سو دیں بس کیجئے
سن چکے ہم جب تلک مقدور تھا

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا
مہ چادر مہتاب میں منہ ڈھانپ کے نکلا

یہ دل خالی نہیں کوئی دم رہے گا
اگر تو جاگا تیرا غم رہے گا
نہ روک اے آستیں آنسو کو میرے
ترے یہ تھامنے سے تھم رہے گا؟

بتاں کے واسطے گھر بار کو اپنے لٹا نکلا
یہ طفل اشک میرا عاشقی میں بے بہا نکلا

شور ہے عالم میں تیرے حسن عالم گیر کا
تو ہی ہو گا گر کوئی ہو گا تری تصویر کا

Marfat.com

عشق کی دولت سراپا میں طلا کلدنگ ہوں
اے ہوس دیکھ لے نسخہ ہے یہ اکسیر کا

یار میرا اگر نہ آوے آج
کل جو جانا تھا جی سو جاوے آج

جب نظر تب آتا ہے وہ سر پہ مرے شمشیر کھینچ
کچھ بھی تو دل میں ندامت آہ بے تاثیر کھینچ
دل مرا سینے سے یوں لیتی ہے وہ زلف دوتا
جس طرح مجمر سے لے اخگر کو آتش گیر کھینچ

جس طرح شاخ کو ہوتا ہے ثمر سے پیوند
کاش نالے کو مرے ہووے اثر سے پیوند
کشورِ حسن میں اندھیر ہے کچھ مت پوچھو
نوخطاں شام کو کرتے ہیں سحر سے پیوند

مرتے ہیں ہم تو اس کے لبِ آبدار پر
گر آب زندگی ہو تو ماریں ہیں دھار پر

بوسہ دیا تھا جی میں جو آوے تو پھیر لو
اتنا خفا ہو کس لیئے اس خاکسار پر

Marfat.com

اس شمع رو کے سامنے آتا ہے تو پتنگ
بھاری ہوئے ہیں کیا تجھے اپنے دو چار پر

دب نکلتا ہے اگرچہ سب سے ہے بالا پہاڑ
دیکھتا ہے جب ہماری آہ کا کالا پہاڑ
جب تلک ہم تھے عدم میں کیا ہی فارغ بال تھے
زندگی نے سر پہ میرے غم کا لا ڈالا پہاڑ
کھو دیا گو کوہ کن نے جان شیریں کے لئے
اس کی فرمائش کا اپنے سر سے تو ٹالا پہاڑ

تم جو رہتے ہو اس قدر دل گیر
کچھ تو فرمائیے مری تقصیر
عمر یوں جائے اس قد خم سے
جیوں کہ جائے کڑی کمان کا تیر

کیا فائدہ ہے رونے سے لے اہل درد پھر
آیا ہے بعد مرنے کے یاں کوئی مرد پھر
تاثیر اٹھ گئی ہے زمانے سے ان دنوں
مت درد سر کسی کو دے اے آہ سرد پھر

قطعہ

میں نے کہا ہیں سے سبب کیا ہے ان دنوں
چہرے کا دیکھتا ہوں ترے رنگ زرد پھر

Marfat.com

کہنے لگا کہ کیا کہوں اے مہربانِ دل
گر میں کہوں تو کس سے کہوں اپنا درد پھر
کل جو گیا میں یار نے درباں سے کہہ دیا
میری گلی میں آئے نہ یہ کوچہ گرد پھر

گل سے ٹوٹوں میں خار کی خاطر
جان حاضر ہے یار کی خاطر

(ہے) نہیں جوہر نمایاں (تیغ تیز یار پر)
لکھ رہا ہے نام مقتولوں کا اس تروار پر
یار کے مژگان سے لڑ جائے یوں پھرتی نگاہ
جس طرح تروار کوئی آلگے تروار پر

شاداب ہے خط اس کے لب آبدار پر
رہتا ہے گرد چاہ کے اکثر گیاہ سبز

ایک کو ایک دیکھ نہیں سکتا
کیا زمانے کی ہے ہوا صیاد

یار آیا ہے اب نہ بہ اے چشم!
دیکھنے دے ذرا تو رہ اے چشم

Marfat.com

یار کے مت ہو دو بد و لے چشم
دیکھ اس کو سکے گی تو اے چشم
ایک کو ایک دیکھ نہیں سکتے
کیا بُری ہے تری اے خو لے چشم

جی نکلتا ہے پہ لب یا دیں ہلتے ہیں تری
مرتے مرتے بھی ترا نام لیے جاتا ہوں
صاف اور دُرد کی تکرار سے کیا کام اپنے
جو مجھے دیتا ہے ساقی سو پیے جاتا ہوں

فائدہ کیا ہے بھلا ہم جو کریں فکرِ معاش !
غم دکو، کھاتے ہیں اپنی خونِ جگر پیتے ہیں

سرو پر اتنا بھول مت قمری
ہم بھی اک نونہال رکھتے ہیں

مجھے بے چین رکھتا ہے دلِ افگار پہلو میں
وہ سوئے کس طرح جس کے رہے بیمار پہلو میں

مجھے تو کبھی عمر بھر غم نہ ہو
ملاقات تیری اگر کم نہ ہو

Marfat.com

حال اپنا جو ہے مجھے کہنا
خواہ تم پوچھو خواہ مت پوچھو

گرتے ہیں مری چشم سے نیسان کے موتی
لے جائے جسے چاہیے پہچان کے موتی
روشن ہے شبِ ہجر میں یہ دیدۂ بیدار
جوں زلف میں چمکے ہے ترے کان کے موتی

دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی

رنگ چہرے کا زعفرانی ہے
عاشقی کی یہی نشانی ہے

خضر نے اک دم پیا تھا لے کے آبِ زندگی
مانگتے ہیں اب تلک اس سے حسابِ زندگی

ہم کھڑے تھے سامنے اور آپ اغیاروں میں تھے
ٹک تو منصف ہو جیے ہم بھی گنہگاروں میں تھے
جتنے تھے محفل میں تھا سب سے تپاک اور اختلاط
ایک ہم کمبخت واں گویا گنہگاروں میں تھے

Marfat.com

تلووں سے آگ میرے اٹھتی ہے اے عزیزاں
مت نام لو وطن کا مجھ بے وطن کے آگے

مجھے ملی ہے جو خون جگر میں کیفیت
نہ پایا ہو گا کسی نے شراب پینے سے

میں گزرا یار کے ملنے سے جاوے جس کا جی چاہے!
غرض اب شوق سے عاشق کہاوے جس کا جی چاہے

چشم گریاں کی دیکھنا خوبی
مجھ کو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبی
یار بھی اب گلہ لگا کرنے
یہ بھی اپنے نصیب کی خوبی

زاہد کبھی تو گرد نہ پھر بوئے شراب کے
یاں آگ ہے چھپی ہوئی پردے میں آب کے

رشک گلزار ہوا داغ سے سینہ میرا
یار کی بھاویں تماشا ہی تماشا یہ ہے

Marfat.com

رباعی

یہ جور و جفا و بے وفائی کب تک
بس کیجیے، پاس آشنائی کب تک
کرتا ہے کوئی حسن پہ اتنا بھی غرور
دیکھیں تو رہے ہیں یہ خدائی کب تک

اظہار بھلا نہیں ہے گرچہ سر کا
پر بوجھ اتاروں ہوں میں اپنے سر کا
سائل کو جواب تلخ ہرگز مت دے
بھوکا ہے وہ کیا کرے گا لے کر سر کا

امامی

شاعر دل کش خواجہ امام بخش، امامی تخلص۔ از نبایر خواجہ احرار قدس سرہٗ است۔ برادرزادہ خواجہ بدیع الزماں۔ مردے بود صاحب رتبہ۔ یک مرتبہ نواب ہیبت جنگ بہادر بخانۂ ایشاں تشریف آوردہ خدمت توپ خانہ نقدی مرحمت فرمودہ۔ جوانے غریب و شائستہ، قابل اختلاط۔ در مرثیہ مہارت کلی دارد۔ ازاں روزیکہ خواجہ عزت بخش برادر خرد ایشاں انتقال نمودہ، کسے دیگر باز و بدست نہ آمدہ، ازیں سبب ازیں سعادت محروم ماندہ۔ شعر ریختہ از یک قرن می گوید و محبت تمام ازیں فن دارد اما دریں روزہا بسبب عدم موافقت روزگار ناہنجار مزاجش بحال نیست تاہم فکر نماید، از دست:۔

Marfat.com

اول اول دل تو گنہ اللہ اکبر کی ثنا
پھر مقابل اس کے کر حضرت پیمبر کی ثنا
تھمک تھمی کہا احمدؐ نے جس کی شان ہیں
ہے امیر المومنین ساقی کوثر کی ثنا!

آنسو کے برابر کوئی گوہر نہ ہوا ہو گا
کم تر ہی ہوا ہو گا، بہتر نہ ہوا ہو گا
اس عشق کے مشرب کا استاد امامی ہے
دنیا میں کوئی اس کا ہمسر نہ ہوا ہو گا

اس کماں ابرو کا گر تیر جگر میں ٹھہرا
شکر کر دل کہ یہ مہماں نہ ہوا تھا سو ہوا

اس حلق خشک کو قاتل کر آب تیغ سے تر
ترے تصدق سر میں جیا جیا نہ جیا
میں اپنی بندگی میں سر جھکائے حاضر تھا
سلام کو مرے تو نے لیا لیا نہ لیا

مرا دل ترک کر اسلام کس کافر سے جا اٹکا!
قیامت تک نہ چھوٹے گا صنم کی زلف کا لٹکا
غبار راہ سے مل کر ترے دامن لگے تھے ہم
رقیب رو سیہ نے رشک کھا کر ہاتھ سے جھٹکا

Marfat.com

بہار گل گئی، روتا ہے باغباں تنہا
چمن میں دیکھ کے بلبل کا آشیاں تنہا
خدا کے واسطے مجھ کو بھی اپنے لو ہمراہ
چمن کی سیر کرو مت لئے گل رخاں تنہا

ہم نے اس عشق میں جب راہ بیاباں پکڑا
آبلے پاؤں پڑے، کانٹوں نے دامن پکڑا
ہم نے چاہا تھا کہ دامن تئیں کر ڈالیں چاک
کیا کریں یار نے آ دست وگریباں پکڑا

ہمارے دل کو ٹکڑے کر وہ ظالم پھر لگا کہنے
پڑا ہے کس کا یہ شیشہ یہاں ٹوٹا وہاں ٹوٹا

زلف تیری مثل شب ہے، رخ ترا ہے ماہتاب
کیوں نہ اس پاس ادب سے دن کو نکلے آفتاب
مصحف رو پہ ترے جب سے یہ خط ہوا چلے
حسن تیرا تب سے ہے پیغمبر صاحب کتاب

کیا کہوں اے جان تیرے ہجر کی آتش سے آہ
خوب بریاں ہو رہا ہے میرے اس دل کا کباب
راز اس ظالم کا کس نے پایا اور سمجھا کون
تو کدھر پھرتا ہے حیراں اے دل خانہ خراب

Marfat.com

قطعہ

زاہد یہ بیٹھ توڑ کے تو دست و پا کہیں
کا ہے مگس کے صید کو پھر مثل عنکبوت
کیا فائدہ ہے چلہ نشینی سے تیرے تیں
چل پھر تو بارے کچھ بھی چلا جائے تیرا قوت

ذرا تو سیر بیاباں کی مجھ کو کرنے دے
پکڑ رکھے ہے تو مجھ کو میرے خار عبث
نہ جام ہے نہ وہ مینا نہ مے نہ وہ ساقی
رہا ہے آنکھوں میں اب تک سر خمار عبث

رہے ہے ہاتھ کب نچلا اسے ہو گئی ہے خو ناصح
مرے چاک گریباں کو نہ کرنا تو رفو ناصح

بوسہ تجھ لب کے نمک داں کا ہے جو دل پر لذیذ
مجھ کو اس نعمت سے کوئی نعمت نہیں بہتر لذیذ

اے چشم نہ تھام اس کو ہے اشک تو جوش او پر
مژگاں نہیں رکھ سکتے اس طفل کو دوش او پر

کیوں نہ یوسف تجھے ہو مصر کا بازار عزیز
رکھتی ہے تجھ کو زلیخا سی خریدار عزیز

Marfat.com

بلبلیں گر جانتیں ہے دام سرتاپا قفس
تو نہ پھنستیں دیکھ کر صیاد یہ تیرا قفس

کہا شیریں نے اے فرہاد شاباش
موا تو عشق میں ناشاد شاباش
سر فرہاد کا تو نے کیا کام!
تجھے اے تیشۂ فولاد شاباش

امامی پس گیا میں آہ اس کی گردش سے
فلک نے مجھ کو نہ یک دم رکھا یہاں محفوظ

کہتے ہیں مسجد میں زاہد ہو کے نالاں الوداع
عید ہے مستوں کے گھر اے ماہ رمضاں الوداع

وصل کی صورت نہ دیکھی ہجر سے ہے کب فراغ
اس کو کہتے ہیں مرے دل داغ بر بالائے داغ

سلب ہو جائے گا تیرا ایک دم میں شیخ کشف
بزم میخواروں میں کیوں کر بیٹھے تو اے تنگ ظرف

اس قدر دیوانہ کب کا دل ہے ہم رکھتے ہیں شوق
پاؤں بڑھا ہیں گی زنجیریں، گلے لگتا ہے طوق

Marfat.com

مجھ پر جفا کرے گا ستم گار کب تلک
شدت تری سہے گا گنہ گار کب تلک

گر مزا دیوانہ ...... پائے گا دل
جان پر میری نہ جانوں کیا بلا لائے گا دل

مجھے تو یا جلا یا مار ظالم
ترے ہاتھوں سے ہونا چار ظالم

شگفتہ دلی میں کہاں دیکھتا ہوں
جہاں دیکھتا ہوں، خزاں دیکھتا ہوں

اماں ناخن تدبیر گھس گیا آخر
کھلی نہ تو بھی مرے بخت کی گرخت گرہ

دیکھا کسی میں گرم نہ کچھ کار دلبری
کیا سرد ہو گیا ہے یہ بازار دلبری

انتظار

صاحب اقتدار، علی نقی خاں انتظار، از خاک پاک ہندوستان است
تشریف بایں دیار آوردہ۔ چند شعر بسمع فقیر رسیدہ ازاں جملہ دو سہ شعر نوشتہ ازدست۔

Marfat.com

جو داغ ہے پہلو میں فرمائش دل ہے
پنہاں نہ کرلے پنبہ کہ آرائش دل ہے

جلوۂ کفر کہیں جھلکے ہے اسلام کہیں!
رُخ نے کی صبح کہیں، زلف نے کی شام کہیں

کیا ہے شمع نے کیسا سرفروشی میں ہنر پیدا
کٹاتے دیر نہیں لگتی کہ پھر کرتے ہیں سر پیدا

بھر نظر جب تری پلکوں کو میاں دیکھا ہے
دل کو آویختہ نوک سناں دیکھا ہے

بھونتا رہتا ہے داغ عشق شعلہ خو مجھے
جوں کباب سیخ اس پہلو سے اس پہلو مجھے

وقف ہے خانۂ دل قصد اگر اس کا ہے
کہو نا وکسے کہ آبیٹھے یہ گھر اس کا ہے

جوں(۱) ہی بہار گل کی قفس میں خبر گئی
بلبل خوشی سے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

---

(۱) انتظار کا ذکر دوبارہ آیا ہے، دوسری بار "مشہور روزگار، انتظار" لکھ کر آخری چار شعر نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

جوں ہی سنا صبا سے کہ غنچے ہوئے ہیں وا
بلبل نثار کرنے کو لے مشت پر گئی

قطعہ

خاموش دیکھ کر مجھے کل پوچھتا تھا یار
اے انتظار تیری وہ جودت کدھر گئی
مصرع پڑھا فغاں کا میں اٹھ اس کے روبرو
یوں بھی گزر گئی مری دوں بھی گزر گئی

انصاف

از انصاف جونپوری مسمی پیر بخش :-
لکھا ہے دام کی تنخواہ قسمت بیچ بلبل کی!
دیا سلطان گل نے جا سے منصب نطوطی کا

اختر

شیخ یزداں بخش پسر شیخ جہاں یار سپہ سالار، ساکن الہ آباد، اختر تخلص۔ از چند سال در عظیم آباد تشریف می دارند و شعر ریختہ می گویند و اصلاح از میاں فدوی می گیرند و از دست :-

دی آبرو جہان میں ابر بہار کو
رحمت ہماری اس مژہ اشکبار کو
اختر مجھے نہ پوچھے تو پھر پوچھے کون آہ
جیتا رکھے خدا مرے اس دوستدار کو

Marfat.com

امیر

مہربان دوستاں امیر اللہ خاں امیر تخلص، شاگرد میر ولایت اللہ خاں،
جوانے بود مالوف بسخن شعر ریختہ بسیار یاد داشت۔ در وقت راجہ رام نارائن از طرف
منعرب بعظیم آباد وارد شدہ و در سرکار صوبیدار موصوف نوکر گشتہ۔ بخانۂ میر حبیب اللہ
غفرلہ با فقیر ملاقات نمودہ، اشعار اساتذہ مربوط خواندہ و خود ہم فکری کرد اما با اکثر مردم
نخش داشت۔ بوقت نواب میر محمد قاسم خاں بہادر امتیاز الدولہ عالیجاہ برفاہ بود
چندروز سیر دنیا نمود آخر بجنت شتافت۔ وقت تحریر ایں چند بیت بدست آمدہ،
برائے یادگار قلم بند ساختہ:-

نہ چھوڑا یں جھنجھلا کے تار گریباں
رہے تا نہ گردن پہ بار گریباں
جو ہاتھ اس کے بند قبا کھولتے تھے
سو مشغول ہیں اب بکار گریباں

کوہ کن سر کو پٹک مرگیا کہسار کے ساتھ
اور دیا جی کے تئیں حسرت دیدار کے ساتھ
جب سے جاتا تو رہا روٹھ مرے گھر سے میاں
تب سے روتا ہوں میں لگ لگ در و دیوار کے ساتھ

احتشام

نجیب الطرفین سید احتشام حسین ولد سید احمد حسین غفرلہ۔ از نبایر خواجہ

Marfat.com

احرار قدس سرہ۔ در محلہ مغل پورہ من محلات بلدۂ عظیم آباد تشریف می داشت۔ جوانے بود صاحب اخلاق و بے نفاق۔ با احقر دوستی و اخلاص کمال داشت وگاہ وگاہ شعر ریختہ بتحریک دوستاں و آشنایاں می گفت، چنانچہ روزے شخصے درخواست غزلے در تعریف نیچہ نمودہ، بوجہ احسن سربراہ فرمودہ۔ در وقت سلطنت عالمگیر ثانی از عالم فانی بعالم جاودانی شتافت وقت تحریر غیر از یک شعر شعر دیگر بدست نہ آمدہ کہ تحریر نماید:

تخت سے آیا ہے میرے ہاتھ اونا نیچہ
کاٹ کرنا ہے عزیز و قد سے دونا نیچہ

دشت کو غم نہیں مجنوں کا فراموش ہنوز
دیکھ لو چشم غزالاں ہے سیہ پوش ہنوز

آیت

از علم ظاہر و باطن آگاہ، مولوی آیت اللہ آیت تخلص۔ ساکن عظیم آباد بیرون شہر پناہ۔ قصۂ شاہ و گدا :-

سنا میں نے کہ اک عاشق گدا تھا
بہ عشقِ دخترِ شہ مبتلا تھا
اسے دیکھا گدا نے برلبِ بام
پیا اس کی نگاہ مست کا جام

آگاہ

فرزند رشید خواجہ رحمت اللہ، خواجہ عبد اللہ عظیم آبادی آگاہ تخلص،

Marfat.com

مردیست خدا پرست، اکثر بعبادت اشتغال می دارد و سخن بسیار نمکین می فرماید
و با کسے کہ آشنا است، آشنا است۔ در محفل مشاعرہ تشریف می آوردند و
غزل طرحی فارسی می فرمودند، و مردم از کلام ایشاں استفادہ حاصل می نمودند
احقر از بسکہ دوست دارد و بمد نظر دوستی قدیم یک شعر ریختہ وقت تحریر تذکرہ
بدست آمدہ، آنرا غنیمت دانستہ مرقوم ساختہ۔ از دست :

ایک دن اس سے ہم زبانی کی
منھ سے اب تک مزا نہیں جاتا

بیدل

سرور شاعران اہل دل، حضرت میرزا بیدل، شاعر پرزور فارسی،
صاحب دیوان۔ می گویند کہ لکھ بیت کزیں زیادہ معہ مثنوی وغیرہ فرمودہ۔ در
اوائل شباب جوانی نوکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ بود، بعد از چندے دست از روزگار
برداشتہ برضائے مولا کہ از ہمہ اولیٰ است کوشیدہ۔ کاملاں از کلام نثر و نظم
دریافت می نمایند کہ بہرۂ[1] کلی از عرفان داشتہ۔ احوال خیر مآل آں خجستہ خصال
مفصل در تذکرہ ہائے سلف مرقوم است سہ دو بیت ریختہ بنام مبارک وے
در تذکرۂ میر مرقوم است، موجب برکت ایں تالیف و فرحت دل مشتاقاں
تصور نمودہ ارقام می نماید۔ از دست :

مت پوچھ دل کی باتیں، وہ دل کہاں ہے ہم ہیں
اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم ہیں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہے ہم ہیں!

(۱) نکات ص ۲۴

Marfat.com

بیرنگ

شاگرد میاں یک رنگ، دلاور خاں بیرنگ تخلص۔ در تذکرہ فتح علی تبریزی مرقوم است کہ طبع سلیم[1] و ذہن مستقیم داشت و عنوان سپہ گری علمی افراست:

یار کا جب خیال آتا ہے
ہوش میرا تمام جاتا ہے

دل کو تجھ عشق سے قرار نہیں
اب تلک تجھ کو اعتبار نہیں

نہیں مطلب مجھے ہے باغباں ور
دوانا ہوں ہیں گل کے رنگ و بو کا
سدا بیدار رہ غفلت ستے ترش
مثل مشہور ہے سویا سو چوکا

در تذکرہ سید فتح علی ایں شعر مرقوم است۔ بشنوید، برائے ترشی مصرع اول در مصرع ثانی مثال چوک آوردہ است۔ خوب است اما ایں مثل درست نیست۔ مثل بایں طور است "سوا سو موا" چنانچہ درویشاں نیز غفلت را موت می دانند و فرمودہ نوم (النوم) اخی الموت۔ در دہلی مروج باشد۔

ہے ہاتھ ترا خوں سے عاشق کے گرآلودہ
مہندی سے سجن مت کر بارہ دگر آلودہ

---

(۱) گردیزی ص ۲۴

Marfat.com

میں تو لکھا تھا اس کو خط بیرنگ
اس تغافل شعار نے نہ پڑھا

بے تاب

فارغ از فکر رنج و عتاب، محمد اسمٰعیل بیتاب۔ در تذکرۂ میر مرقوم است کہ مرد درویش بود۔ شاگرد میاں یک رنگ، بسیار[1] مربوط و مضبوط الاحوال۔ درین ایام بخانۂ جعفر علی خاں می رفت کہ از پشتِ اسپ بر افتاد و بینیش شکست، بیماری دو سہ ماہ کشید، آخر از ہماں آزار راہ فنا گرفت، خدا مغفرت کند۔:

نہ ہوتا گر کسی سے آشنا دل
تو کیا آرام سے رہتا مرا دل

تڑپ کر مر گئی بلبل قفس میں
پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

بیچارہ

بے چارہ است، دیگر احوال ایشاں در تذکرۂ میر مرقوم نیست۔ از دست[2]:

پی سے جدا ہونا نہ تھا، چاہا خدا کا یوں ہوا
جز صبر کچھ چارہ نہیں، بیچارہ ہو رہنا پڑا

---

(۱) نکات ص ۸۲
(۲) نکات ص ۱۰۵

Marfat.com

بسمل

مرد عاقل، تخلص بسمل می کرد، پیش[1] از تحریر تذکرۂ میر شہرۂ او در شاہجہان آباد شدہ بود۔ بعد ازاں معلوم نشد کہ کجاے بود کجا رفت۔ از دست :

لہو پی رہ گیا بسمل وگرنہ
ملاتا اپنے تیں وہ خاک و خوں میں

بیدار

در تذکرۂ سید فتح علی تبریزی[2] مرقوم است کہ بیدار شاعرے بود، احوال او ہیچ معلوم نیست۔ از دست :

صفا الماس و گوہر سے فزوں ہے تیرے دنداں کو
کیا تجھ لب نے ہم رنگ خجالت لعل و مرجاں کو

در تذکرۂ میر مرقوم است کہ بیدار جوانے است از یاراں[3] مرزا مرتضیٰ قلی بیگ فراق، مصرع ریختہ درست موزوں می کند۔ ایں عاصی بخدمت مرزا موصوف ملاقات کردہ بود۔ تذکرہ ہم نوشتہ بودند، در آتش زدگی سوختہ۔ واقعی شاعر فارسی بود و بسیار خوب می فرمود۔

بیان

دادرس دردمنداں، خواجہ احسن اللہ بیاں۔ می گویند کہ صورت و سیرت ہر دو خوب دارد و فہم و کیاست نیز۔ زادگاہش[4] اکبر آباد، و طبعش معنی ایجاد

---

(۱) نکات ص ۱۴۳
(۲) گردیزی ص ۲۵
(۳) نکات ص ۱۲۶
(۴) گردیزی ص ۳۴

Marfat.com

مشق سخن از حضرت مرزا مظہر مدظلہ العالی می نماید چنانچہ می گوید :

بندے سے ثنا حضرت استاد کی کیا ہو
مظہر ہے خداوند کی وہ شانِ اتم کا
کیا کیجئے بیاں اس کے وجوب اور قدم کا
طاقت نہ زباں کی ہے نہ مقدور قلم کا

نکلے ہے لالہ خاک کے نیچے سے سرخ سرخ
رنگیں ہوا شہیدوں کے خوں میں نہا نہا

صاف منھ پر میں نہیں کہتا کہ ہوگا اس کے پاس
ورنہ کیا واقف نہیں میں دل ہے میرا جس کے پاس

جو پتنگے کے جلانے کا سبب ہوتی ہے شمع!
تو انھوں کے غم میں اپنی جان بھی کھوتی ہے شمع
مشہد پروانہ روشن کیوں نہ ہووے ہر میں
جس کے بالیں پر تمام شب کھڑی روتی ہے شمع

جو نہ ہوا اس شمع رو کا عشق کے سینے میں داغ
کون مجھ بے کس کی تربت پر کرے روشن چراغ
جان کر معنی کسی کے میں نہیں باندھے کہیں
صاحب خرمن کو کب ہے خوشہ چینی کا دماغ

Marfat.com

قرض لیتا ہم زبانوں کے سلیقے کی بیاں
اس دلِ ناداں کے شیون سے اگر ملتا فراغ

آتا ہے جی کو دیکھ کے یہ خوش بہار حیف
اے عندلیب تو ہے قفس میں ہزار حیف
یاں تک ہے خستہ حالی کہ دیکھے ہے جو مجھے
نکلے ہے اس کے منہ سیتے بے اختیار حیف

عالم کو لعل و گوہر و تاج دلوا دیا
اے آسماں بتا تو مجھے تو نے کیا دیا

رخصت ہوتے ہی مر گئے ہم
اودھر گئے تم، ادھر گئے ہم

ہے چرخ تو بھی اس ستم ایجاد کی طرف!
کافی ہے یاس مجھ دل ناشاد کی طرف

کب تلک اس کی شکایت ہو نہ اب سے آشنا
ایک بیگانہ ہے مجھ سے اور سب سے آشنا
غیر کے کہنے پہ مت بیگانہ ہو یک بار گی
دیکھ تو اے شیخ تیرا ہوں میں کب سے آشنا

Marfat.com

کیوں آج سماتا نہیں سینے میں خوشی سے
پہنچا ہے مگر دل تجھے پیغام کسی کا

قفس میں میں رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا
پھڑکتا ہوں، تڑپتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

یہ لوگ منع جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو
انھوں نے یار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا

ہمدم نہ فکر کر کہ مرا کام ہو چکا!
جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا
آتا ہے تجھ کو ننگ مرے نام سے نپٹ
اے شوخ اب تو شہر میں بدنام ہو چکا

بیاں تیرے کوچے سے چلتا رہے گا
مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

ہوئی آہ اس قدر نارسا
کہ سینے سے آتی نہیں لب تلک
نپٹ ہی بیاں کا برا حال ہے
تغافل ارے بے خبر کب تلک

Marfat.com

تڑپنے کی، تماشے کی ہوس باقی ہے قاتل کو
مُوا جاتا ہے کیوں اتنا ٹک اک تو پڑا بسمل

کس ستمگر سے ملا دیکھ تو طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ گیا بل بے جگرداری دل

زلف خم ہو کے ترے گال میں نت کہتی ہے
لو سنو حال مرے دل کی پریشانی کا

کل شمع یہ کہتی تھی با چشم تر آلودہ
ہے سر کا وبال آخر یہ تاج زر آلودہ

ایں ہر سہ شعر اخیر در تذکرہ سیادت علی ئیافتہ۔ دریں شہر زبان زدِ خاص و عام ایشاں است۔

بیکل

معنی یاب، سید عبدالوہاب، بیکل تخلص، دولت آبادی و در سخن (۱)
شاگرد میر عبدالولی:

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

جگایا مجھ کو کس کمبخت نے ہائے!
مری آنکھوں کے آگے وہ ابھی تھا

(۱) گردیزی ص ۲۹

Marfat.com

گل کی حسرت سے مرے دل میں سدا خار رہا
میں تو بھر عمر قفس ہی میں گرفتار رہا

مرتا ہوں غم گساری جو اب نہیں تو پھر کب
اے یار! مجھ سے یاری جو اب نہیں تو پھر کب
برسے ہے ابر رحمت ساقی کدھر ہے مینا
ہنگام بادہ خواری جو اب نہیں تو پھر کب
جاتا ہے وہ کہ جس سے تھا لطف زندگانی
آتی اجل ہماری جو اب نہیں تو پھر کب

یار نے جب سے اٹھایا اپنے چہرے سے نقاب
طعن کرنے سے مرے آتا ہے ناصح کو حجاب
کل تو آوے گا ہی آخر غرۂ ماہ صیام
آج تو پی لیجئے مَن مانتی ساقی شراب

عشق میں کیا ثابتی ہے مجھ دل بیتاب کو
برقرار آتش اوپر دیکھا اسی سیماب کو

سرو کو رتبہ نہیں آگے ترے اے سبز پوش
ایک تجھ بازار خوبی کا ہے وہ سبزی فروش

Marfat.com

بے قید

فضائل علی خاں ساکن دہلی، بے قید[1]۔ صاحب تصانیف کتب عربیہ وفارسیہ وہندیہ است۔ از دست :

خط آنے سے تیرے دل بھر آیا
یہ سبز قدم کہاں سے آیا

خدا سے سنا ہے کہ محبوب ہے
اگر ہاتھ آوے تو کیا خوب ہے

بہادر علی

مہربان ولی، میر بہادر علی۔ مردے بود سپاہی پیشہ، شجاع وسخی در وقت صوبہ داری راجہ نوبت رائے دریں شہر عظیم آباد تشریف آوردہ وبا احقر آشنا است۔ از دست :

بھلی چال سے جس کی گردن مڑی
ٹھڑی ہے تھڑی ہے تھڑی ہے تھڑی

بے نوا

قابل مرحبا، بے نوا۔ احوال او بہ تحقیق نمی پیوندد۔ و در وقت محمد شاہ

---

(۱) فضائل علی خاں کے بارے میں یہ غلط فہمی ہے کہ ان کا تخلص بے قید تھا وہ ''بے قید تخلص'' تھے۔

Marfat.com

بادشاہ سنگرام نامی جوہری جوتی فروشے را کشتہ، بابت او بلوا شد چنانچہ جوتی فروشاں مانع خطبہ شدند[1] روشن الدولہ جوہری مذکور را پناہ داد۔ آخر جنگ عظیم درمیان امرایان عظام افتاد۔ نواب روشن الدولہ ظفر خاں تاب نیاورد و گریخت۔ آں قصہ را شاعر مذکور در مخمس بست:

یہ کیا ستم ہے اے فلک ہرزہ نابکار
مریخ بھر کے تیز کیا ہے خنجر کی دھار
جوتی فروش مرد مسلمان دیندار
مردود جوہری نے لیا ہے ستم سے مار
سنگ جفا سے چور کیا لعل آبدار
کتنوں کو مار جی سے قضا نے گرا دیا
کتنوں کا جی بچا کے بہت ہڑبڑا دیا
تا حشر ہر زباں پہ رہے گا یہ یادگار

بہار

بلبل بے قرار، لالہ ٹیک چند بہار۔ مرد مستعدیست از یاران سراج الدین علی خاں آرزو۔ صاحب تصانیف ایں قدر کہ تعق میر در تذکرہ می نویسد[2] کہ دماغ تفصیل ندارم۔ از دست:

وہی اک بیساں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ، کہیں زنار کہتے ہیں
اگر جلوہ نہیں ہے کفر میں اسلام کا ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیوں زنار کہتے ہیں

(۱) نکات ص ۴۵
(۲) نکات ص ۱۳۰

Marfat.com

تھی زلیخا مبتلا یوسف کی اور لیلیٰ کا قیس
یہ عجب منظر ہے جس کا مبتلا ہے مرد و زن

ایں شعر در خاطر فقیر گنجائش ندارد۔ منظر سیوم کجاست کہ مبتلائے آں مرد و زن اند۔ اگر منظر سیوم بیان می کرد۔ شعر درست می شد۔ اگرچہ در حقیقت مرد و زن ہم یک منظر ست مگر بصورت ظاہر دو اند، یکے بر دیگرے عاشق است۔ اگر بایں طور می گفت، شعر درست می بود۔ بہر حال خوب می گوید، مرا ازیں چیزہا چہ کار۔ بر سر تقریب گفتہ و نوشتہ۔

نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش میں
ہمیں ایسا خرابی کیا، تجھ کو منا جاتے

کیا ہے عشق کے رہ بیچ پا برہنہ بہار
تمام دشت ہے پر خار دیکھیے کیا ہو

بقاؔ

از بقا:

شیخ ے

بیتابؔ

از محمد علیم بے تاب، ساکن الہ آباد:

شعلۂ آہ جگر جلتا ہے
اشک جلدی سے خبر لیجو کہ گھر جلتا ہے

Marfat.com

بیدار

کامل روزگار، منشی بساون لعل بیدار، صاحب دیوان فارسی، شاگرد حضرت مرزا مظہر مدظلہ العالی۔ برفاقت غلام حسن خاں خلف نواب اعظم خاں دیوان پادشاہی پیش از نادر شاہی تشریف آوردہ وتا بحسن خدمت دیوانی خان موصوف بعظیم آباد ماندہ وباز تشریف بہ شاہجہان آباد برد۔ وازاں روزیکہ غلام حسن خاں صاحب موصوف ہمراہ نواب صفدر جنگ وزیر برآمدہ، در مرشد آباد استقامت ورزیدہ ومنشی صاحب را بخدمت نواب شہامت جنگ سپرد فرمودہ۔ بعد انتقال نواب شہامت جنگ غفر لہ منشی صاحب دست از روزگار برداشتہ بہ عظیم آباد تشریف آوردہ وبطریق سیر بخدمت شیخ عبدالشکور صاحب غفر لہ رفتہ، چندے در سرکار ترہت وچندے در سرکار چمپارن تشریف داشتہ۔ اکثر مردم از فیض صحبت تربیت یافتہ چنانچہ ایں احقر ہم قدرے دیوان حضرت مرزا موصوف خواندہ۔ سخن او سخن ہست دلپذیر ونثر او ست نثر بے نظیر۔ چشمش مائل طرف حسن پرستی ودلش تارک بلند و پستی۔ قریب چہار سال است کہ بطرف محمد آباد بنارس رفتہ۔ الحال معلوم گشتہ کہ در کاشی قیام نمودہ۔ دربار مولی کہ از ہمہ افکار اولیٰ است۔ لیل ونہار مشغول می باشد۔ حق سبحانہ تعالیٰ سلامت باکرامت دارد۔ دو چہار بیت ریختہ ہم فرمودہ بود، بجہت یادگار مرقوم ساختہ۔ از دست :

دل سنگیں ہیں ترے، آہ کو تاثیر نہیں
اب بجز ترک وفا مجھ کو بھی تدبیر نہیں

وقت رخصت کا قیامت ہے نہ دکھلائے خدا
اک بھری آنسو سے آنکھیں اور حسرت کی نگاہ

Marfat.com

مرے لختِ جگر یوں آنسوؤں کے ساتھ جاتے ہیں
کہ جوں پھولوں کی پنکھڑی رے کے پانی میں بہتے ہیں
نہ بوجھو اس قدر بیدار کے آنسو کو کم قیمت
کہ یہ موتی ڈھلکتے، کم کسی کے ہاتھ آتے ہیں!

برکت اللہ

نورِ چشم شیخ قدرت اللہ، میاں برکت اللہ عظیم آبادی، سلمہ اللہ۔ از فضلِ الٰہی بجمیع وجوہ خوب صورت و سیرت سراپا اہل تمکیں، شوخی بقدر ضرورت، فہیدہ و سنجیدہ۔ دریں سن و سال خط نستعلیق وغیرہ خوب می نویسند وازشعر ہم قدرے الفت دارند، ازیں سبب گاہے مصرع و گاہے بیت موزوں می نمایند۔ لہٰذا تاحال تخلص ہم مقرر نیست۔ ان شاء آئندہ دریں فن ہم کامل خواہد شد۔ از دست:

ہے تیرے سوا کون مرا پوچھنے والا
ہاں تجھ کو سلامت رکھے اللہ تعالیٰ

ساقی ہو اور شراب ہو اور ہو گیاہ سبز
اور تو ہو پھر تو کیوں نہ ہو بختِ سیاہ سبز

بسمل

مہربان دل، میر جبار علی بسمل۔ از فضلِ الٰہی در مشاعرہ غزل طرحی بوجہ احسن می فرمود و بلاناغہ بروز جمعہ تشریف می آورد۔ دریں روزہا طرف بنارس اوقات

Marfat.com

بسری برد، حق تعالیٰ سلامت دارد۔ وقت روان ایشاں احقر حاضر نہ بود کہ اشعار گرفتہ شود۔ بتلاش تمام چند شعر اوائل گفتگو بدست آمدہ، برائے آگاہی ارقام نمودہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بر ملاقات دیوان انتخاب نمودہ خواہد شد۔

اس قدر راضی رضا سے تیرے ہے بسمل ترا
شکر کہتا ہے لب ہر زخم سے قاتل ترا

جی دھڑکتا ہے جلے دامن نہ میرے ماہ کا
آسماں تک ہے اٹھا شعلہ ہماری آہ کا

رہتا ہے داغ دل ہی سے روشن تمام شب
محتاج نیں یہ کلبۂ احزاں چراغ کا

نہ پوچھ مجھ سے مرے دل پہ عشق کیا لایا
جو کچھ کہ لایا سو لایا غرض بلا لایا

نہ آپ کو رکھا نہ اسے آشنا کیا!
حیراں میں ہوں اسی میں کہ اس دل نے کیا کیا

کوچے میں ترے جب یہ روانہ تھا پری رو
تھی راہ صبا کو نہ فرشتے کو گزر تھا

Marfat.com

معلوم ہوا بعد ملاقات کے ظالم
جو کچھ کہ مرے حق میں تجھے مد نظر تھا

سوج تھی تیری ہی تجلی کی
غور کر جس سراب میں دیکھا

جب میں سینے کے درمیاں دیکھا
داغ دیکھا جہاں جہاں دیکھا

جب لگے چلنے ترے تیرِ نگاہ
چھوٹتے ہی دل نشانہ ہو گیا
جس کو کہتے ہیں خدا کا گھر سو دل
ان بتوں کا آشیانہ ہو گیا

درد و غم کیوں نہ ہو شعار اپنا
ہے تغافل شعار یار اپنا

جب مرے عشق نے ظہور کیا
شیشۂ دل کو چور چور کیا

یہ کیا تھی دشمنی تجھے مجھ سے کہ تو نے عشق
آتے ہی آگ خانۂ دل میں لگا دیا

Marfat.com

باقی گلی میں یار کی اس خاکسار کی !
تھی مشت خاک وہ بھی صبا نے اڑا دیا

نہ پھول گلشن ہستی میں اس قدر اے دل
برنگ غنچہ جو ٹک بھی ہنسا، نہیں جیتا

ترے فراق میں ساقی مرا یہ شیشۂ دل
رہے ہے درد و الم سے بھرا بجائے شراب
تری جناب سے فصل بہار میں ساقی
نہیں کچھ اور تمنا مجھے سوائے شراب

کیا کام سلطنت سے اُسے ہے بھلا جسے
ظل ہما ہے سایۂ دیوار کوئے دوست
ہے امتیاز نکہت توحید کی جسے
آتی ہے اس مشام میں ہر سو سے بوئے دوست

جب سے ہے چشم دل کی مری مبتلائے دوست
کچھ دیکھتا نہیں ہوں نظر سے سوائے دوست
جو طالب رضا ہے سدا باخلوص دل
اس کی رضا وہی ہے جو کچھ ہے رضائے دوست

Marfat.com

دیکھ ابروے یار کی صورت
پھر گئی ذوالفقار کی صورت

گلزار جہاں سے مثل شبنم
ہر ایک گئے ہیں چشم تر کر
دل دار ترا ہوا دل آزار
دل آہ تو چارۂ دگر کر

گو حال ناتواں پہ مرے تو نظر نہ کر
پر چشم مرد ماں میں ذلیل اس قدر نہ کر

جان و دل کو جو کر چکا ہے نیاز
سو یہ بندہ ترا ہے بندہ نواز

اسے ہے خوف کہ شاید کوئی نہ ہو مانع!
چلا ہے چھٹ کے مری آہ کے عتاب میں دل

اگر ہے ایسی ہی تیری میاں چشم!
عبث رکھتے ہیں تجھ سے مرد ماں چشم!

تو ہو مجھ پاس یہ نصیب کہاں
تو کہاں اور یہ غریب کہاں

Marfat.com

گو مرے خوں سے سدا رنگیں تری شمشیر ہو
پر کسے طاقت .... دامن گیر ہو
عفو کے تیرے مقابل گر مری تقصیر ہو
ابر رحمت سر پہ وہ ہیں جو ہر شمشیر ہو

ترے فراق میں جب تک کہ داغ داغ نہ ہو
دل گرفتہ مرا یار! باغ باغ نہ ہو

آتی ہے لیے دل شکستہ
یہ فوج اشک کی دو رستہ

مرا یہ شیشۂ دل گردش زمانہ سے!
برنگ شیشۂ ساعت ہے انقلاب نہ ہو؟

کھلے بند وں نہ ملا یار مجھے ہائے نصیب
وصل میں بھی گرہ بند قبا دشمن ہے

اگر تو ہی نہ ہوے جان مجھ پاس
مجھے پھر زندگی سے کام کیا ہے

ہوے بسمل سبھی لیکن نہ سمجھا
کہ قاتل کون ہے اور نام کیا ہے

Marfat.com

پاکباز[1]

خجستہ آئین، میاں صلاح الدین عرف مکھن، پاکباز تخلص در تذکرۂ تقی میر قوم است[2] کہ شخصے است گوشہ نشیں، شاگرد میاں یک رنگ، بسیار کم اختلاط، گویا آشنا شدن را نمی داند۔ پسر میاں شاہ کمال نبیرہ شاہ جلال قدس سرہ است۔ اکثر بورد وظائف مشغول می باشد۔ در مجمع شاعران ریختہ کہ بتاریخ پانزدہم ہر ماہ قرار یافتہ است، اگر دماغ وفا کند، تشریف می آورد۔ مزاجش خالی از وحشت نیست۔ از دست :

جلوے تمھارے حسن کے نت ہیں پہ ہم کہاں
تم تو سجن ہمیشہ ہو، افسوس ہم کہاں

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

پیام

محب امام الہمام، شرف الدین علی خاں پیام۔ از خاک پاک[3] اکبر آباد است۔ شاعر است قرار داد شاعران۔ دیوان فارسی بدست داشت و دیوان ریختہ نیز۔ از دست :

بات منصور کی فضول ہے
ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

دلّی کے کج کلاہ لڑکوں نے
کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا
ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

---

(۱) مخطوطے میں ب اور پ دونوں کا اندراج "ب" کے ذیل میں ہے۔ (۲) نکات ص ۱۸
(۳) نکات ص ۴۳

Marfat.com

تاباںؔ

گل باغچۂ دل دوستاں، سید عبدالحی تاباںؔ۔ در تذکرۂ میر وغیرہ مرقوم است کہ نوجوان[1] پانزہ بود۔ سید نجیب الطرفین۔ مولد او شاہجہان آباد بود۔ بسیار خوش فکر و خوبصورت، خوش خلق پاکیزہ سیرت، معشوق عاشق مزاج۔ تاحال در فرقۂ شعرا ہیچ شاعر خوش ظاہر بعرصۂ ظہور جلوہ گر نشدہ بود، زبان رنگین او چنان بود کہ سخن او ہمیں دو لفظہا گل و بلبل تمام است۔ نسبت شعرائے استاد رتبۂ شاگردے نبود۔ با میر یک صفائے داشت۔ از چندے بسبب اختلاط میر کدورتے بمیان آمدہ بود، اجلش مہلت نداد کہ تلافیش کردہ آید۔ آخر آخر کہ اول جوانی او بود، اینقدر مداومت شراب نمودہ کہ ملاقات ہمہ یاراں موقوف گشتہ۔ چوں ہفت وہشت روز کہ از حیات باقی ماندہ یک مرتبہ توبہ کرد و بہ ہمہ آشنایان خود رقعہا نوشت کہ عزیزان من توبہ کردہ ام شما شاہد و خبرگیران من باشید۔ از گذاشتن ایں، از ہم گزشتن من نزدیک نماید۔ غافل از احوال من بودن از عقل بسیار دور است۔ بموجب نوشتہ او بظہور پیوست۔ غیر از افسوس چارۂ نیست۔ حق تعالیٰ مغفرت فرماید بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ الامجاد۔ از وست:

ہے سوز عشق یاں تئیں مجھ بیچ کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا

قد حلقۂ کماں اسی حسرت میں ہو گیا
تیر ہدف کبھی نہ ہماری ہوئی دعا

اخگر کو چھپا راکھ میں ہیں دیکھ کے سمجھا
تاباںؔ تو تہ خاک بھی جلتا ہی رہے گا

---

[1] نکات ص ۱۰۹

Marfat.com

پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں
منتیں کرتے ہی ساری رات ہو جاتی ہے صبح

مرا بس ہو تو ہر گز خط نہ آنے دیں ترا لیکن
لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا ہے کیا قدرت

لگ رہی ہیں ترے عاشق کی جو آنکھیں چھت سے
تجھ کو دیکھا ہے مگر ان نے لب بام کہیں

ہے میری خبر چشم مرے یار کی کیوں کر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیوں کر

بال اپنے کھولتا ہے جب تو اے خورشید رو
چاند سے منہ پر ترے اس وقت آجاتا ہے ابر

آشنا تو مجھ سے ہے ایسا کہ جیسا چاہئے
پر جو کچھ دل چاہتا ہے، ہائے وہ ہوتا نہیں

ساقی ہو اور چمن ہو مینا ہو اور ہم ہوں
باراں ہو اور ہوا ہو سبزہ ہو اور ہم ہوں
ایمان و دیں سے تاباںؔ کچھ کام نہیں ہے مجھ کو
ساقی ہو اور مے ہو دنیا ہو اور ہم ہوں

Marfat.com

ملایا خاک میں گھر کوہکن کا ہائے خسرو نے
یہ کیا بات آگئی اس خانماں آباد کے دل میں

جفا تو چاہیے اے شوخ مجھ پہ یاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تری وفا کے تئیں
دیکھنا ان ماہ رویوں کا تو اے تاباں چھوڑ چاہتا ہے گر ہمیشہ نور بینائی کے تئیں
میرے ہم مشربوں میں آ تاباں
یہ سمجھتے ہوں گے حضرت رمضاں

جوں برگ گل سے باغ میں شبنم ڈھلک پڑے
کیا ہو کر برگ تاک سے یوں مے ٹپک پڑے
محفل کے بیچ سن کے مرے سوز دل کا حال
بے اختیار شمع کے آنسو ڈھلک پڑے

کاٹے ہیں بتاں تاباں جو شمع زباں میری
یاں بات کے کہنے کی ہوتی ہے گنہگاری

سفیدی جو آئی ہے ڈاڑھی میں تیری
سمجھ شیخ یہ تار و پود کفن ہے

شیخ جو حج کو چلا چڑھ کے گدھے پر یار د
زور نہیں ظلم نہیں عقل کی کوتاہی ہے

Marfat.com

رکھتا تھا ایک جی جو ترے غم میں جا چکا
آخر تو مجھ کو خاک میں ظالم ملا چکا

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالا
آتا ہے مجھ کو تاباں بے اختیار رونا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجھ کو وہ لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو بیٹھا

تو بال کھول نہایا تھا ایک دن، اب تک
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا میں

بہے اشک از بسکہ آنکھوں میں میری
لب جو ہوا ہے کنارِ گریباں

ہاتھ بے فائدہ زنداں میں نہ دوڑا مجنوں
طوق ہے تیرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں

خوانِ فلک پہ نعمت الوان ہے کہاں
خالی ہے مہر و ماہ کی دو نوں رکابیاں

مرتے ہیں آرزو میں اس وقت آن پہنچو
ٹک تم کو دیکھ لیں ہم جلدی سے جان پہنچو

Marfat.com

یں گور غریباں پہ جاکر جو دیکھا — بجز نقش پا لوح تربت نہیں ہے

نہ پائی خاک بھی تاباں کی ہم نے پھر ظالم — وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہوا سو ہوا

آرزو ہی رہی پہ دانۂ تاک — قطرۂ مے کبھو نہ ہو ٹپکا

مرنے کے سے تو نہیں کچھ مرے آثار ہنوز — رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز

کیا میں فرض کر محشر کے تئیں مجھے بخشیں — جو تو نہ ہووے تو فردوس بھی جہنم ہے

ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے — تجھے بے مروت محبت کہاں ہے
مری گور پر لوگ رکھتے ہیں گل گوں — تری دل رُبائی کی غیرت کہاں ہے
بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی — مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

میرا جواب نامہ یاں لکھ چکے پر اب تک — قاصد پھرا نہ لے کر واں سے جواب نامہ

گئے نالے ترے برباد مانند جرس چپ رہ — اثر دیکھا تری فریاد میں دل ہم نے بس چپ رہ

تیرے ابرو سے نہ چھوٹے گا مرا دل ہرگز — گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے

تو مے پی اس قدر ظالم کہ تجھ کو کیف کم ہووے — ترا بیہوش ہو جانا ہمارا ہوش کھوتا ہے

Marfat.com

ستاں کے شہر ناپرساں میں کوئی داد کو پہنچے　　مگر واں اپنے بندوں کی خدا فریاد کو پہنچے؟

قیامت مجھ پہ کل کی رات س کے ہجر میں لائی　　نہ آیا یار میرا آج بھی وہ رات پھر آئی

رباعی

ہوتا ہوں ترا جو اشتیاقی ساقی
بے خود ہو پکارتا ہوں ساقی ساقی
ہے مجھ کو خمار شب کا، لاصبح ہوئی
شیشے میں جو کچھ مے ہے باقی ساقی

تمنا

مہربان باصفا، شوخی طبع از جبینش پیدا، مرزا علی رضا تمنا، سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بزرگان ایشاں از مدت در عظیم آباد قیام متصل درگاہ حضرت شاہ تاج وشاہ مکن قدس سرہ می داشتند والا بزرگ ایشاں کہ واقعی بزرگ بودند نوکری ناظمان پیشیں می نمودند۔ ایشاں نیز نوکر نواب احترام الدولہ بودند۔ براحوال فقیر بسیار توجہ می نمایند از یں سبب در محفل مشاعرہ نیز بلاناغہ بروز جمعہ تشریف می آوردند و بتحریک دوستاں و آشنایاں چند غزل ریختہ گفتہ بودند و بعد مشاعرہ ہم گاہے غزل می فرمایند و احسان دوستاں می گزارند و حوالہ میاں محمد روشن جوشش کہ استاد خود مقرر نمودہ اند، می نمایند۔ از بسکہ تابع خوشی مزاج خود اند کہ فکر تا مقدور نمی کردند۔ ازوست:

بالیں سے سر اٹھانا بھی دشوار ہوگیا
ایسا ہی ناتوان یہ بیمار ہوگیا
جس کو میں دیکھتا ہوں وہ بیچے ہے جنس دل
شاید وہ یار بر سر بازار ہوگیا

Marfat.com

فرقت میں تری رووے گا فریاد کرے گا — اور کیا کہوں کیا یہ دل ناشاد کرے گا
کھینچا تری تصویر کو میں صفحۂ دل پر — یہ کام بھلا مانی و بہزاد کرے گا

وہ تمہارا جو دوانا تھا ہوا کیا یارو — آج لڑکوں کو میں دیکھا سر بازار خفا

سن کر کے شور میرے دل داغدار کا — منھ زرد ہو گیا ہے چمن میں بہار کا
جی میں یہ آرزو ہے مرے اے شرابِ عشق — تا حشر منھ نہ دیکھئے ہرگز خمار کا

خواب شب فرقت مجھے دشوار نہ ہوتا — گر پاس مرے یہ دل بیمار نہ ہوتا
جو تجھ سے ملا ہے یہی کہتا ہے اے ظالم — اے کاش مجھے اس سے سروکار نہ ہوتا
یک بار تمنا سے کیا ترک محبت — جو تجھ سے ہوا ہم سے تو زنہار نہ ہوتا

ہر دم اسی طرح سے جو آنسو رواں رہا — تو پھر یہ میرا دیدۂ گریاں کہاں رہا

دشمنِ جاں وہی ہوا آخر — جس کو سمجھے تھے دوستدار اپنا
جان بھی دے چکے دلے نہ ہوا — اس کے نزدیک اعتبار اپنا

کروں گا ابھی چاک سینے کو ناصح — گریباں کو گر ہاتھ تونے لگایا

جسے تو چاہے اسے اپنے پاس جا دینا — یہ اتنا ہے مجھے خاطر سے مت بھلا دینا
غرور دیکھ لو اس چشم تر کا کہتی ہے — ذرا تو ہم کو بھی اس ابر سے بھرا دینا

Marfat.com

بگڑے گا کیا تمنا خانہ خراب دل کا
مارے گا تجھ کو آخر یہ اضطراب دل کا

کیوں کر نہ لخت دل لے خبر طفل اشک کی
ہوتی ہے دوستوں کے تئیں جستجوے دوست

اس دل جلے کی آہ گر آوے زباں تلک
جلنے لگے زمین سے لے آسماں تلک

تو نے پسند جب سے کیا ہے یہ باغ دل
پھولا نہیں سماوے ہے تب سے یہ داغ دل

قاصد کو بھیجتا ہوں یہ دھڑکے ہے دل مرا
اس دل ربا کو دیکھتے ہی مبتلا نہ ہو

اے یار اپنے حال کو ہم تجھ سے کیا کہیں کہتا ہے اس سے کوئی کہ جس نے سنا نہ ہو

شہر سے خوش ہے نہ محظوظ ہے ویرانے سے
سخت مجبور ہوں اپنے دل دیوانے سے
بعد مجنوں نہ ہوا کوئی دوانا مجھ سا
دشت ویران ہوا ہے مرے مر جانے سے
خم کو یک بار مرے منھ سے لگا دے ساقی
کب نشہ ہووے ہے اس شیشہ و پیمانے سے

Marfat.com

جو دوانے ہیں وے ڈرتے نہیں رسوائی سے
ناصحو بحث عبث ہے دل سودائی سے

روز ... اس سے ملاقات کہاں سے ہووے
کام ڈالا ہے خدانے مجھے ہرجائی سے

تو وفا کیجیو میرے لیے ہی بیتابی
کام ہم کو نہ رہا صبر و شکیبائی سے

دامن وصل ترا ہاتھ میں آوے کیوں کر
ان دنو دست طلب رہ گئے گیرائی سے

مجھ سے مذکور نہ کر اس کی ستم گاری کا
میں تو جانوں ہو تمنا اسے لڑکائی سے

دشت میں خاک بسر پھرتے ہیں غم کرتے ہیں
لوگ جس بات کو ہنستے ہیں وہ ہم کرتے ہیں

مے کشاں مست اٹھے آتے ہیں میخانے سے
شیخ جی سامنے لڑتے ہیں ستم کرتے ہیں

جنبش ابرو ہی اس کی لے چکی تھی دل مرا
مارنا تروار کا بھی اک بہانہ ہو گیا

پرورش پائی تھی خلقت جن کے دست فیض سے
دہر سے وہ لوگ اٹھ گئے وہ زمانہ ہو گیا

Marfat.com

مرے احوال پر وہ چشم تر ہوئے تو میں جانوں
اس آہ نارسا کو یہ اثر ہوئے تو میں جانوں
نہ باور ہو تمہیں گر ہر نہ گردی اس ستم گر کی
خبر لو اس کی تم جا کر وہ گھر ہوئے تو میں جانوں

شہرت ایسی ہے جہاں میں تری بیدادی کی
بات سنتا نہیں کوئی کسی فریادی کی

جس دن سے تجھے اے ستم ایجاد نہ دیکھا
اپنے دل ناشاد کو ہم شاد نہ دیکھا

تمنا یہ نہیں معلوم کیا تقصیر کی اس کی
مجھی کو ڈھونڈتا قاتل مرا ہر آن پھرتا تھا

آہ و فغاں کروں ہوں ہر وقت یار تجھ بن
مطلق نہیں ہے مجھ کو صبر و قرار تجھ بن
اندوہ و درد و غم نے گھیرا ہے آکے مجھ کو
مانگوں پناہ کس سے اے غم گسار تجھ بن

داغوں کی مرے دل میں تو وہ جلوہ گری ہے
جو دیکھے ہے کہتا ہے کہ شیشے میں پری ہے

Marfat.com

کہتی ہے جسے خلق کہ ہے قاتل عالم
میں سامنے ہوں اس کے یہ کیا بے جگری ہے

ہم نے سو طرح جاں فشانی کی
تو بھی تو نے نہ مہربانی کی
اے فلک تیرے جور کے ہاتھوں
ہم نے مر مر کے زندگانی کی
شیشۂ دل کو لے کے چور کیا
واہ وا زور قدردانی کی
اپنے جی سے بھی رہتی ہے خفگی
ایسی الفت ہے یار جانی کی

دل گیا ہاتھ سے جانے دو، اسے جانا تھا
پاس تھا میرے تو کیا اپنا تھا، بیگانہ تھا

کہتا ہوں تجھ سے میں کہ مری بات مان لے
دل لے کے کیا کرے گا مری جان، جان لے

آشنا ہوں یہ بے وفا کس کے
بے وفا ہیں یہ آشنا کس کے

Marfat.com

روتے ہیں سبھی دیکھ کے احوال ہمارا
دل لے کے یہ کچھ تونے کیا حال ہمارا

عشق سے ہم جو کام رکھتے ہیں
لوگ ہنستے ہیں نام رکھتے ہیں

کوچے سے ترے دل کو ہم اے یار لے چلے
چنگا بھلا لے آئے تھے ، بیمار لے چلے

تمنا شاہجہاں آبادی

تمنا شاہ جہاں آبادی :

نرگسستاں کے تماشا کا مجھے شوق نہیں
آج دیکھی ہیں تمنا نے تمہاری انکھیاں

تجرد

سراپا تفقد ، میر عبداللہ تجرد ۔ سید[1] عبدالولی می گویند کہ شاگرد منست ۔

از دست :

تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں
خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہیں

لہ نکات : ص ۱۰۷

Marfat.com

تمکین

میاں صلاح الدین تمکین مردیست درویش وضع[1]. باکسے کارندارد۔ و بہرطوریکہ باشد، بسر می برد۔ از دست:

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھ کو دیوانہ کیا تجھ کو پری زاد کیا

ثاقب

میاں شہاب الدین ثاقب۔ درتذکرۂ میر مرقوم است کہ مرد[2] درویش است متوکل۔ شاگرد میاں آبرو۔ اکنوں شعر خود را پیش خاں صاحب سراج الدین علی خاں می آمد۔ از چندے بوطن خود رفتہ کہ مضافات بارہ است۔ بافقیر آشنائی بسیار داشت۔ تحفہ روزگار است۔ در ہمہ چیز دست دارد و ہیچ نمی داند۔ حاصل مردے خوبے است۔ زندہ باشد۔ از دست:

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
یہ کون مرگیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

و در تذکرۂ سید فتح علی گردیزی مرحوم است کہ ثاقب ذہن[3] ثاقب دارد۔ از دست:

قتل کا کس کے ہے اب قصد تمہارے دل میں
کیوں رکھا کرتے ہو میاں سان پہ تلوار کتیں

---

[1] نکات: ص ۱۳۴ — [2] نکات: ص ۸۹
[3] گردیزی: ص ۴۴

Marfat.com

درتذکرہ میر تقی میر سلمہ اللہ تعالیٰ مسطور است کہ میاں شہاب الدین ثاقب نقل[1] می کرد کہ من محض برائے امتحان بخانہ یقین رفتم و یک غزل طرح کردم۔ من غزل بانصرام رسانیدم واز و مصرع موزوں نشدہ۔ اللہ اعلم در خاطر احقر می آید کہ یقین غفرلہ ایشاں را ہم چشم خود ندانست لہٰذا غزل ہمراہ ایشاں نگفت و عجز سخن از زماں معلوم و مفہوم می گشت کہ یقین غفرلہ یک مصرع و یا یک شعر می گفت و غزل تمام نمی کرد۔ کسے را کہ اندک شعور است دریافت خواہد کرد کہ از فکر یقین ایشاں را چہ نسبت۔ از کلام ایشاں دریافت نمایند کہ دو شاعر در تذکرہ شعر انتخاب نمودہ نوشتہ اند۔ ہر دو سبحان اللہ تا حال لفظ تلوار فراموش نکردہ اند آئندہ چہ خواہد شد۔ حرف ہما است کہ آنچہ تقی میر نوشتہ اند کہ تحفۂ روزگار است در ہمہ چیز دست دارد و ہیچ نمی داند۔

ثروت

مسرت بخش دل مظلوم، مفتی غلام مخدوم، خلف رشید و شاگرد مولوی جمال الدین غفرلہ، ثروت تخلص، ساکن قصبہ پھلواری، الحال باعث منصب حویلیے در محلہ لودی کٹرہ من محلات بلدہ عظیم آباد خرید کردہ سکونت اختیار نمودہ۔ درفن شعر فارسی بسیار شعر فرمودہ وگاہ گاہ شعر ریختہ ہم می فرمایند و دریں فن ہم شاگرد والد خود اند۔ مولوی جمال الدین صاحب مغفور بسیار صاحب استعداد و اہل کمال وقت بودند چنانچہ بخدمت حضرت شیخ محمد علی حزیں رحمۃ اللہ علیہ ملاقات نمودہ و تقریب علمی در ملاقات اول آمدہ بسیار پسند فرمودند بلکہ صلہ گزرانیدند و در صحبت دیگر مذکور شعر آمدہ۔ مولوی صاحب شعر خود بخدمت گرامی حضرت شیخ

---

[1] نکات؛ ص ۹۴

Marfat.com

گزارش نمود در تعریف ہند باوجودیکہ شیخ مذمت ہند فرمودہ بود، انتخاب نمودہ د مولوی جمال الدین غفرلہ شاگرد حضرت مولوی محمد وحید قدس سرہ بودند و در شعر فارسی معلوم نیست۔ بہرحال ایشاں بزرگ و بزرگ زادہ اند و بافقیر دوستی قدیم دارند حق تعالیٰ سلامت باکرامت دارد۔ از دست:

جز اس کے تمنا جو تھی سب دل سے نکالا
دے اپنی محبت مجھے اللہ تعالےٰ

جلوہ گر ہے داغ دل خورشید تاباں کی طرح
چاک ہے سارا گریباں صبح خنداں کی طرح
ابر نیساں سے نہیں کم دیدۂ گریاں مرا
اشک کے قطرے چلے آتے ہیں باراں کی طرح
بسکہ ہے پیچیدہ دل میں اس کی آنکھوں کا خیال
تابدار ہے ہر نفس شاخِ غزالاں کی طرح

آتی ہے مجھے یاد تری زلف مسلسل
جب دیکھتا ہوں ابر کی تصویر ہوا پر

ہے آئینے میں عکس ترے خط کا یوں نمود
پانی کے بیچ جوں نظر آوے گیاہ سبز
بلبل ہوں گر تو گل ہے، میں قمری ہوں گر تو سرو
جو چاہے پہنے خواہ قبا سرخ خواہ سبز

Marfat.com

رونے سے مرے ہو گئی مژگاں تمام سبز
باراں سے جس طرح ہو نیستاں تمام سبز

ثابت

مہرباں دوستاں، میاں اصالت خاں ثابت تخلص ساکن بیرون قلعہ عظیم آباد طرف مغرب، قوم بلوچ۔ بزرگان ایشاں ہمراہ ہمایوں بادشاہ از مصر بہندوستاں آمدہ۔ چوں اکبر بادشاہ قلعہ عظیم آباد را از قبضہ شاہ برآوردہ ازراہ کمال شفقت بزرگان ایشاں رامتعینہ قلعہ مذکور فرمودہ۔ در محفل مشاعرہ گاہ گاہ تشریف می آوردند باعث موزونی طبع شعر ریختہ ہم می گویند۔ از دست:

جس نے تجھے ایک بار دیکھا جب تب اسے بے قرار دیکھا

ید بیضا سے ماہ کو باہم اس کے وقت سلام میں دیکھا

مری طرف سے یہ گل رو کو اے صبا کہیو
برنگ لالہ مجھے داغ ہے جدائی کا

سکر انے میں تیرے اے ظالم
کیا بیاں کیجیے کہ کیا دیکھا

... تیری گلی پیارے ہم بے سر و پا ان کو
پھرنا نہ کہیں چلنا آنا نہ کہیں جانا

Marfat.com

قاصد میں سنا اس کو ہے ذوق حکایت سے
قصے کی طرح کہیو جا کر مرا افسانہ
اک آن تجھے جس نے دیکھا سو ہوا بے خود
اپنے تئیں وہ بھولا جس نے تجھے پہچانا

داغ ہو ایک تو کہوں تم سے سو جگہ سے جلا ہے دل میرا

دل میرا جس کا بلا گردان ہے وہ بلا ہے آفت ہے طوفان ہے
سر کو اپنے کر قدم چلتے ہیں یاں عاشقی کی راہ کیا آسان ہے

عاقبت تم نے بے وفائی کی واہ کیا خوب آشنائی کی
آپ کو خاک میں ملا ڈالا آئینہ رو سے تب صفائی کی

غزل انوری و فکر ہلالی دیکھی پر یہ ابرو کی تری بیت نرالی دیکھی

شرمندہ ہو کے میں ترے احسان کے حضور
سر کو جھکا رہا ہوں گریبان کے حضور

ستم ایجادیاں تیری جفا جو
تکلیف برطرف ہم جانتے ہیں

Marfat.com

رکھتا ہوں میں اس طرح دل تنگ میں آتش
مخفی ہوئے جیوں کہ جگر سنگ میں آتش
دیتا ہے گلال ابرو خمدار پہ یہ زیب
جوں تیغ سے اڑتی ہو صفِ جنگ میں آتش

دیکھے جو مرا شعلۂ دل خواب میں آتش
بیتاب ہو جا ڈوب مرے آب میں آتش
ان شعلہ رخوں کے نہیں چہرے پہ پسینہ
آتش میں ہے سیماب و سیماب میں آتش
آنسو مری آنکھوں سے جو یوں گرم رواں ہیں
حیران ہوں کیوں کر لگی سیلاب میں آتش

عجب طرز جور و ستم جانتے ہیں — وے سب جن کو ہم سب صنم جانتے ہیں
تمنا یہ مرنے کی رکھتے ہیں عاشق — دم تیغ کو تیرے دم جانتے ہیں

قطعہ

تو کر خواہش کعبہ سنگ و آہنگ — ہم اس دل کو بیت الحرم جانتے ہیں
جو تو جانتا ہے سو تو جان زاہد — جو ہم جانتے ہیں سو ہم جانتے ہیں

یاں تلک دل تو تیرے دل سے ملایا ہم نے
کہ پھر اپنے تئیں ڈھونڈا تو نہ پایا ہم نے

Marfat.com

در خاطر فقیر چنیں می آید "پھر جو اپنے" [بجائے کہ پھر اپنے]

قتل پر آج کس کے باندھی ہے آفتابی سپر ہلالی تیغ

الفت سیر نہیں اس دل دیوانے کو
چل کے آباد کریں اب کسے ویرانے کو

نرگسی چشم کے کوچے سے جو ہو آئے ہیں!
دیکھتے دیکھتے دل ہاتھ سے کھو آئے ہیں!

بگولے کا کبھی صدمہ کبھی صرصر کی زحمت ہے
ہماری خاک یوں اڑتی پھرے لے ابرِ رحمت ہے

جرأت

شاعر اہل قدرت، میر شیر علی جرأت۔ در تذکرۂ سید فتح علی تبریزی مرقوم است کہ[1] دل پسند ہی قدراں بود۔ تحصیل کتب متداولہ می نمود۔ شعر را کم می گفت و اگر احیاناً می گفت کمتر می خواند۔ ازاں روزیکہ از شاہجہاں آباد متوجہ طرفِ ملک دکن شدہ، باز بر حالتش اطلاع نکردہ۔ از دست

بے خود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے میخانہ حیراں ہوا ہیں کیوں کر پیوے گا تو پیمانہ
زنجیر کے کرنے سے کرتا ہے جنوں دونا دیکھا نہیں اے جرأت تجھ سا کوئی دیوانہ

---

[1] گردیزی: ص ۳۵

Marfat.com

دماغ گل پریشاں ان ترے نالوں سے ہوتا ہے
نہ کر اتنا بھی اے بلبل تو فریاد و فغاں، چپ رہ

نہ اپنے چھوٹنے کی کس طرح تدبیر ہیں رہیے
بہار آئی ہے کیوں کر خانۂ زنجیر میں رہیے

کیا اس کے بیاباں کو اس ابر کی پروا ہے
گر یہ ستی مجنوں کے تر دامن صحرا ہے

جگن

میاں جگن، خالہ زاد شیر افگن خاں[1] حال است دعوی شاگردی تقی میر می کند
سرسخن دارد خدایش زندہ دارد۔ از دست:

اس دل مریض عشق کو آزار ہے بھلا
چنگا ہو تو ستم ہے یہ بیمار ہے بھلا

جوان

میاں مکھو، جوان[2] تخلص، ساکن عظیم آباد متصل حویلی اسمٰعیل قلی خاں مرحوم۔
بسیار جوان عزیز و شائستہ روزگار است، از قصبۂ دربھنگہ وارد بدولت خانۂ شیخ

[1] نکات: ص ۱۳۴
[2] نسخۂ لندن میں جوان کا تخلص جواہر بتایا گیا ہے مگر اس کی جو غزل درج ہے، اس کے چوتھے شعر سے بھی "جوان" کی تصدیق ہوتی ہے۔

Marfat.com

عبدالشکور مرحوم مغفور شدہ۔ و از فقیر ملاقات نمودہ۔ محبت تمام با شعر و شاعری دارد۔ حق تعالٰی اور امراد دلی رساند۔ زیادہ ازیں احوال دریافت نکردہ کہ تحریر نماید۔

آج گلشن میں یار کو دیکھا
بلبلیں کیا، بہار کو دیکھا
میں خزاں اور بہار کو دیکھا
جس میں دیکھا تو یار کو دیکھا
آج ہم اپنے دل کے آئینہ میں
عکس روئے نگار کو دیکھا
اے جواں آج رات کو میں نے
خواب میں جوں ہی یار کو دیکھا
یہ پڑھا مصرع حبیب بشوق
قول دیکھا قرار کو دیکھا

جرأت

جرأت[1] فیض آبادی:

جس کے غم میں آہ ہم آرام سے واقف نہیں
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں

روشن ہے اس طرح دلِ ویراں کا داغ ایک
اجڑے نگر میں جیسے جلے ہے چراغ ایک

[1] جرأت کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

شمع ساں کس نے مجھے پھوٹتے پھلتے دیکھا
ہوں میں وہ نخل کہ دیکھا بھی تو جلتے دیکھا

غلام احمد جولاں

غلام احمد جولاں[1]:

ہوا ہوں دیکھ کے حیران دُرِ بلاقِ صنم
کہ کس طرح سے پڑی آفتاب پہ شبنم

جعفر

جعفر راست[2]:

غمزاں سوں دیکھو شوخ مجھے مار کر چلے
مجروح تس پہ راہ منیں ٹھار کر چلے

جودت

رباعی جودت[3]

جودت باز آ کہ دل لگانا کچھ نہیں
اور اوس کی گلی میں تجھ کو جانا کچھ نہیں
کیا جانے کیا بلا یہ لادے سر پہ
سوتے ہوئے فتنے کو جگانا کچھ نہیں

---

[1] جولاں کا ذکر حاشیے پر ہے۔ [2] غالباً اس کا ماخذ نکات ہے۔
[3] جودت کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

جوہری

از کیفیت فقرآگاہ، شاہ آیت اللہ سلمہ اللہ جوہری تخلص. فرزند شاہ مخدوم قدس سرہ وخویش حضرت شاہ مجیب اللہ مدظلہ العالی ساکن قصبہ پھلواری۔ بزرگی ہر دو بزرگاں مشہور و معروف است. کسیکہ با فقرراہ و ربط می دارد، می داند و مرید نیز از والد خود اند چنانچہ فرمودہ:

اور سے ہیں ملتجی ہونے کا نہیں اے جوہری
وارث حال بنی مخدوم ہے مرشد مرا

و لطف دیگر دریں شعر انیست کہ از حضرت شاہ محمد وارث محمد آباد بنارسی قدس سرہ نیز خاندان ایشاں را فیض است. بہر حال گاہے شعر فارسی گاہے شعر ریختہ می فرمایند۔ با فقیر از مدت مربوط اند و توجہ کریمانہ الحال می فرمایند۔ حق تعالیٰ خوش وخرم بر مسند ہدایت وارشاد نگاہ دارد۔ از دست:

جو دل فریفتہ اس شوخ بے وفا کا ہوا
بڑا بلا ہے وہ سر مشق ہر جفا کا ہوا

تا قیامت بند ہونے کا نہیں ہے بابِ فیض
عقدۂ دل ناخن دست پیمبر سے کھلا

مصقلی سے جذب کامل کے نو کر روشن اسے
چڑھ گیا ہو گرچہ دل کے آئینے کو مورچا

Marfat.com

صنم کی زلف کے دیکھے سے سر چڑھا سودا
پڑا ہوں بیچ میں سودے کے ہے بڑا سودا

ان آنسوؤں کو ہم اے جوہری پرکھ دیکھا
کوئی گہر بھی ...... اس سے آبدار نہ تھا

نہیں ہے مے کی کیفیت ستے خالی سخن میرا
کہ ہے چشم بتاں کے بیچ مدت سے وطن میرا

حنا کے برگ کی مانند پس گیا یہ دل
جو تیرے پانو میں مہندی اے سرخ رو دیکھا

ترے غم میں اے جان! جان گم کیا
میں اپنا دل ناتواں گم کیا
کہا تند ہو کر کے ظالم نے یوں
میں کیا جانوں تو نے کہاں گم کیا

درخاطر فقیر چنیں می آید:

تری راہ میں جان! جاں گم کیا
سرمگیں چشموں کی خاطر ہے عزیز
ورنہ نالے کا تو کچھ صرفہ نہ تھا

Marfat.com

آہ سے دولت ہوئی دلہائے نالاں کے نصیب
یا تو ہیں طالع جرس کے یا منیتاں کے نصیب

بتاں کی چشم سے آباد ہو گا مے خانہ
غلط ہے یہ کہ ہے انگور سے بنا لے شراب

بتاں کہتے ہیں مجھ کر مرگیا دو بار کہ جینا ہے
نہیں آیا بہت روزوں سے وہ بیمار کیا باعث

کھودیا اے جوہری طفلوں نے ساری قدر لعل
بسکہ لو ہو پر دوانے کے ہوئے ہیں سنگ سرخ

ہوا ہے باغ میں شب کو کسی پری کا گذر
کہ گل کرے ہے گریباں کو پھاڑ کر فریاد

قبلۂ حاجات و محراب دعا کہیے اسے
ہے بتاں کے ابرواں میں کچھ خدائی کی طرح

چمن میں دہر کے کن نے لگا دیے ہے آگ
وہ کون دل ہے جو لالہ سا داغ دار نہیں

Marfat.com

عشق پرزور نے کیا کیا نہ کیا خانہ خراب
کوہ کن کوہے ہوا قیس ہوا صحرائی

غنچہ لباں کے ہنسنے سے کیوں کر کے دانہ ہو
کرتے ہیں دل سے وہ کہ جو گل سے صبا کرے

ہاتھ میں ساغر لیے چلا ساقی آتا ہے دل !!
ہم کو مے پینے کو آخر کیا تو فرماتا ہے دل !

جی میں آتا ہے کہ دل سب سے جدا کریجے
شوخ اس بت کے تئیں اپنا خدا کریجے

جلال الدین

میر[1] جلال الدین ساکن مرشد آباد۔ در تواریخ عبور داشت۔ و خود ہم اکثر تاریخ فتح نواب مہابت جنگ علی وردی خاں گفتہ وصلہ آں سرکار یافتہ و مثنوی ہم بقید قلم آوردہ بودند لکن شعر آں یاد نماندہ۔ آخر بجنت شتافت۔ وقت تحریر یک شعر بدست آمدہ۔ از دست:

کماں ابرو کرے گر زیں سمند خود پسندی کو
مہ نوماں ئے آنکھوں سے وجہ نعل بندی کو

---

[1] میر جلال الدین کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

جوشش

مہربان شورش، میاں محمد روشن جوشش ساکن محلہ لودی کٹرہ من محلات بلدہ عظیم آباد۔ در فکر شعر ممتاز و از شغل دنیا بے نیاز۔ دلش گداز از فضل کارساز۔ مثل خود دریں شہر در فکر سخن ندارد مگر برادر خود۔ ہیچ احتیاج نوشتن نیست۔ سخن ہر یک بر احوال ہر یک اطلاع می دہد۔ در محفل مشاعرہ بلا توقف تشریف می آورد و در غزل طرحی کارہا می نمود۔ حق تعالیٰ سلامت دارد۔ چہار صد شعر محمد قلی خاں مشتاق از دیوان ایشان انتخاب نمودہ لکن تا حال بسمع فقیر نرسیدہ:

کس طرح سے اوصاف ہو خلاقِ جہاں کا
قدرت نہ قلم کے ہے نہ مقدور زباں کا
عاشق کو ہے کب جلوۂ معشوق کی طاقت
مہتاب کو دیکھے نہیں مقدور کتاں کا
اس گلشنِ ہستی سے نکل راہ عدم لے
بے رنگ نظر آوے ہے کچھ رنگ جہاں کا
عنقا کی طرح گو کہ نشاں وہ نہیں رکھتا
ملتا ہے پتا نام ہی سے اس کے نشاں کا
اس دل کو دکھاتا ہوں میں بازارِ محبت
خطرہ نہیں جوشش مجھے کچھ سود و زیاں کا

Marfat.com

ہم چشم کیوں کہوں میں اسے لالہ زار کا
عالم ہی کچھ جدا ہے دل داغ دار کا

بزم میں یک شب بھی تڑپایا نہ دل گل گیر کا
فائدہ اے شمع اشک و آہ بے تاثیر کا
دم بدم آلودہ رہنا خون سے عشاق کے
جوہر ذاتی ہے یہ جوہر تری شمشیر کا

دیکھ کر رنگ صنم تیری جفا کاری کا
کوہ کن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا
چشم پر آب ہے، لب خشک، دماغ آشفتہ
زور عالم ہے غرض دل کی گرفتاری کا
مسکراتا ہے مجھے دیکھ رقیبوں کے حضور
یاد ہے اس کو عجب طور دل آزاری کا

سرگشتہ جو پھرتا ہے پڑا دشت میں جوشش
شاگرد بگولا ہے کسی خاک بسر کا

گو کوئی کاٹ لے سر پھر ترے دیوانے کا
پر یہ سودا تو کبھی سر سے نہیں جانے کا

Marfat.com

کیوں نہ مضطر ہوں اسی دیکھ کے دیکھو تو سہی
شمع کے سامنے کیا حال ہے پروانے کا
مست رکھ یاد میں اس چشم کے تا روزِ جزا
منہ نہ دکھلا مجھے یارب کسی میخانے کا

دل و جگر ہے پر آفت نہیں فقط جوشش
جو ہے یہی ترا رونا تو کیا نہ ہووے گا

نہیں معتقد جو ترے دید کا
میں دیوانہ ہوں اس کی فہمید کا

غیروں ہی پہ تو ستم کرے گا
ہم پر بھی کبھو کرم کرے گا

دیکھ کر حسن گل عذاروں کا
خانہ ویراں ہوا ہزاروں کا
اس کی آنکھوں کو دیکھیں اے جوشش
منہ تو دیکھو شراب خواروں کا

سوتوں کو جگایا مرے نالوں نے عدم میں
پر طالعِ خوابیدہ کو بیدار نہ دیکھا

Marfat.com

جز چشم بتاں میکدۂ دہر میں جوشش
ہم نے تو کسی مست کو ہشیار نہ دیکھا

اوروں کی عیب جوئی اپنا ہنر نہیں ہے
اپنے ہی عیب جو ہیں، یہ ہے ہنر ہمارا
ملنا جو ہو تو مل لے ہم جاتے ہیں عدم کو
کاہے کو پھر نہ ہوگا آنا ادھر ہمارا

اپنا تو کچھ گناہ نہ آیا ظہور میں
کیا بات ہوگئی کہ وہ بیزار ہوگیا

نہ چھوڑ نزع میں جوشش کو جلد ہو اے مرگ
مریض عشق کوئی دم جیا، جیا نہ جیا

کس سے ہوئی ہے دوستی ایسی کہ ان دنوں
آنا ہمارا دل پہ ترے شاق ہوگیا

نہ لیوے گی خبر جب تک تری تروار اے قاتل
طبیبوں کی دوا سے جا چکا یہ درد سر اپنا

مجھ کو جس طرح کیا خلق میں رسوا تو نے
سامنے اس کے پھر اے اشک نہ رسوا کرنا

Marfat.com

کوچۂ یار میں چلتا تو ہے پر اے جوشش
ہم تو مر جائیں گے جاتے ہی! تجھے کیا کرنا

تجھ سے ظالم کو اپنا یار کیا
ہم نے کیا جبر اختیار کیا
تو جو کہتا ہے جلد آؤں گا
میں، ترا کہنا اعتبار کیا

اٹھ اے طبیب جا، مجھے آرام ہو چکا
مرتا ہوں کوئی دم کو مرا کام ہو چکا

نہ دل رہا نہ چشم رہی نہ جگر رہا
اے اشک تیرے ہاتھ سے کیا کیا مکاں جلا

غش آ گیا وہ سامنے میرے جہاں ہوا
مجھ کو وصال یار میسر کہاں ہوا
سر پر کھڑا ہے کھینچے ہوئے تیغ کہکشاں
جلاد میری جان کا یہ آسماں ہوا

ہو چشم حباب وار دیکھا
ہستی کو نہ پائیدار دیکھا

Marfat.com

جوں شیشہ ساعت اس جہاں میں
دو دل کو نہ بے غبار دیکھا

اس ادا کا ہوں تیری دیوانا
دیکھنا مجھ کو اور چھپ جانا
آج ہے جاں بلب ترا جوشش
جی میں آوے ترے تو آجانا

مدعی کی ہے جو کچھ چال سو کیا چھوڑے گا
کچھ نہ کچھ پھر بھی تجھے یار سکھا چھوڑے گا

اس کے کہنے پہ نہ جا، غصہ میں ہے اے جوشش
گو کہ کہتا ہے نہ آؤں گا میں پر آوٗں گا

اس کی رنجش کا تجھے خوف عبث ہے جوشش
ہو چکا ہے وہ اسی طرح کئی بار خفا
جس جگہ بیٹھے، اٹھ نہیں سکتے
زور عالم ہے ناتوانی کا

کل جو اسے دیکھ کر ہو گئے ہم بے خبر
ہنس کے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا

Marfat.com

وہ کماں ابرو مرا جب چیں بہ ابرو ہو گیا
چھوٹتے تیر نگہ دل میں ترازو ہو گیا

قیس پھرتا جو رہا دشت میں دیوانہ تھا
اس کو لیلےٰ ہی کے دروازے پہ مرجانا تھا

مزا دکھاؤں تجھے تیری بے وفائی کا
اگر نہ ہووے مجھے پاس آشنائی کا

اگرچہ ہے فلک سفلہ میرے درپے کیں
یہ ہو گا وہ ہی جو پروردگار چاہے گا

گر ہجر میں اس کے یہی رونا ہے تو جوشش
کب دیدۂ نم قابل دیدار رہے گا

. . . .

کیا خاک وہ سمجھے گا دل جس کا بجھا ہو گا

جس نے تری آنکھوں کو ٹک دیکھ لیا ہو گا
وہ مر ہی گیا ہو گا، ہرگز نہ جیا ہو گا
گردوں تری بخشش کی کیا بات ہے پر ہم کو
جب تو نے دیا ہو گا، آزار دیا ہو گا

Marfat.com

مت منع کرو اس کو گر قتل وہ کرتا ہے
ایسا ہی گناہ اس کا کچھ ہم نے کیا ہوگا
کیا شیخ و برہمن نے کیا گبر و مسلماں نے
تیرے خم ابرو کو سجدہ ہی کیا ہوگا

حیراں ہوں کس طرح ہے وہ انساں میں جلوہ گر
جلوے سے اس کے طور تو جل خاک ہوگیا

جیسا کہ دل پہ زخم ہے اس کے خدنگ کا
گلشن میں ایک گل نہیں اس آب و رنگ کا

سامنے اس کے رو نہیں سکتا
چپ رہوں یہ بھی ہو نہیں سکتا

ہم پڑے اک زوال میں جوشش
دیکھ کر حسن بے زوال اس کا

عبث شکوہ ہے چشم تر سے میری جیب و داماں کو
یہ زخم خوں چکاں کس روز گل کاری نہیں کرتا

Marfat.com

دل آتش فراق سے بھاگے نہ کس طرح
ٹھہرے ہے آگ پر کوئی دانہ سپند کا

بوسے کا اگر تجھ سے طلب گار نہ ہوتا
ظالم یہ گنہ گار، گنہ گار نہ ہوتا

اشک کے ہمراہ دل تک بہ گیا
ایک یہ داغ جدائی رہ گیا

اس کا خدنگ ناز جگر سے گزر گیا
کیا تیر تھا کہ صاف سپر سے گزر گیا

دے کے دل پچھتانے سے ہوتا ہے کیا
ہونی تھی سو ہو چکی، روتا ہے کیا
اس قدر راتوں کو اے جوشش نہ رو
نیند لوگوں کی عبث کھوتا ہے کیا

جنوں فہمید معنی میں تجھے گر دست قدرت ہو
گریبان تعین بے تامل چاک کر دینا

ــــ ٥ ــــ

Marfat.com

ناصحوں کی بات کا مانے نہ دیوانا بُرا
پر نصیحت ہر گھڑی کی اور یہ سمجھانا برا

ہماری آہ کے صدمے نہیں اٹھانے کا
یہ چرخ بام کہن ہے کسی زمانے کا

آزمائے دل پہ گر تیغ آزمائے ہو تجھے
ہے اسی چورنگ پر تیغ آزمائی کا مزا

دیکھیے روز جزا کیا ہووے ہے حال اپنا
زلف آسا ہے سیہ نامۂ اعمال اپنا

اگر جنت یہی کچھ ہے تو کوئے یار بہتر تھا
ترے سایے سے طوبیٰ سایہ دیوار بہتر تھا

جب سے ہوا ہے مجھ سے وہ گل پیرہن جدا
کھٹکے ہے گل نظر میں جدا اور چمن جدا

یہاں تک کھائے ہیں سنگ حوادث دستِ گردوں سے
لگا دل کا پھٹنے پہلو میں کوئی تارا جہاں ٹوٹا

Marfat.com

تو نے جو ترک شیوۂ جور و جفا کیا
کیا تیرے جی میں آئی ستم گر یہ کیا کیا

مرے جب تک کہ دم میں دم رہے گا
یہی رونا، یہی ماتم رہے گا
کہاں تک یہ غرورِ حسن ظالم
ہمیشہ کیا یہی عالم رہے گا

اک تیری چشم تر نہ ہوئی وا نہ سنگ دل
جس نے ہمارا حال سنا ان نے رو دیا
راضی رہے رضا پہ نہ شاکی ہوئے کبھو
ہم نے کیا قبول ہمیں ان نے جو دیا

نہ کام باغ سے ہے نے بہار سے مطلب
رکھوں ہوں اپنے دل داغ دار سے مطلب
درخت خشک ہوں میں باغ دہر میں جوشش
غرض نہ برگ سے مجھ کو نہ بار سے مطلب

بے تاب ہی رہتا ہوں تری یاد میں ہر شب
گزرے ہے مری، نالہ و فریاد میں، ہر شب

Marfat.com

عبث چھپاتے ہو تم مجھ سے رات کی باتیں
تمہارے منہ سے تو آتی ہے آج بوئے شراب

خفا ہو ان نے لکھا مجھ کو یہ جواب شتاب
کہ خط لکھا نہ کرا بے ادب شتلپ شتاب

عبث سے بے بہرہ ہیں اور دردِ غم سے بے نصیب
خلق ہوتی ہے جہاں میں کوئی ہم سے بے نصیب
آپ چل سکتے نہیں اور غیر کے ہیں رہ نما
ہم نے تو دیکھے نہیں نقشِ قدم سے بے نصیب

صید حرم کو شوق ہے اس کے خدنگ کا
جب سے وہ شہ سوار ہوا ہے شکار دوست

قلم رونے لگے کاغذ گریباں چاک کر ڈالے
اگر کھینچے مصور اس دلِ غم ناک کی صورت

کن نے دیکھی نہ تمہارے کفِ پا کی صورت
کس کا دل خوں نہ ہوا برگِ حنا کی صورت
راہ پاوے نہ اگر حرص و ہوا اے جوشش
نظر آ جاوے ابھی دل میں خدا کی صورت

Marfat.com

خدا دشمن کے دشمن کو نہ دیوے
برا ہوتا ہے آزار محبت

نہ شکل شیشہ آتی ہے نظر نے جام کی صورت
رہی زیر فلک پھر کون سی آرام کی صورت

قسمت میں عقل ہووے تو ہو عقل کاملہ
سودا خلا جو دیوے تو سودا اے معرفت

مجھے دل ہی کے آستانے کی دولت
لگی ہاتھ سارے زمانے کی دولت
گرہ باندھی غنچوں نے طرز تبسم
چمن میں ترے مسکرانے کی دولت

تم جو رہتے ہو مرے درپئے آزار عبث
دم بدم تیز کیا کرتے ہو ترو ار عبث

غیروں کو دیکھ دیکھ تری انجمن کے بیچ
جلتا ہوں مثل شمع سدا پیرہن کے بیچ

Marfat.com

گو دھجیاں کر اپنا گریباں اڑاتے صبح
پر میرے چاک جیب کی خوبی نہ پائے صبح
روٹھے رہو گے کب تئیں تم رات پھ کچھ نہیں
دھڑکے ہے جی مرا کہ کہیں ہو نہ جائے صبح

جب سے آیا ہے نظر وہ شعلہ رو جوشش مجھے
آگ میں بستا ہے جی میرا سمندر کی طرح

کرے ہے جیب کو جیسا یہ چشم گریاں سرخ
شفق سے ہو نہ سکے صبح کا گریباں سرخ

فلک نے باغ جہاں میں کسے نہ دی ایذا
بغل میں غنچۂ و گل کے بھی خار ہے موجود

جوشش عبث ہے شکوۂ جور و جفائے یار
تو نے کیا ہے آپ سے یہ درد سر خرید

منت تا ثیر اے آہ سحر گاہی نہ کر
پر جو تجھ سے ہو سکے اس میں تو کوتاہی نہ کر

تیرے ہی ڈر سے کچھ نہیں کہتا رقیب کو
ورنہ میں ایک بھاری ہوں پیارے ہزار پر

Marfat.com

اے چرخ زلف یار سے آشفتہ تر ہوں میں
مجھ سا کوئی نہ ہوگا پریشان زور کا

ہاتھ آتی ہے جس کو دولت فقر
اس کے نزدیک خاک ہے اکسیر

پنکھڑیاں گل کی تو شرمندہ ہیں اب بھی ظالم
کف پا کو ترے کیا رنگ حنا ہے درکار

جہاں میں کس طرح سب ہوں برابر
نہیں یہ انگلیاں پانچوں برابر

میں مر گیا پہ ہے وہی آہ و فغاں ہنوز
نالاں ہیں نے کی طرح مرے استخواں ہنوز

ہوا یہ حال مرا عشق میں کہ دشمن بھی
ملے ہیں دست تاسف، کرے ہیں یار افسوس

ہووے نہ مرے دل سے لب یار فراموش
کرتا ہے نمک کوئی نمک خوار فراموش

Marfat.com

کیوں نہ کرگرد باد کو ہووے ہوائے رقص
ہے راستی کہ دامن صحرا ہے جائے رقص

اپنے ہی آستانۂ دل پر ہے جبہ سا
رکھتا نہیں کسی سے یہ گوشہ نشیں غرض

کبھی دل مانگتے ہو تم کبھی جاں
جفا کیشاں! زہے خلط و زہے ربط

جو کوئی درد سے ہے آشنا وہی جوشش
ہمارے شعر سے خوش اور ہم سے ہے محظوظ

کروں نہ دولت دنیا کی زینہار طمع
دکھائے گو کہ یہ تجبہ مجھے ہزار طمع

سجدے کا یہ نشاں نہیں ماتھے پہ شیخ کے
رکھتا ہے وہ بھی تیری غلامی کا یار داغ

شاید گزر ہوا ہے ترا آج سوئے زلف
آتی ہے اے نسیم سحر تجھ سے بوئے زلف

Marfat.com

موے درِ نجف ہی سمجھتے ہیں مردماں !
کس آب وتاب سے رہے ہا مژہ درمیاں، اشک

جگنو ہو جس طرح شب باراں میں جلوہ گر
چمکا کرے ہے زلف میں یہ داغ دار دل

جوشش میں داغ دل کو چھپاتا ہوں اس لیے
ڈرتا ہوں یہ چراغ کہیں ہو نہ جائے گل

گو کہ تو ملنے لگا اے ماہ کم !
پر کوئی ہوتی ہے دل کی چاہ کم !

دود کی طرح میں دل سوختہ جاتا ہوں جدھر
اپنے احوال پہ عالم کو رلا جاتا ہوں

ہے کون سی جگہ یہ ستم کش جہاں نہیں
مذکور تیری جور و جفا کا کہاں نہیں

ہمرہاں ! اتنی کیا شتابی ہے
ہم بھی چلتے ہیں اب کوئی دم میں
جان اس کے نیاز کر جوشش
بات رہ جائے گی یہ عالم میں

Marfat.com

کثرتِ داغ اس قدر سینہ میں ہے
دل کے بھی رہنے کی جو شش جا نہیں

پرستاروں میں تجھ لب کے نہ ہووے گفتگو کیوں کر
نہیں ممکن کہ بن بولے رہیں سے خوار آپس میں

جفا و جور کے مشتاق ہیں ہم تجھ پہ مرتے ہیں
ڈراتا کیا ہے ہم کو، ہم کوئی مرنے سے ڈرتے ہیں

آہِ سوزاں سے زباں تک جل گئی
کیوں یہ دل کم بخت جل جاتا نہیں
مجھ ہی کو کہتے ہیں سب اتنا نہ رو
اس کو کوئی جا کے سمجھاتا نہیں

یہ تمنا ہے کہ قربِ آئینہ ساں پیدا کروں
وہ مجھے دیکھا کرے اور میں اسے دیکھا کروں

دیا دین و دل تک، رکھا کچھ نہیں
تری بھا دیں اے بے وفا کچھ نہیں

Marfat.com

تم نے تو پھیر دیا دل، میں لیے جاتا ہوں
بہت پچھتاؤ گے یہ عرض کیے جاتا ہوں
دیکھیے ان میں سے کس کس کو وہ کرتا ہے پسند
دین و ایمان و دل و جان لیے جاتا ہوں

تجھ سے ہم بزم ہوں نصیب کہاں
تو کہاں اور ہیں غریب کہاں

جب تک اس میں غم دنیا ہے یہ دل شاد نہ ہو
جور جس گھر میں ہو، وہ گھر کبھی آباد نہ ہو

چل نہیں سکتے، مثل نقش قدم
دور سے دیکھتے ہیں منزل کو
فکر دنیا کہاں تلک جوشش
دور کر اس خیال باطل کو

ملال دہر کب روشن دلاں خاطر میں لاتے ہیں
نہیں ممکن کہ خاکستر سے آئینہ مکدر ہو

اے رفوگر! تو رفو کر کے پشیمان نہ ہو
یہ تو ہے چاک جگر، چاک گریباں نہ ہو

Marfat.com

ہم نے ٹھہرایا ہے وہ مذہب و مشرب اپنا
جس سے آزردہ کوئی گبرو مسلمان نہ ہو

اگر ایک دم تو ہم آغوش ہو
تو عیش دو عالم فراموش ہو

دل جو بے تاب و بے قرار نہ ہو
مجھ سے صحبت کبھی برار نہ ہو

بوسے کی آرزو میں ابھی جان دیجئے
دینے سے جان کے بھی اگر اپنا کام ہو

یوں پاس بٹھانے کو بٹھا یار کسی کو
پر دل میں جگہ دیجو نہ زنہار کسی کو

رہے کیوں نہ سایہ میں ابرو کے مژگاں
اسے تیر سے ربط ہے اس کماں کو

کیا عشق نے نیست نابود ہم کو
کوئی سمجھے کیا خاک موجود ہم کو

Marfat.com

راغب نہ ہو طبیعت گو حور رو، برو ہو!
اپنی یہ آرزو ہے، دنیا ہو اور تو ہو!

آنکھیں پر اشک، آہ بہ لب، رنگ زرد ہے
کس طرح سے چھپایئے اس دل کی چاہ کو

عشق میں عمر جلد رو کے سوا
نہ ملا کوئی ہم سفر مجھ کو

چوں آئینہ یہ ستم رسیدہ
رہتا ہے مدام آب دیدہ

برگ گل پنجۂ خورشید خجالت کش ہیں
دیکھنا کیا کف پا اس کے ہیں کیا اس کے ہاتھ

تا خاک مری نہ صرف خُم ہو
چھوڑوں نہ در شراب خانہ

ایک عالم کی جان خراش ہے یہ
آہ ہے یا قلم تراش ہے یہ

Marfat.com

جی میں جس وقت کہ مضمون کمر آتا ہے
بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

دل کا ضرر، جان کا نقصان ہے
اب کبھی مائل نہ ہوا چاہیئے

گور میں تو نے سلایا ہے جنھوں کو اے بخت
شور محشر سے بھی بیدار نہیں ہونے کے

قطعہ

ایک دن کا ماجرا ہے، میں اٹھا تھا سیر کو
دیکھتا کیا ہوں یہ جھگڑا بر سر بازار ہے
برہمن کہتا ہے بت خانے میں ہے ذات خدا
شیخ کہتا ہے غلط، کعبے ہی میں وہ یار ہے
اس میں جو شش بول اٹھا، سنتے ہو شیخ و برہمن
جانے دو، اپنی طرف دیکھو، یہ کیا تکرار ہے

سلامت پا میں اب تک آبلہ ہے
مجھے خارِ بیاباں سے گلہ ہے

صورت پرست ہوں میں مانند آئینے کے
جو کچھ ہے میرے دل میں سو میرے روبرو ہے

Marfat.com

روز محشر تو روز محشر ہے
بڑی ہوتی ہے شب جدائی کی

موثر ترے ہی دل میں نہیں ورنہ اے صنم
یہ آہِ گرم وہ ہے کہ پتھر میں گھر کرے

شمع کی مانند اس کی بزم میں
اشک بھی میرا گریباں گیر ہے

اس رخ صاف کے آگے جو کبھی آتا ہے
آئینہ اپنا ہی منہ دیکھنے لگ جاتا ہے

ہوئے صحرا نشیں، تشریف لاوے جس کا جی چاہے
در و درباں نہیں رکھتے ہیں آوے جس کا جی چاہے

گو میں غنچوں نے نافے کے نافے باندھ لیے
چمن میں گھل جو گئی زلف مشک بو تیری

قطعہ

سوئے حرم یا طرف میکدہ
الغرض اے شیخ جدھر جائیے

Marfat.com

دونوں جگہ جلوہ گہہ یار ہے
خواہ اِدھر خواہ اُدھر جائے

رباعی

نے ساقی غم گسار و نے شیشہ مے
جو مجھ پہ گزرتی ہے کہوں کیا، ہے ہے
دل کی (یہ) حقیقت ہے کہ ہر دم ہر آں
پرکالہ آتش ہے کہ پہلو میں ہے

رباعی

یہ لہو و لعب یہ شادمانی کب تک
یہ عیش و طرب یہ کامرانی کب تک
پابند ہوا و حرص جوشش مت ہو
آخر ہے موت زندگانی کب تک

آشنا جب سے ہوئے اس بت ہرجائی سے
دربدر خاک بسر پھرتے ہیں سودائی سے

یہ تجلی ہوئی اے عشق ترے آنے سے
نور کے اڑتے ہیں تنکے مرے کاشانے سے

Marfat.com

رباعی

کہنا نہ کسی کا دل میں لایا جوشش
ان سنگ دلوں سے دل لگایا جوشش
نے کہنے میں دل ہے اب نہ ملتے ہیں بتاں
جیسا میں کیا تھا دیسا پایا جوشش

حشمت

در تذکرۂ تقی میر مرقوم است میر[1] محتشم علی خاں حشمت تخلص۔ سید صحیح النسب بود۔ سپاہی عمدہ روزگار، شاعر خوب فارسی و ریختہ فہمیدہ و سنجیدہ۔ با ہمہ بعجز و انکسار پیش می آمد۔ جنسے بود کہ در دل ہمہ کس جائے او خالی نیست۔ از خاک پاک دہلی بود۔ در مغل پورہ سکونت داشت۔ برادر کلاں او کہ میر ولایت اللہ باشد از مغتنمات روزگار است۔ دیریست کہ ترک روزگار کردہ خانہ نشین است۔ گاہے فکر شعر ہم می کند۔ بر فقیر شفقت و عنایت بسیار می کند۔ خدا در حفظ خودش نگاہ دارد و آں مرد از نامردی روزگار ناہنجار فوراً فوت شد۔ خداش بیامرزد از حشمت است:۔

نگہت گل نے جگایا کسی زندان کے بیچ
پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ

بہار آئی دیوانہ کی خبر لیو ۔ اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لیو

---

[1] نکات: ص ۴۷

Marfat.com

حاتم

شیخ محمد حاتم، حاتم تخلص ۔ در تذکرہ تقی میر[1] مسطور است کہ از شاہجہاں آباد است ۔ می گوید کہ من بامیاں آبرو ہم طرح بودم ۔ مردیست جاہل و متمکن مقطع وضع دیر آشنا۔ غناندارد و دریافتہ نمی شود کہ رگ[2] گردن بسبب شاعریست کہ ہجو من دیگرے نیست ۔ باوضع او ہمیں خوب است ۔ مارا باینہا چہ کار۔ شعر بسیار دارد ۔ دیوانش باردیف میم بدست آمدہ بود ۔ پارہ اشعار آں نگاشتہ می شود ۔ بامن آشنائے بیگانہ است ۔ از دست :

آزاد کو بھلا ہے رہنا جہاں میں ننگا
ہے گا لباسیوں میں جن نے لباس رنگا

مثالِ بحر موجیں مارتا ہے
لیا ہے جن نے اس جگ سین کنارا

پاؤں مت دھر بوالہوس بحرِ عمیق عشق میں
جان کر ڈوبا ہے یاں انجان جو آکر ترا
نال کی سی طرح چاہے تھا کہ بالا دے مجھے
مدعی آخر کو اپنے زور میں آ بھی گرا

---

[1] نکات، ص ۷۷

[2] نکات: "ایں رگ کہن" ص ۷۷

Marfat.com

آب حیات جا کے کسو نہیں پیا تو کیا
مانند خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا

ہجر میں زندگی سے مرگ بھلی
کر کہے سب جہاں وصال ہوا

تو نہیں تو کنج تنہائی میں ہے
بوریا کا نقش ہم پہلو مرا

کیا جو فاختہ نے سرو اوپر آشیاں اپنا
مگر سولی اوپر چڑھ کر دیا چاہے ہے جاں اپنا
وہی ہوتا ہے حاتم جگ میں نامی بعد مرنے کے
جو جیتے جی اڑا دے آپ سے نام و نشاں اپنا

ہر قدم پر سرد پانی ہو بہے
جو چلے وہ قامت دل جو مرا

حاتم بے کس کا تجھ بن کون ہے
کون ہوگا جو نہ ہوگا تو مرا

ہائے بے درد سے ملا کیوں تھا آگے آیا مرے کیا میرا

Marfat.com

اگر شعر من می بود، ایں چنیں می گفتم:

مبتلا آتشک میں ہوں اب میں
آگے آیا مرے کیا میرا

بیش گرمی ایں مصرع، خنکی آں شعر روشن است۔

لیا اس گل بدن کا ہم نے بوسہ
تو کیا چوما رقیبوں نیں ہمارا

شاید عمل کیا ہے رقیبوں کی بات پر
تب تو دلوں کا چور پھرے ہے چھپا ہوا

نظر آتا تھا بکری سا، کیا پر ذبح شیروں کو
بجانا ہیں کہ یہ قصاب کا رکھتا ہے دل گردہ

ان دنوں میں دیکھ کر ہم کو اپھرتے ہیں رقیب
پیٹ ہے ان کا بھرا، کل پرسوں مرتے ہیں رقیب

وصف آنکھوں کا لکھا ہم نے گل بادام پر
کر کے نرگس کی قلم اور چشم آہو کی دوات

مے پلا، راہ سے کھویا ہے رقیبوں نے اسے
آوے حاتم کی طرف جب کہ کبھو مست آوے

Marfat.com

چھین لیتی ہیں مرے دل کو نگاہوں کے بیچ
حسن رہ زن ہے یہ پنجاب کی راہوں کے بیچ

ایک دن ہاتھ لگایا تھا ترے دامن کو
اب تلک سر ہے خجالت سے گریبان کے بیچ

گر عدو میری بیدی کرتا ہے خاص و عام میں
میں اسے رسوا کروں گا باندھ کر دیواں کے بیچ

شعر خوبیست لیکن لطیفہ متبدل شیدا است کہ در ایوان بادشاہی گفتہ بود، بروئے امیرے کہ نامش از خاطر رفتہ است۔ در دیوان صاحب رسوا شدم، صاحب ہم عزت در دیوان من خواہند دید۔ از دست:

کوئی دیتا نہیں ہے داد بیداد
کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

سجن نین یاد کر نامہ لکھا اور ہم رہے غافل
بجائے معذرت لکھنا ہمیں کاغذ خطائی پر

آج نرگس کا قلم کر کے سجن لکھتا ہوں
وصف آنکھوں کا تری کاغذ بادامی پر

جب سوں تیری نظر پڑی ہے جھلک   تب سوں لگتی نہیں پلک سوں پلک

Marfat.com

دیکھ طور اس دور کا حاتم نے کی ترک شراب
یاد کر کر سبز رویاں کو وہ اب پیتا ہے بھنگ

در لفظ سبز تامل کردن ضرور است زیرا کہ آشنائے گوش ایں ہیچداں نیست۔

خاصے سجن کا ملنا تن سکھ ہے عاشقوں کو
گاڑھے رقیب سارے مرتے ہیں ہاتھ مل مل

دلوں کی راہ خطرناک ہو گئی آیا
کہ چند روز سے موقوف ہے پیام و سلام

مارا ہے سنگ دل نے دکھا مجھ کو رنگ سرخ
تعویذ مجھ مزار کا لازم ہے سنگ سرخ

حسن

حسن[1] راست:

جب تے سفری نے کیا تب تے غریب آوارہ ہوں
پی بیگ تے آنا کریں یا مجکو لیں بلوائے کر

حسیب

حسیب تخلص۔ احوالش معلوم نیست۔ از بیاض سید صاحب مذکور نوشتہ شدہ

---

[1] نکات: ص ۱۰۶

Marfat.com

گلبدن پھول کے مت نور کی ڈالی آرے
دیکھ ابھی شور کریں بلبل و مالی آرے

در تذکرہ[1] میر احوال ہر دو شاعراں ہمیں قدر مرقوم بود کہ مرقوم گشتہ

حشمت محمد علی

محمد علی حشمت[2]۔ از شاگردان غنی بیگ قبول است۔ اکثر بر شعر ہا مردمان اعتراضات بیجا می کردہ جواب با صواب می یافت۔ در شعر ریختہ کہ بسیار پاجیانہ می گفت، اگہا دارد۔ حاصل عجب ہنگامہ پردازے بود۔ در ایں ایام ہیچو اوی ہم بہم نمی رسد۔ ہمراہ قطب الدین خاں در جنگ روہلہ کشتہ شد۔ استاد عبدالحی تاباں بود۔ خداش بیامرزد۔ از دست:

جب آ خزاں چمن میں ہوئے آشنائے گل
تب عندلیب رو کے پکارے کہ ہائے گل

خط نہیں ترا حسن سب اوڑ ایا
یہ سبز قدم کہاں سے آیا

حسن

میر محمد حسن، حسن تخلص، جوان اہلی[3] است، نوکر پیشہ، اکثر در بندہ خانہ

---

[1] نکات: ص ۱۰۶
[2] نکات: ص ۱۰۹
[3] نکات: ص ۱۳۲

Marfat.com

بتقریب مجلس تشریف می آرد، وضع مرد آدمیانہ دارد، مشق سخن از میرزا رفیع می کند، از دست:

لگتا ہے مجکو آج یہ سارا جہاں خراب
شاید کہ مرگیا ہے کوئی خانماں خراب

قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ لو
خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑ لو

حزیں

سخن آفریں، میر محمد باقر حزیں۔ در تذکرۂ تقی میر مرقوم است کہ میر محمد باقر حزیں تخلص۔ شاعر ریختہ[1] است، صاحب دیوان، از نصیریاں مرزا جان جاناں مظہر، شنیدہ می شود کہ بہ بنگالہ رفت۔ دیگر احوانش تحقیق نمی گردد۔ از دست:

اس بے وفا کے عشق میں کچھ مجکو جس نہیں
پانوں تلک بھی ہائے مجھے دست رس نہیں

در تذکرہ سید فتح علی تبریزی مسطور است کہ میر محمد باقر حزیں طبع[2] رسا و فکر والا داشت و در ملک سخن وری علم شاہی می افراشت۔ غنچۂ استعدادش از نسیم الفاظ[3] مرزا مظہر شگفتہ، چنانچہ گوید

---

[1] نکات: ص ۱۰۸
[2] گردیزی: ص ۲۶
[3] گردیزی: نسیم انفاس

Marfat.com

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب جنوں
فیض سے حضرت مظہر کے یہ دیوان مرا

سالے چند زیں پیش شاہجہاں آباد خلد بنیاد را وداع گفتہ در گلشن بنگالا بسان بلبل ہزار داستاں نغمہ سرائی می کرد۔ دریں ولا از مرزا مظہر مسموع شد ودیعت حیات را بہ اجل سپرد:

غم نے آباد کیا خانہ ویراں میرا
ابر مژگاں سے ہوا سبز بیاباں میرا

خوب بوجھا ہے مزا عشق میں رسوائی کا
معتقد جی سے ہوں اس دل کی میں دانائی کا
دل بروں میں سے لیا ڈھونڈ سجن تجھ سے کو
میں دوانا ہوں ان آنکھوں کی شناسائی کا

کیوں نہ ہووے دل ہمارا ہائے خوں اس اشک سے
ان لبوں سے برگ پاں یوں ہم زبانی ہو گیا

یاں تلک آنکھیں مری روئیں کہ اک آنسو نہیں
بے طرح تاراج ان کا خانماں اب ہو گیا

بہار آئی ہے جب سے یاد کر کر گلستاں اپنا
قفس میں ہائے بلبل کس طرح دیتی ہے جاں اپنا

Marfat.com

کبھو کوئی جو بلبل دیکھ گل کو جی سا پاتی ہے
مجھے بے اختیار اس وقت یاد آتا ہے جان اپنا

خفا ہوتا ہوں میں از بس نہیں تعبیر کر سکتا
مجھے لکھتا ہے جس جس طرح [سے] پیارا سجن میرا

سر جھکا دیں گر تواضع سے بتاں کچھ عیب نیں
شاخ گل ہے اس نزاکت ساتھ سزنا پا ادب
برق سے جوں آنکھ مند جاوے کرے ہیں اسطرح
دیکھ کر حق کی تجلی مردم بینا ادب

یہ آہو رام تھے مجنوں کے سب لیلیٰ کی خاطر سے
وگرنہ ان پری زادوں کو دیوانے سے کیا نسبت

ہم کمر یار کی سنتے ہی رہے میاں لیکن
ہرگز اس بات کا ہونا نہیں ہم پر اثبات

مری رنگیں کلامی کا ہے وہ گل پیرہن باعث
کہ ہو ہے بلبلوں کی خوش صفیری کا چمن باعث
کوئی ہوتا ہے سنگ سینہ خسرو سے رقیبوں کا
ہوا ناحق ہلاک اپنے کا آپ ہی کوہ کن باعث

Marfat.com

جو ہوتا ہے کسو سے انس سب سے وحشت آتی ہے
مری صحرا نشینی کا ہے میرا من ہرن باعث

اس پر نہیں ہوا ہے یہ دل مبتلا عبث
ناصح ٹک اس کو دیکھ مجھے مت سنا عبث

وہ نگاہ مست ہے ان چشم گریاں کا علاج
مے سے ہوتا ہے خمار مے پرستاں کا علاج
زخم پر دل کے مرے ناصح تو مرہم مت لگا
خوش نہیں آتا ہے مجھ کو درد خوباں کا علاج

سج بنا کر پھرتے ہیں یہ جامہ زیباں کس طرح
ان سے جا لپٹے نہ میرا رشتۂ جاں کس طرح
دیکھنے میں اس کے کب آتی ہیں ایسی صورتیں
دیکھ کر تجھ کو نہ ہو آئینہ حیراں کس طرح
کیا قیامت ہے جو لے اپنے کو بیگانہ چھپا
صبر کر بیٹھے حزیں وہ پیر کنعاں کس طرح

گئیں یوں محنتیں سب اس کی برباد
موا کس بیکسی سے ہائے فرہاد

Marfat.com

کریں کیوں کر نہ ہم مجنوں کا ماتم !
کہاں ملتے ہیں اپنے فن کے استاد

اس قدر وہ شوخ مجھ سے بدگماں اب ہو گیا
دیکھ کر مجھ پاس گل غصے سے ہو جاتا ہے سرخ

جو کچھ سلوک کہ کرتا ہے اب گریباں سے
نہ تھا یہ ہاتھ مرا اس قدر کبھو گستاخ

عشق کے فن میں تجھے ناقص کہیں گے اہل درد
کوئی ہوتا ہے حزیں غم سے ہراساں، العیاذ

کوہ کن کی محنتیں آخر ٹھکانے لگ گئیں
دل میں کی شیریں کے جا آخر کے تیں سر چیر کر

گوارا ہو گیا دل پر ہمارے جور یار آخر
ہمیں درد و الم سے ہو گئی صحبت برار آخر

نہیں اپنے کے خوباں تجھ سے آخر آشنا ہرگز
انھوں پر بھول کر اے دل نہ ہو مجھ سے جدا ہرگز

Marfat.com

نہ ہوا اے باغباں بلبل کو مانع گل کے ملنے سے
نہیں رہنے کی گلشن میں بہار آخر سدا ہرگز
سزا پائی نہ آخر چاہنے کی ہم نہ کہتے تھے
کہ ان خوباں سے اے دل جی نوا اپنا مت لگانا ہرگز
ہمارے واسطے کس کس طرح کے رنج کھینچے ہیں
حقوق اس دل کے مجھ سے ہو نہیں سکتے ادا ہرگز

ایک دن دریا نے دیکھا تھا مرے رونے کا جوش
روز و شب غیرت سے ہوتا ہے تہ و بالا ہنوز

سعل کو کئی فصلوں سے تھی باغوں میں جانے کی ہوس
حیف اب کے بھی نہ نکلی اس دوانے کی ہوس

بے خبر رہتے ہیں جو کوئی عشق کی لذت ستی
وہ نہیں رکھتے مزے سے زندگی کی اطلاع
کیوں کے ہو مجھ کو تسلی جاں وعدوں سے ترے
خوب رکھتا ہے مرا دل دل سے تیری اطلاع

عشق کی گرمی سے ضعف آتا ہے مجھ کو ان دنوں
ہو گیا یہ وجد دل آخر مرا درد دماغ

Marfat.com

منصبِ فریاد کو کب کر سکے ہے سر براہ
کوہ ہو سکتا نہیں دل ہائے نالاں کا حریف

ایک ہم سے بات نیں سکتی نکل آنسو بغیر
دل ہمارا ہو گیا ہے غم سے اب یاں تک رقیق

نہ جانے کس طرف جاتا رہا خوباں ستی مل کر
نہیں ملتا ہے مجھ کو مدتوں سیتی سراغ دل

دل دے کر اپنا کیوں عبث افسوس اب کھاتا ہے دل
چلتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل

آتی ہے تو بہار دھڑکتا ہے جی کہ ہائے
پھر شور و شر کرے گا یہ خانہ خراب دل
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یاں تلک کہ اب
دیتا ہے ساتھ دینے سے مجھ کو جواب دل
ملنے کے ان جو اشک نکلتے ہیں کچھ نہ پوچھ
نکلے ہے دیکھنے کو ترے ہو کر آب دل
آثار دیکھ کر کے خزاں کی چمن کے بیچ
کیوں کر کرے نہ ہائے حزیں اضطراب دل

Marfat.com

رحم آتا ہے ہمیں اس مشت خاک اپنے پہ ہائے
خوبرویوں کے ہوا میں یوں گئے برباد ہم

گیا سن ہوش مجنوں کا مرے دیوانہ پن کے تئیں
بجز سر پھوڑنا اور کچھ نہ سوجھا کوہ کن کے تئیں
میں دیکھوں کیوں کر اس دریائے خوبی کے دہن کے تئیں
گیا جی ڈوب میرا دیکھ اس چاہ ذقن کے تئیں
حزیں سب دکھ مرے جی پر گوارا ہو گئے لیکن
نہیں جاتا ہے دیکھا پاس غیروں کے سجن کے تئیں

کس کس طرح کی ایذا پہنچی ہے مجھ کو تجھ سے
میں مر گیا ہوں اے دل تیرے دوانہ پن میں
ناصح نہ اس طرح کی باتیں مجھے سنا دے
دیکھے اگر سجن کو آکر میرے نین میں

ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم
چاہیں جو جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں

ان بتاں کے دیکھنے کا جو کوئی قابل نہیں
زندگانی کا اسے واللہ کچھ حاصل نہیں
بے وفائی دیکھ کر ان خوش نگاہوں کی حزیں
اب کسو سے اس طرح ملنے کو میرا دل نہیں

Marfat.com

اے حزیں بلبل کے دل پر باغباں کے جور سے
کیا گذرتی ہو گی جس ساعت جلا ہے آشیاں

آرزوئیں عشق کی ہوتے نہ دیکھی سر براہ
کوہ کن بھی سر پٹک کر مر رہا آخر وہیں

لوگ کہتے ہیں ہمیں اس دل کے سمجھانے کے تئیں
کیونکہ سمجھا دیں کہو ہم ایسے دیوانے کے تئیں
ہو رہا ہے درد و غم سے عشق کے ازبس خفا
مستعد بیٹھا ہے ہو کر جی نکل جانے کے تئیں

دیا تلخی سے جی فرہادؔ نے یہ کہہ کے یا قسمت
لکھا یہ تھا کہ شیریں سے ملیں گے ہم قیامت کو

بے طرح دیوانگی پر عشق میں آیا ہے دل
دیکھیے اب زندگی میری کا کیا اسلوب ہو
حال اے قاصد جو کچھ جاتا ہے دیکھ[1] (کذا)
اس طرح سے اس سے مت کہیو کہ وہ محجوب ہو
نام پر ان خوبرویوں کی فدا کرتا ہے جاں
کیوں نہ ان طرحوں سے مجھ کو دل مرا محجوب ہو

---

[1] گردیزی: حال اے قاصد مرا جو کچھ کہ تو جاتا ہے دیکھ

Marfat.com

کیوں کہ خاطر خواہ دل کے درد کی تقریر ہو
کب یہ معنی لفظ میں آتے ہیں کیا تحریر ہو
بے طرح ہم مبتلا پاتے ہیں خوباں کا اسے
دیکھیے اب اس دوانے دل کی کیا تدبیر ہو
زندگی اور موت لگ جاوے ٹھکانے سب حزیں
عشق میں رعنا جوانوں کے مروں گو پیر ہو

اس طرح سیلی جو دکھلایا ہمیں روز سیاہ
کیا کیا تھا سانوروں کا ہم نے ہائے ایسا گناہ
اشک رنگیں کیوں رواں ہوتے میری آنکھوں سے آہ
گر نہ پڑتی گل رخاں کی اے حزیں مجھ پر نگاہ

کچھ کٹے ہجر میں کچھ وصل میں گریاں گذرے
کیا مری عمر کے اوقات پریشاں گذرے
شان مجنوں کی کسو کی نہ رہی نظروں میں
خیل آہو میں جو ہم چاک گریباں گذرے

خوباں کے درد و غم نے کیا ناتواں مجھے
یاں تک کہ مو بھی تن پہ ہوئے ہیں گراں مجھے
ان دل بروں کو دیکھ دل ایسا گیا کہ آہ
ملتا نہیں ہے اس کا کہوں اب نشاں مجھے

Marfat.com

یوں تو نے مجھ کو جان یکایک بھلا دیا
تیری وفا سے آہ نہ تھا یہ گماں مجھے
کیوں کر کروں جفا کی شکایت میں اس سے آہ
کرتا ہو وہ وفا میں کبھو امتحاں مجھے

سب نصیحت میں تری مانوں گا اے ناصح پر ایک
دل بروں کے دیکھنے میں جی مرا ناچار ہے
یاں تلک اب خوب رویوں نے ستایا ہے کہ اب
زندگانی سے بھی اپنی جی مرا بیزار ہے

دیوانگی کو اپنی مرتے تلک نباہا
ملتے کہاں ہیں کامل مجنوں سے اپنے فن کے
نہیں چھوڑتا ہے یہ دل خوباں سے بھی مروڑیں
مارے ہوئے ہیں ہم تو اس اپنے بانکپن کے

میں ان خوباں کے ملنے میں جو اتنے رنج کھینچوں ہوں
نہیں تقصیر کچھ اس کی مجھے یہ دل ستاتا ہے

نہ کی کچھ فکر تم نے اپنے وعدوں کے وفاؤں کی
بھلے تم نے خبر لی جان! اپنے آشناؤں کی

Marfat.com

میں چاہتا ہوں عشق چھپاؤں پہ کیا کروں
رسوا کرے ہے خلق میں یہ چشم تر مجھے
سب آرزوئیں دل کی ٹھکانے لگیں حزیں
گر قتل کر چکے وہ سپاہی پسر مجھے

پسیجا ہے مگر سے تری پتھر سا دل اس کا
نہ کر شور اس قدر لے آہ بس دیکھے اثر تیرے

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو نہ سکھلاتی
تو کیا آرام سے یہ زندگانی آہ کٹ جاتی

حزیں میں درد دل کا کس طرح ظاہر کروں اس سے
مجھے کہتا ہے تیری بات مجھ کو خوش نہیں آتی

راحت میں دل کے ہاتھ نہ پاؤں گا ایک دم
جب تک کہ میرے ساتھ یہ خانہ خراب ہے

مجھے کہتا ہے تیرا دل کہاں ہے
قیامت شوخ میرا بدگماں ہے
خزاں آتی ہے اب دیکھے گا آخر
نہ بلبل ہے نہ گل نے آشیاں ہے

Marfat.com

نپٹ شورش سے آتی ہے بہار اب
خبر لے اپنی تو اے دل دوانے

حسرت

شاعر صاحب جرأت، ہیبت قلی خاں حسرت عرف میر محمد حیات سلمہ اللہ تعالیٰ کہ اول بنائے ریختہ در عظیم آباد ایشان ریختہ۔ حسب اتفاق بعد نادر شاہی میر باقر موصوف غفرلہ از شاہ جہاں آباد بہ عظیم آباد تشریف آوردہ میر محمد حیات مذکور شاگردی میر مسطور اختیار نمودہ۔ چنانچہ می فرماید:

فخر کرتا ہے ظہور اپنے پہ حسرت برجا
مل گیا اس کے تئیں ایسا ہی استاد کہ بس!

ہمراہ ایشاں بہ پرنیہ تشریف بردہ، آں جا داروغہ دیوان خانۂ نواب شوکت جنگ بہادر شدہ۔ بعد ازاں از ہمشیرۂ میر باقر مذبور منسوب گشتہ و داروغہ دیوان خانۂ نواب سراج الدولہ گردیدہ و در رفاقت آں کارہا نمودہ و از فضل الٰہی بعزت و حرمت ماندہ بلکہ خطاب خانی و جاگیر یافتہ و باوجودیکہ گرد طمع نہ گردیدہ والّا نہ چیزہا می یافت۔ بہر حال شمع محفل دوستاں است ازیں چیزہا ہمہ چیز دارد۔ دریں روزہا نوکر نواب مبارک الدولہ اند و در مرشد آباد بدستور قیام می دارند۔ حق تعالیٰ سلامت باکرامت دارد۔ از دست:

عشق کے نور سے روشن ہوا سینہ میرا
ید بیضا ہو گیا دل کا نگینہ میرا
محتسب ادبے پر اس قدر کے نہیں، پر باللہ
زور ہے نام خدا دیکھ یہ مینا میرا

Marfat.com

مرنے کے بعد بھی نہ فرو ہو جنوں مرا
جوں خم بہتی زہیں سے گرے جوش خوں مرا

بن پڑے ایسی ترے چاہِ زنخداں کی ہوا
یوسف آ، یاں بھول جاوے مصر و کنعاں کی ہوا

تیری گلی میں ہر کوئی رو ندے ہے خاک میری
انصاف ہے، پیارے، یوں پائمال رکھنا؟

نظر آتا ہے اشک گرم سے سیلاب آتش کا
کہیں کیوں کر نہ آنکھوں کو مری گرداب آتش کا
نہ نکلیں کیونکہ شعلے آہ کے اے شمع رو تجھ بن
کھلا ہے ان دنوں دل پر ہمارے باب آتش کا

قیامت جیتے ہی جی آگئی اس کی جدائی میں
نہ سمجھے تھے کہ اس گردوں کا ایسا انقلاب ہو گا

دل ہمارے نے میاں تجھ صاحبِ شوکت سے مل
عشق میں پیدا بہت سا اعتبار اپنا کیا

بسکہ دکھ دیتا ہے میرے دل کو وہ بد خو مرا
کل نہیں پاتا ہے مارے درد کے پہلو مرا

Marfat.com

نہ پایا جب تلک اس نے سراغ یوسف کا
چراغ دل تھا زلیخا کو داغ یوسف کا

لہو کے گھونٹ نہ کیوں گھونٹوں تجھ بن اے ساقی
برنگ نالہ ہے پرخوں ایاغ دل میرا

غیروں کے ساتھ دیکھ تری گرم جوشیاں
حسرت کا دل تو آج ہوا ہے کباب سا

تمہیں خدا کسوں اے جاں لو ہوا سو ہوا
بھلا دو غصے کو آؤ چلو ہوا سو ہوا

جس نے اس کو برا کیا ہم سے
آہ اس کا بھی کیا بھلا ہو گا

تھکایا یاں تلک اس عشق نے مجھ ناتواں کے تیں
گریباں تک بھی چل سکتا نہیں کچھ دست رس اپنا

بجا ہے ان بتوں کے جی میں حسرت میرے مرنے کی
میں کافر ایسے ہی تھا، ان کے بت خانے کے کام آتا

Marfat.com

ہاتھ اٹھا ناصح کچھ اب حاصل نہیں تدبیر کا
فصل گل نے آہلایا سلسلہ زنجیر کا
جھانک دیکھ اس زخم کے منہ کو ٹک اے رشک چمن
کوچہ گلزار ہے رخنہ ترے ہر تیر کا

جس گھڑی تو نے ہم کو پیار کیا
ہم نے سب جبر اختیار کیا
عذر وعدہ خلافیوں کا نہ کر
ہم دوانے ہیں اعتبار کیا

دل سے وہ شوخ جدا آہ پڑا پھرتا ہے
رشک ہے سایہ سے ہمراہ پڑا پھرتا ہے

اٹھ مرے بالیں سے اے مشفق طبیب
دارو ہی کو لے ہو بیٹھے ، یا نصیب

رشک سے آگ پہ لوٹے نہ پتنگا کیوں کر
منہ لگے شمع کے گل گیر زباں دان کے لب

بہار آئی دوانے ہو کے رہ جنگل کی لیجئے اب
گریباں پھاڑیئے، سر پھوڑیئے گھر پھونک دیجئے اب

Marfat.com

حسرت آتا ہے نظر ساقی کا جب خط سیاہ
جی کھینچا جاتا ہے دیکھ اس ابر کو سوئے شراب

یار کا قد کہاں کہاں وہ سرو
طوبیٰ طوبیٰ ہے اور درخت درخت

دل ہے سینے میں داغ کا طالب
گھر اندھیرا چراغ کا طالب

رو کر ان آنکھوں نے رسوا کر دیا
کھل گیا بخیہ تو پھر سینا عبث

مو بمو شانے نے ڈھونڈا نہیں ملتا تس پر
گم ہوا ہائے دل اس زلف پریشاں کے بیچ

حسرت کہاں تلک میں کروں ضبط اشک کو
رونے کے بیچ ایک ہے ابر اور مرا مزاج

چھپاؤں اشک گلگوں کس طرح آہ
گریباں ہو رہا ہے جا بجا سرخ

Marfat.com

کہوں تو کیوں نہ کہوں رتبۂ شراب بلند
کہ جس کا جام ہو پھرتا ہے آفتاب بلند

مرا دل اشک سے ہوتا ہے پانی
نہ کر اتنا بھی ہر دم آرسی یاد

عاشقوں کے لباس کی مت پوچھ
خاک ہے اس گلی کی حلہ نور

بعد مرنے کے ہماری خاک کو برباد کر
دے بگولے کو کہ لے مجنوں کا گھر آباد کر

کیا ڈھونڈتا ہے ناداں کوئی دل نشیں رہبر
پردا اٹھا کر آجا گر ہے یقیں رہبر

بہار آئی ہوئے ازبس چمن سبز
گلستاں بیچ بیٹھا پیرہن سبز
عجب رونق ہوئی آنے سے خط کے
ہوا رخسار تیرے کا چمن سبز

Marfat.com

مجھے تو جام ادے ساقی آج پیہم دے
بہت دنوں سے میں رکھتا ہوں بے خودی کی ہوس
اگر زمیں پہ بہشت بریں ملے حسرت
نہ جائے تو بھی مرے دل سے اس گلی کی ہوس
کہاں تک سرد مہری کر سکیں گے ماہ رو مجھ سے
ہے بس گرمی پہ میری آہ کی تاثیر کی سوزش

جان تو چاہنے کے لائق ہے
دل نے تجھ سے کیا بجا اخلاص

یہ دل بسمل ترا حسرت نہیں زخموں سے سیر
کس قدر رکھتا ہے مرضی اپنے قاتل کی غرض

مل ہی جاتا ہے گا جلنے کے بہانے شوق سے
دیکھ پروانے کی گستاخی جھجک جاتی ہے شمع

ذبح تو کرتا ہے میرے جی کی خواہش سے مجھے
دیکھ تو قاتل نہ لگ جاوے ترے دامن کو داغ

میاں تو چھوڑ کر حسرت کو اپنے
ہوا غیروں کا جا کر ہم نشیں حیف

Marfat.com

محتسب حسرت کا دل ناچار ہے کیا کیجئے
دخترِ رز کا نہیں جی پارسائی کی طرف

پرویز دیکھو عیش کرے، کوہ کن مرے
کیا اور ہی طرح سے پھرا آسمانِ عشق

حسرت تو اپنا نامۂ اعمال ساتھ دے
جاتا ہے کربلا کو مرا کاروانِ اشک

تری اس زلف میں جب سے پھنسا دل
پریشاں ہو کے بیٹھا یہ مرا دل

ہو تجھ کو مے کشی کا اگر گلستاں میں شوق
غنچہ پیئے برنگِ گلابی ایاغِ گل

ترے جمال جہاں گیر سے بنے کیوں کر
میں ایک نیرا دوانہ ترا ہزار میں دل

عرس شاید حضرت مجنوں کا ہے جو اس طرح
چشم آہو سے چراغاں آج ہے صحرا تمام

Marfat.com

بہا دیتے ہیں ہم اس کو ہمیں یا یہ بہا دیوے
بھلا اب شرط کر روتے ہیں ایدھر ہم ادھر ساون

زلف و رخ یار دیکھتا ہوں
کیا لیل و نہار دیکھتا ہوں
وعدے تو بہت ہوئے ہیں جھوٹے
اب یہ بھی قرار دیکھتا ہوں

رہوں رونے کے ہاتھوں کب تک دلگیر پانی میں
الٰہی کیا بندھے خوں میں میری تصویر پانی میں
مجھے افراط رقت سے بجا، نیں بات کہہ آتی
کہ کر سکتا نہیں ڈوبا ہوا تقریر پانی میں
رلایا ہجر میں اپنے مجھے یاں تک تو اے ظالم
کہ ڈوبی خانۂ دل کی مری تعمیر پانی میں
ہمارا سلسلہ نالوں کا اس رونے سے دیتا ہے
نہیں کچھ بول سکتی جس طرح زنجیر پانی میں

اے باغ کے بہار دل دردمند کو
تو بھی تو آگ سے نہیں کم اس پسند کو

حسرت حاضر ہوں میں اس جور و جفا کے منہ پر
جس میں ہو اسکی رضا، میری رضا، بسم اللہ

Marfat.com

ناصح عبث ستامت، یاں مبتلا کسی کے
یہ دل گیا، پھرے ہے پھیرے سے کیا کسی کے
غیروں سے مل کے اتنا ہم کو تو بھول بیٹھا
اے آشنا کسی کے نا آشنا کسی کے

اگر شیریں کی خاطر میں جیا نہ جیا برابر ہے
تو سب فرہاد کا یاروکیا نہ کیا برابر ہے
اگر دشمن ہوا یوں ہاتھ مجنوں کا گریباں سے
تو اس کو لیلےٰ ہی سمجھے سیا نہ سیا برابر ہے

عجب دھوکے میں میری آرزو ہے
جو آتا ہے اسے جانوں ہوں تو ہے

کون روئے کوئی احوال پریشاں پہ مرے
ابر کرتا ہے کرم دیدہ گریاں پہ مرے

حسن کا افتخار آتا ہے
چشم بد دور یار آتا ہے
جھوٹے اقرار یار پر اپنے
کس کے دل کو قرار آتا ہے

Marfat.com

اس چشمۂ جاری سے ہیں آنکھیں مری روشن
اندھا ہے وہی چاہ جہاں آب نہ ہووے

مرا آتا ہے وہ قاتل سپاہی
مجھے تو سرخ رو کیجیو الٰہی

خاک میری پہ بگولے کا گذر ہر جا ہے
دوست رکھتا تھا کبھی گردش دامن کو تری

آرزو کچھ نہ لگی آہ کنارے دل کی !
ناؤ سی ڈوب گئی چاہ، کنارے دل کی !

جو میرا داغ کبھو عرض آب وتاب کرے
تو رنگ گل کو خجل مہر کو کباب کرے

گھٹا سو سو طرح کے رنگ سے بن بن کر آتی ہے
پر اک ساقی نہیں ہی ہے تو کس کافر کو بھاتی ہے

زخم دل حلقۂ گرداب ہے رونے سے مرے
آستیں کوچہ سیلاب ہے رونے سے مرے

Marfat.com

پلا شراب ہوائے بہار بھاتی ہے
گھٹا بھی اپنا جھمکڑا کھڑی دکھاتی ہے

مژدہ وصل جو دیا قاصد
اس کے منہ کا سخن کہ ساختہ ہے؟

رباعی

ناشادی کا اپنی ' جال جی سے نہ گیا
جب تک جیے ہم ملال جی سے نہ گیا
یہ لوح مزار پر ہماری لکھنا
ہم گئے پہ تیرا خیال جی سے نہ گیا

حیرت

سراج دودماں حرمت میر سید، حیرت، ہمشیرزادہ وخویش علی قلی خاں مرحوم کہ در وقت نظامت نواب احترام الدولہ مدظلہ تعالیٰ نائب صوبہ بودند۔ از فضل الٰہی در حسب ونسب آفتاب اند و برحال فقیر توجہ می فرمایند۔ بیشتر در کاروبار دنیاوی اشتغال می دارد۔ گاہے فکر شعر ریختہ ہم می نمایند و دریں فن شاگرد میر باقر حزیں غفرلہ ہستند۔ در عظیم آباد متصل حویلی خاں موصوف تشریف می دارند۔ وقت تحریر دیوان بدست نہ آمدہ کہ انتخاب نماید۔ ہرچہ بہم رسیدہ قلم بند ساختہ برکت ایں تالیف دانستہ۔ از دست:

اس سے تو ہیں نہ ملنا کبھی پر وہ رات کو
اس گرمی سے ملا کہ مرا دل پگھل گیا

Marfat.com

تر ہو کے مے کدے سے وہ زاہد بھی گل گیا
مندیل و پیرہن کا بھگل سب نگل گیا

حیرت تو شب سے نکلا ہے دل کی تلاش کو
اب آ چلا گر اس کو وہ نزدیک مل گیا

پانی ہو بہ چلا ہے مری سوز آہ سے
یہ کوہ بے ستوں ارے فرہاد دیکھنا
تیرا نہ وہ قفس ہے نہ میرا وہ مرغ دل
اک ڈھیر راکھ کا ہے اے صیاد دیکھنا

نہ چھیڑ جیب کو ناصح ہلاک ہوئے گا
ادھر سیے گا ادھر پھر یہ چاک ہوئے گا

زلف جاناں دیکھنا اور روئے جاناں دیکھنا
صبح سلطاں دیکھنا، شام غریباں دیکھنا

کہوں میں کیونکہ نہ سرمایہ نشاط تجھے
کہ رات تو جو نہ تھا دل کو کچھ سرور نہ تھا

جو تو دل کو میرے کڑھاتا رہے گا
تو اک دن یہ اکتا کے جاتا رہے گا

Marfat.com

دوڑا یا اس کے پانو کو جیوں ہاتھ بول اٹھا
بس تجھ کو منہ نہ میں نے لگایا تو ہل گیا

کچھ زمیں پر نہ رہا نام و نشاں سے باقی
اس طرح تو نے مری خاک دی برباد کہ بس

دیکھوں ہوں جب گرے ہیں کبوتر کے پر کہیں
دھڑکے ہے دل کہ نہ مرا نامہ بر کہیں
تقلید میرے رونے کی کرتا ہے گو سحاب
دیکھوں گا ہیں بھر آئیں جو یہ چشم تر کہیں

قطعہ

حیرت میں ایک روز کہا رو کے آہ سے
اے روسیاہ تو بھی کرے گی اثر کہیں
کہنے لگی کہ آتش افسردہ ہیں کبھی
غیر از دھوئیں کے دیکھا ہے اٹھتے شرر کہیں؟

یہ جو مثل ہے یار و دشمن کہاں بغل میں
سو دل ہے درپئے جاں میرے نہاں بغل میں

کیا دل کو لے کے دیکھ رہے ہو، میرا نہیں
کہہ ڈالو ایک بات کہ لینا ہے یا نہیں

Marfat.com

ڈس گئی ناگن سی تیر، زلف مجھ کو خواب میں
کیا کیا لہریں آتی ہیں میرے دل بے تاب میں
تھم رہے تھے لخت دل کئی ایک جو مژگاں کے ساتھ
وہ بھی گھل کے رات بہ گئے اشک کے سیلاب میں

خورشید رو ہمارا اگر بے حجاب ہو
پرتو سے اس کے ذرہ تمام آفتاب ہو
اب حضرت ظہور سے پہنچا ہے تجکو فیض
حیرت تو کیوں نہ شعر ترا انتخاب ہو

اک روز میری اس کی ملاقات ہو گئی
جو کچھ کبھی نہ ہوئے تھی سو بات ہو گئی

حیدر شاہ

از حیدر شاہ . . . نوکر نواب سرفراز خاں صوبہ دار بنگالہ:
کام جو کیجئے، پورا نہ ادھورا کیجئے
گر ادھورا رہے کوشش سیتے پورا کیجئے

حریف

خواجہ مکرم خاں، خلف خواجہ محمدی خاں، حریف تخلص۔ مرد بے بود صاحب کیفیت۔ ہنوز بر دنیا نخوردہ بود کہ بجنت شتافت۔ از دست:

Marfat.com

آزاد تھا جو دل سو گرفتار ہو چکا
بس لطف زندگی کا مجھے یار ہو چکا
کہنے لگا طبیب مری نبض دیکھ کر
کیا کیجئے یہ عشق کا بیمار ہو چکا

گر منفعت ہو اس میں یا ہو ضرر ہمارا
سب کچھ قبول ہم کو تو ہو اگر ہمارا

جوں نگیں میں نہیں ہوں نام طلب
عشق کی مجھ کو ہے مدام طلب

پہلے جب جی نثار کرتے ہیں
تب ستم گر کو یاد کرتے ہیں
اپنی صورت دکھا کے یہ گل رو
آئینے کو بہار کرتے ہیں

رکھ نظر میری آشنائی پر
مت کمر باندھ بے وفائی پر

جب دیکھتا ہے تجھ کو ہنستے ہوئے چمن میں
پھولا نہیں سماتا گل اپنے پیرہن میں

Marfat.com

شور ہے تیرے حسن کا بسکہ ہر اک دیار میں
کیوں نہ گھمنڈ تجھ کو ہو ایک ہے تو ہزار میں

ہمارے حق میں بھلا ہووے یا برا ہووے
الٰہی یہ تو نہ ہووے کہ وہ جدا ہووے

رباعی

چوں شمع گر آپ کو جلایا تو کیا
اور خاک میں یہ جسم ملایا تو کیا
واقف نہ ہوا جہاں میں گر غم سے تو
آیا تو کیا وگرنہ آیا تو کیا

حضور

شاعر اہل مقدور، شیخ غلام یحییٰ حضور، ساکن عظیم آباد۔ مرد یست صاحب تمکین ومزاج گرفتہ۔ الحال اوقات بسوداگری بسر می برد۔ در طبابت شاگرد میر علی اسمٰعیل مستمند نور مرقدہ و در فن شعر شاگرد میر باقر حزیں غفرلہ۔ اما باعث کاروبار دنیاوی فکر شعر گاہ گاہ می نماید:

گر ایسی ادا تو دکھاتا رہے گا
تو کب کوئی جی بچاتا رہے گا

مسرور تیری مے سے اک عالم ہے ساقیا
امیدوار میں بھی ہوں دو ایک جام کا

Marfat.com

لیتے ہیں جور کرنے کو یہ سنگ دل حضور
کیا ہے وگرنہ شیشۂ دل ان کے کام کا

گلستانِ جہاں سے جی نکلنے کو نہیں کرتا
اڑاتے ہیں مزے اس باغ میں کیا کیا اہا ہا ہا

مرتا ہوں دردِ ہجر سے آرام ہو چکا
بس اے طبیب عشق مرا کام ہو چکا

قطعہ

جو اس تند خو سے کہا میں کہاں تک
حضور اپنے دل کو کڑھاتا رہے گا
گر ایسا ہی ہر دم ترا روٹھنا ہے
تو کب تک تجھے کوئی مناتا رہے گا

باغ میں آوے اگر وہ گلعذار اے عندلیب
بھول جاوے دل سے تو بادِ بہار اے عندلیب
گر کہیں تجھ کو نظر آجائے وہ رشکِ چمن
گل تری آنکھوں میں کھٹکے مثل خار اے عندلیب
سن کے تیرا سوزِ دل چھاتی پھٹی جاتی ہے آہ
اس طرح نالے نہ کر بے اختیار اے عندلیب

Marfat.com

قطعہ

خاطر اپنی مجھے رکھ جب تلک ہے گلشن میں حضور
فصل گل جانے نہ دے گا زینہار اے عندلیب
باغ کو تازہ رکھے گا دیدہ سیراب سے
جب تلک جیتا ہے یہ تو جی نہ ہار اے عندلیب

شگفتہ دیکھ دیکھ ہوتا ہوں میں گلزار کی صورت
کہ کچھ اک رنگ میں ملتی ہے میرے یار کی صورت
اسے اس واسطے میں دیکھتا ہوں، راستی یہ ہے
کہ ہوتا ہے مہ نو ابروے خمدار کی صورت
تری آنکھوں سے میں جب سے گرا کوئی پاس نہیں آتا
اجل بھی بھاگتی ہے دیکھ مجھ بیمار کی صورت

جلوں ہوں آگ میں غم کے یہ ظالم سب ترا باعث
اس آتش کے دہکنے کو ہوئی تیرا ہوا باعث
غبار عالم کے دل میں ہے یہ میری صاف گوئی سے
کدورت کی بھی میں دیکھا تو ہوتی ہے صفا باعث
کبھی شوخی تو کیا مارے ادب کے دم نہیں مارا
غبار اس آئینہ رو کے ہے دل میں اس کا کیا باعث

Marfat.com

ہر شجر کے تئیں ہوتا ہے ثمر سے پیوند
آہ کو کیوں نہیں ہوتا ہے اثر سے پیوند
دیکھنا زور ہی گانٹھا ہے دل یار سے دل
سنگ و شیشہ کو کیا ہے میں ہنر سے پیوند
مژہ خوں دل آلودہ پہ یہ قطرۂ اشک
یوں ہیں جوں شاخ ہو مرجاں کی گہر سے پیوند

قطعہ

تھان زربفت کے ہوتے تھے جہاں قطع حضور
جن کی پوشاک سدا ہوتی تھی زر سے پیوند
اب پھٹا جامہ گزی کا نہیں، گر ہے بھی کوئی
تو لگانے کو نکلتا نہیں گھر سے پیوند

رحم میرے ضعف پر گر آ ملا مجھ سے صنم
میں بزور ناتوانی ہجر کا ٹالا پہاڑ

فیض حق مختص نہیں دنیا کے گل اور خار پر
عام ہے خورشید کا پرتو در و دیوار پر
عرض تجھ سے کیا کروں اے شعلہ رو مانند شمع
حالِ دل روشن ہے کچھ موقوف نیں اظہار پر

Marfat.com

کیا ہوا دل دیا قسم لے کر
پھیر دیتے ہیں کوئی صنم لے کر
تیری صورت کو دیکھ کر بہزاد
ڈال دے ہاتھ سے قلم لے کر

مشہد پہ عاشقوں کے کوئی گو نہ لائے شمع
روشن رہے ہے آہ انکھوں کی بجائے شمع
پروانے تیرہ بخت پڑے ہیں جلے ہوئے
کیوں کر نہ اے حضور اندھیرا ہو پائے شمع

کیا رفو کرنے لگا ہے چارہ بھی ناداں اک طرف
پھٹ چلی چھاتی کوئی دم میں گریباں اک طرف

قطعہ

چاندنی میں کل نکل بیٹھا تھا وہ خورشید رو
دیکھتا تھا میں کھڑا گوشے میں پنہاں اک طرف
طرفہ حالت تھی کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا حضور
ماہِ تاباں اک طرف مہرِ درخشاں اک طرف

کیا کہیے تیرے غم میں ہوا ضعف یاں تلک
دل سے سخن پہنچ نہیں سکتا زباں تلک

Marfat.com

دل جا کے دام زلف میں ایسا پھنسا کہ آہ
وہ مرغ پھیر آ نہ سکا آشیاں تلک
دل بجھ گیا تو کیا ہوا افا صرنہیں حضور
حاضر ہے بندگی میں مری اپنی جاں تلک

وہ ہی کرتے ہیں کلیجے کو دو ابرو کی تیغ
اوچھی لگتی نہیں دیکھی میں یہ تروار کہیں
گو کیا چاک گریباں نہ گئی کلفتِ دل
رہ گیا کوئی گریباں کا مگر تار کہیں
اے حضور اب کے نظر آئے اگر یار کہیں
دیکھ مت چھوڑنا دامن کو خبردار کہیں

گداز عشق میں روتا ہوں حالت اس کو کہتے ہیں
سراپا آب ہو بیٹھا ہوں رقت اس کو کہتے ہیں
قدم پر جا کے ویسے تند خو کے رکھ دیا سر کو
قیامت من چلے گی ہم سے، جرأت اس کو کہتے ہیں
گلابی سامنے ہے یار ہم آغوش بیٹھا ہے
کوئی ہم سے اگر پوچھے تو عشرت اس کو کہتے ہیں

ذرا پھر آ مرے قاتل! کہ دیکھنے کو ترے
موے پڑے ہیں پہ تک دم رہا ہے آنکھوں میں

Marfat.com

یہ خوف ہے کہ کہیں دل نہ آب ہو کے بہے
حضورِ اشک تو اب کم رہا ہے آنکھوں میں

زلف کو اس قدر اخلاص ہے رخسار کے ساتھ
مجھ سیہ بخت کو کیوں ربط نہیں تار کے ساتھ
غم پنہاں سبب زیست ہے کچھ مت پوچھو
جی مرا صاف نکل جائے گا اظہار کے ساتھ

بخت برگشتہ میں کیا پڑ گئی ہے سخت گرہ
کھلتی ہی نہیں ہے کسو طرح یہ کم بخت گرہ

دیکھا تو ہر اک جائے حرم، دیر کہاں ہے
اللہ ہی اللہ ہے یہاں غیر کہاں ہے
کرنے ہو سلوک اتنا غنیمت ہے وگرنہ
رائج ہے اب اس عمر میں شر، خیر کہاں ہے

نام بھی نم کا نہ رہا چشم میں
اب تو گرے لختِ جگر چاہیئے
اب کے بچے جی تو کسو کے تئیں
پھر نہ کبھی بار و گر چاہیئے

Marfat.com

اپنے ہی گھر میں خدائی ہے جو کوئی سمجھے حضور
ہاں مگر قید خودی سے ٹک رہائی چاہیئے

ادا کو تری میرا جی جانتا ہے
حریف اپنا ہر کوئی پہچانتا ہے
کروں عرض کیوں کر کچھ اس تند خو سے
بھلی بات کہنی برا مانتا ہے
پھرے گا نہ یہ دل تری بندگی سے
یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

ٹک دیکھ لو یہ ابروے خمدار وہی ہے
کشتہ ہوں میں جس کا سو یہ تلوار وہی ہے
منصور سا کوئی نہ ہوا خلق جہاں میں
اس مملکت فقر کا سردار وہی ہے

مجھ سے مڑنے کی نہیں کسی رو سے
چشم رکھتا ہوں تیری ابرو سے
عشق میں درد سے ہے حرمت دل
چشم کو آبرو ہے آنسو سے

بکھری ہوئی جو چہرے پہ یوں زلف یار ہے
میں بوجھتا ہوں سب یہ مرے دل پہ مار ہے

Marfat.com

آہ کچھ اس نے نہ پوچھا مجھ سے
جی کی جی ہی میں رہی جانے سے

کب وہ طمع سلام رکھتا ہے
مجھ سے لاکھوں غلام رکھتا ہے

ہم خوش نہیں ہیں لالہ و گل کی بہار سے
ہیں باغ باغ اپنے دل داغ دار سے
پاؤں پہ ہاتھ جا ہی پڑا اضطرار سے
تقصیر ہو گئی دل بے اختیار سے

قطعہ

سنتا ہے اے حضورؔ میں کل حسب اتفاق
سیر چمن میں مل گیا اس گل عذار سے
پاؤں پہ گر پڑا میں، وہ ٹھوکر سے مار کر
آگے چلا تو میں نے کہا اپنے یار سے
تقصیر ہو گئی یہ بھلا اب معاف ہو
مل لو خدا کے واسطے مجھ بے قرار سے
کہنے لگا کہ خالی کوئی تجھ سے کیا ملے
تو بے ادب ہے، گذرا میں ایسے پیار سے

حضور آئینہ رو میرا تو دل میں عکس رکھتا ہے
میں حیراں ہو کہ کس صورت سے جاؤں روبرو اس کے

Marfat.com

حسرت وصال کی ہے گلوگیر ہجر میں
ورنہ ابھی میں پھاڑوں گریبان زندگی

سیتے سینتے آپ ہی ناصح ہو حیراں تو سہی
تار تار ہوتا ہی جاوے یہ گریباں تو سہی

ناچار ہے دل زلف گرہ گیر کے آگے
دیوانے کا کیا چلتا ہے زنجیر کے آگے

تعلق سے چھڑا دے شاد کر دے
الٰہی اب مجھے آزاد کر دے
مرے شیریں دہن کی کچھ نہ پوچھو
جسے چاہے اسے فرہاد کر دے

یہ خوں آلودہ مژگان پر نہیں ہیں اشک کے قطرے
پھلے ہیں شاخ میں مرجاں کی مروارید کے دانے

جدا ہو کے تجھ سے میں جیتا رہا ہوں
قیامت تلک مجھ کو شرمندگی ہے

عمر گئی ہجر میں دل کرتا ہے مذکور وصال
بات اب تک ہے یہ دیوانے کی واہی نہ گئی

Marfat.com

سخت ہوتا ہے نرم شیشۂ دل
بات کہتے گداز ہوتا ہے

قطعہ

بنا گوش صنم کو دیکھ کر رات
سبھی حیراں ہو بولے کیا صبح ہوئی
نظر کانوں کے آویزے پہ جب گئی
مقرر میں تو یہ جانا ہوئی صبح
لگے کہنے اٹھو اے سونے والو!
یہ تارا صبح کا نکلا ہوئی صبح!!

قطعہ

آہ و زاری کی ہمیں قدرت تھی جب تک اے حضور
تب تلک تو بارے جوں توں کچھ تو تھے بھی شاد ہم
اس توقع پر کہ شاید سن کے یہ شور و فغاں
رحم آجاوے اسے پا جائیں اپنی داد ہم
سو تو اتنے ناتواں اب ہو گئے ہیں یا نصیب
آہ اتنی بھی نہیں طاقت کریں فریاد ہم

قطعہ

جو شیخ ہی چاہے کہ سر رشتۂ اسلام
قائم رہے تسبیح کا اک تار نہ ٹوٹے
اور ربط جسے کفر سے ہے یعنی برہمن
کہتا ہے کہ ہرگز مرا زنار نہ ٹوٹے

Marfat.com

فارغ ہوں میں ان دونوں سے کہتا ہوں الٰہی
سب ہو پہ کہیں مجھ سے دل یار نہ ٹوٹے

حال

شاعر شیریں مقال، علی ابراہیم خاں حالؔ[1]، ساکن عظیم آباد۔ ہمشیر زادہ زار جبین خاں مغفور۔ الحال بمرشدآباد قیام می دارند۔ در وقت میر قاسم خاں بہادر عالی جاہ مختار کار بودند۔ بدستور بخانہ نواب مظفر جنگ نیز مختار اند۔ انچہ انساں رامی باید ہمہ چیز می دارند۔ گاہ گاہ فکر شعر فارسی و ریختہ می نمایند۔ قبل ازیں تذکرۂ فارسی مرقوم فرمودہ اند۔ غالب است کہ تذکرۂ ریختہ ہم تحریر نمایند۔ از دست:

یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کے جانے لگا
مرا دل مجھے پھر ستانے لگا

خزاں نے کس ستم سے باغ سارا صاف لوٹا ہے
کہ نے بلبل کا گھر باقی ہے نے گل ہے نہ بوٹا ہے

ہے اس کے در پہ فرش اب دل شکستوں کا جو کوئی جائے
سمجھ کر جاوے واں ایک عالم عالم شیشہ ٹوٹا ہے
ذرا زنجیر کھل گئی تھی توڑ کے غل مچاتے تھے
کہ چل کر دیکھیے میاں حال سا دیوانہ چھوٹا ہے

---

[1] حاشیے پر اضافہ "خلیل تخلص می نمایند"

Marfat.com

جس جس طرح سے چاہو محبت میں تول لو
یارو میں بیچتا ہوں مرے دل کو مول لو

بیچتا ہوں میں دل سوختہ خاشاک کے مول
مال بے آب ہے پر کاش بکے خاک کے مول
لعل رکھتا ہے یہاں گانٹھ میں ہر قطرۂ اشک
میں نہ لوں کان یمن دیدہ نم ناک کے مول

ضعف کے ہاتھوں سے میرے پاؤں چلنے کے گئے
وائے اس کوچے سے اب تو دن نکلنے کے گئے
جان شیریں دے چک اے فرہاد یاں خسرو کے ہاتھ
کوہ غم تجھ پر ڈہا وقت اب سنبھلنے کے گئے
دل سے تھی فوراگی چشموں کی سو اس دل کے بیچ
کچھ خلل آیا کہ ان میں دم ابلنے کے گئے

رباعی

ایک بوسے کی مجھ کو تجھ سے رخصت نہ ملی
اور عرض کی ڈر سے مجھ کو جرأت نہ ملی
لوگ آ گئے وہیں جو اکیلا تو ملا!
ملنا تو ہوا پہ آہ فرصت نہ ملی

Marfat.com

حیران

میر منو حیران تخلص۔ ساکن عظیم آباد۔ آشنائے فقیر بودند۔ در محفل مشاعرہ تشریف می آوردند۔ مزاج رنگیں می داشتند۔ مرثیہ می گفتند و فکر شعر ریختہ می کردند قریب دو صد بیت گفتہ باشند کہ حیات مستعار وفا نکرد و بجنت شتافت۔ از دست:[1]

کیا جانے گا کرے کا کس کس کو اب دیوانہ
اے جان ہر گھڑی کا تیرا یہ مسکرانا

دیکھتا ہے جو کوئی داغ مرے سینے کا
ہاتھ ملتا ہے یہ بیمار نہیں جینے کا
مے پلانا ہے تو دے ہاتھ سے اپنے دانہ
غیر کے ساتھ سے ہرگز میں نہیں جینے کا

کیا مجھ کو مری آنکھوں نے رسوا
کوئی اب کیا مجھے رسوا کرے گا

غیر کے ساتھ تو شراب پیے
دل ہمارا کباب ہووے گا
اوس جفا جو سے دیکھے حیراں
کب تلک کامیاب ہووے گا

---

[1] حیراں کا ترجمہ حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

دل کے جانے کا ہمیں کچھ غم نہیں اے ناصحو
پاس تھا جب تک ہمارے درپئے آزار تھا

حیدری

شیخ غلام علی حیدری تخلص
زلفیں دیکھا جو دل کو گرفتار کر چلے
ایسا ہی تھا تو کیوں نہ ہمیں مار کر چلے

حجام

کلو حجام[1] است کہ حجام تخلص می نماید، حق تعالیٰ اورا بہ مرتبۂ قصاب رساند۔

از دست:

واں آج سے نہیں ہے کچھ اغیار کی نشست
دیکھیں ہیں ساتھ گل کے ہر اک خار کی نشست

تم جو ہم سے نہ ملو گے تو ضرر کیا ہوگا
ہم اسی غم میں اگر جائیں گے مر، کیا ہوگا
دل تو دیتے ہوئے ...... یہ سب سے ظالم
سوچ رہتا ہے یہی آٹھ پہر کیا ہوگا

---

[1] کلو حجام کا ترجمہ دو بار لکھا گیا۔ پہلی بار متن میں جس کی عبارت نقل کی جا چکی ہے۔ دوسری بار حاشیے پر لکھا گیا جس کی عبارت یہ ہے: "کلو حجام ساکن شاہجہاں آباد، شاگرد مرزا محمد رفیع سودا، حجام تخلص۔"

Marfat.com

ملک در ملک پھرے عشق میں تیرے وا ہے
ہم سے گر کر گئے دنیا سے سفر، کیا ہو گا
کیسے رخساروں کے لیتا ہے مزے خوباں کے
بہتر اس سے کوئی حجام ہنر کیا ہو گا

شعر اول سابق رسیدہ داین[1] چہار بیت الحال از بیاض میر اولاد علی نوشتہ

اس جستجو نے اس کی گنوایا کہاں مجھے
میں ڈھونڈتا پھروں ہوں اسے اور وہ مجھے[2]

حاضر

درویش بود، حاضر تخلص۔

دیکھنا اپنی گلی سے نہ اٹھانا ہم کو
یار دنیا میں نہیں اور ٹھکانا ہم کو
ہم غریبوں کے پڑی شام غریباں سر پر
اب تو اے زلف اداسے نہ بتانا ہم کو

حیران

حیران:

---

[1] یہ چاروں شعر حاشیے پر درج ہیں.
[2] یہ آخری شعر بھی حاشیے پر کلو کے نام سے درج ہے۔

Marfat.com

وقت خزاں جو سیر کیا ہم نے جائے گل
چھانی چمن کی خاک نہ تھا نقش پائے گل

حکیم یونس

احوالِ[1] او در تذکرۂ غیر ازیں چیزے دیگر مرقوم نیست کہ نوشتہ شود:

صبح جب گلشن سے وہ گل رو گیا
باغ سے باہر نکل، گل رو گیا
ہے معطر اب تلک صحرا تمام
اس زمیں اوپر کوئی گل بو گیا
سو گیا، جس نے جگایا تھا مجھے
بخت میرا جاگ اٹھا تا، سو گیا[2]

خسرو

حضرت امیر خسرو، خسرو[3] تخلص قدس سرہٗ و نور مرقدہٗ۔ مجمع کمالات و صاحبِ حالات۔ در دہلی فضایل او اظہر من الشمس است و احوال خیر مآل در کتب نثر و نظم و تذکرۂ فارسی و ہندی مرقوم۔ کجا طاقت و قدرت ایں ہیچ مداں را کہ بزرگی آں مقبول کونین بقید قلم آرد۔ اشعار ریختہ آں سرور اں شاعراں بسیار است۔ یک قطعہ بجہت برکت ایں تالیف مرقوم می نماید۔ از دست:

---

1. حکیم یونس کا ترجمہ حاشیے پر درج ہے۔
2. ان اشعار کا ماخذ غالباً نکات الشعراء ہے
3. نکات: ص ۲۴

Marfat.com

زرگر سر چہ ماہ پارا ! کچھ گڑھیے سنوا ریئے پکارا
نقد دل من گرفت و بشکست پھر کچھ نہ گڑھا نہ کچھ سنوارا

خاکسار

محمدیار خاکسار۔ در تذکرۂ میر تقی میر مرقوم است کہ شخصے[1] است خادم درگاہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شعر ریختہ می گوید و خود را دور می کشد۔ سفلگی می کند بلکہ از تنک آبی بنائے ریختہ را بآب رسانیدہ چنانچہ علی الرغم ایں تذکرہ تذکرۂ نوشتہ است بنام معشوق چہل سالہ خود و احوال خود را اول زمرہ نگاشتہ وخطاب خود سید الشعرا پیش خود قرار دادہ۔ آتش سینہ کہ بے سبب افروختہ است چوں کباہم بومید ہد۔ ایں قسم پئے من ریسماں می تابد کہ گوئی پسر رسن تاب است محمد معشوق کنبوہ کہ مردیست نائب میر بحر بسیار گرم جوش دیار باش، چوں شنید کہ خاکسار کلو ہم نام دارد بداہتہً گفت:

کتا ہے دربار کا اور کلو اس کا نام

چوں کلو نام اکثر سگہا می گذارند لطف بہم رسانید۔ ہر کہ دم لابہ او دیدہ است، می داند فخر او ہم بر ریختہ است طرفہ اینکہ آہم نامربوط وخود او ہم نا درست۔ اگر کسے تکلف شعر کند، گوید کہ وقتیکہ بیمار بودم آہ آہ من ایں رنگ داشت۔ سبحان اللہ مردماں ایں را شعر می نامند۔ بابا من شعر نمی گویم وبا ایں برادران یوسف کہ ما شاعراں باشم۔ ربطے ندارم، معاف دارید۔ الغرض بسیار کم فرصت و بے تہ است۔ ایں چند شعرے کہ بنام او نوشتہ می آید از فیض سخن است، از دست:

---

[1] نکات، ص

Marfat.com

دل شیفتہ ہو کے گیا کیا تیں
اے خانہ خراب کیا کیا تیں

تیری زلف سیہ سے اے پیارے
مجکو یکسر ہزار سودا ہے

خاکسار اسکی تو آنکھوں کے کبھی مت مگیو
مجکو ان خانہ خرابوں نے ہی بیمار کیا
بر متبع ایں پوشیدہ نیست کہ بجائے بیمار کیا، گرفتار کیا می بایست۔
تیغ قاتل سے ہوئے محروم بے تقصیر ہم
روز محشر کے اٹھیں گے گور سے دل گیر ہم
کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر
یہ مگر تم کو پیار کرتا ہے

کیا ہے حاصل تجھے ناصح مجھے سمجھانے میں
آہ جیوں شمع ہے راحت مجھے مرجانے میں
خاکسار عاشق میخوار کو تقویٰ سے کیا
ابھی دیکھا تھا میں اس رند کو میخانے میں

قیامت بھی ہو گی تو تیری بلا سے
مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

Marfat.com

رونے سے خاکسار کے سوتا نہیں کوئی
اس خانماں خراب کو چنگا خدا کرے

خادم

خادم حسین خاں فرزند حاجی احمد علی صاحب قیامت تخلص۔ مردیست صاحب تمکین و منصدی و خوش خلق واقعی است کہ شعر نمی گویند لکن می فرمایند از دست:

یار جا پہنچے اپنی منزل کو
ہم رہے باندھتے ہی محمل کو
دم کے لینے کی بھی نہ دی فرصت
آفریں ہے ہمارے قاتل کو

خوشنود

خوشنود است:

سب رین جاگے سیج پر تو بھی سجن آیا نہیں
چھپ چھپ کے دیکھی باٹ میں درسن کو دکھلایا نہیں

درد

در معنی یابی فرد، خواجہ محمد میر درد[1] مدظلہ العالی۔ نور چشم حضرت خواجہ ناصر صاحب قدس سرہ۔ احوال خیر مآل آنحضرت در تذکرہ تقی میر و سید فتح علی تبریزی مفصل مرقوم است۔ قدرے ازاں نوشتہ می شود۔ از شعرا ممتاز زمانہ و در سخن گوئی یگانہ۔ پئے اغراق طبع بلندش رسا و فکر دل پسندش والا[2]۔ رباعی فارسی بسیار فرمودہ و شرح

[1] و [2] گردیزی: ص ۵۲

Marfat.com

نیز نوشتہ دیوان ریختہ ہم بدست دارد:

اکسیر پر ہوس اتنا نہ ناز کرنا!
ہے کیمیا سے بہتر دل کا گداز کرنا!

نالہ فریاد آہ اور زاری
آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ان لبوں نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کبھی خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا
بھڑا دے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی کا

قطعہ

جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنسنے سے رو دیا ہوگا
دیکھیے غم سے اب کے جی میرا
نہ بچے گا، بچے گا کیا ہوگا
قتل سے وہ جو میرے باز رہا
کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

Marfat.com

فلک پر کون کہتا ہے گذر آہ سحر کرنا
جہاں جی چاہے واں جا پر کسو دل میں اثر کرنا

عاشق بیدل ترا اباں تک تو جی سے سیر تھا
زندگی کا اس کے جو دم تھا دم شمشیر تھا
کی تو تھی تاثیر آہ آتشیں نے اس کو بھی
جب فلک پہنچے ہی پہنچے راکھ کا اک ڈھیر تھا
حرص کرواتی ہے رد بہ بازیاں سب ورنہ یاں
اپنے اپنے بوریا پر جو گدا تھا شیر تھا
شیخ کعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو
درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے
مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا
خفا ہو کے اے درد مر تو چلا تو
کہاں تک غم اپنا چھپاتا رہے گا

اندازہ وہ ہی سمجھے مرے دل کی آہ کا
زخمی جو کوئی ہوا ہو کسو کی نگاہ کا

جوں شمع روتے روتے ہی گذری تمام عمر
تو بھی تو درد داغ دل اپنا نہ دھو سکا

Marfat.com

دل اس مژہ سے رکھیو نہ تو چشم راستی!
اے بے خبر برا ہے یہ فرقہ سپاہ کا
شاہ و گدا سے اپنے تئیں کام کچھ نہیں
نے تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
رات محفل میں ترے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا
محتسب سنگ جفا سے ترے میخانے میں
کون سا دل تھا کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
واں تو پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا
یار نے درد سے ملنے کا برا کیوں مانا
اس کو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

جگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا　　تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی　　جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

Marfat.com

اگر یوں ہی یہ دل ستاتا رہے گا
تو اک دن مرا جی ہی جاتا رہے گا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نہ کھو سکا
میں چاہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکا
گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو درگذر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا

تو ہی نہ اگر ملا کرے گا
عاشق پھر جی کے کیا کرے گا
اپنی آنکھوں میں اس کو دیکھوں
ایسا بھی کبھی خدا کرے گا

جلوہ تو ہر اک طرح کا ہر شان میں دیکھا
جو کچھ کہ سنا تجھ میں سو انسان میں دیکھا

کوہ کن سے نہ بول اے پرویز
اس کے تیشے کی بھی زباں ہے تیز
ساقی اب سب پکارتے ہیں گے
تیرے ہاتھوں ستی بریز بریز

Marfat.com

مژگان تر ہوں یا رگ تاک بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں
کھینچے ہے دور آپ کو تیری فروتنی
افتادہ ہوں بہ سایہ قد کشیدہ ہوں
ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریباں دریدہ ہوں
یہ چاہتی ہے اب تپش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار میں بھی نہ میں آرمیدہ ہوں
اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
میں غم زدہ تو قطرۂ اشک چشیدہ ہوں

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں
مٹ جائیں ایک دم میں یہ کثرت نمائیاں
گر آئینے کے سامنے ہم آ کے ہو کریں
تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدانِ شہر
اے درد آ کے بیعت دست سبو کریں

Marfat.com

ان نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں
پاتا نہیں ہوں اپنی میں تب سے خبر کہیں

آجائے ایسے جینے سے اپنا تو جی بتنگ
جیتا رہے گا کب تلک اے خضر مر کہیں

مدت تلک جہاں میں ہنستے پھرا کیے
جی میں ہے خوب روئیے اب بیٹھیں گر کہیں

پھرتے تو ہو بنا کے سج اپنی جدھر تدھر
لگ جاوے دیکھیو نہ کسی کی نظر کہیں

قطعہ

پوچھا میں درد سے کہ بتا تو سہی مجھے
اے خانماں خراب ترے بھی ہے گھر کہیں؟

کہنے لگا مکان معین فقیر کا
لازم ہے کہ ایک ہی جاگہ ہو، ہر کہیں

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست
تو نے سنا نہیں ہے یہ مصرع مگر کہیں

ہر دم بتاں کی صورت رکھتا ہے دل نظر میں
ہوتی ہے بت پرستی اب تو خدا کے گھر میں

اپنے بندوں پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

Marfat.com

مست ہوں پیر مغاں کیا مجھ کو فرماتا ہے تو
پائے بوس خم کروں یا دست بوسی سبو
ٹال دینا اس کو نت ہر طرح جوں قبلہ نما
پھر مجھے ہر پھر کے آ رہنا اسی کے روبرو

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو
کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

ربط ہے ناز بتاں کو تو مری جان کے ساتھ
جی ہے وابستہ مرا ان کی ہر اک آن کے ساتھ
اپنے ہاتھوں سے کٹی ہیں زور کا دیوانہ ہوں
رات دن کشتی ہی رہتی ہے گریبان کے ساتھ
گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر
جی ہی جاتے ہیں چلے تیری ہر اک تان کے ساتھ

ہے غلط گر گمان میں کچھ ہے
تجھ سوا بھی جہان میں کچھ ہے
دل نے تیرا ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

Marfat.com

جی کی جی میں رہی کچھ بات نہ ہونے پائی
ایک بھی ان سے ملاقات نہ ہونے پائی
دیدوا دید ہوا در دسے میرے اس کے
پر جو میں چاہے تھا وہ بات نہ ہونے پائی

قطعہ

اٹھ چلے شیخ جو تم مجلس رنداں سے شتاب
ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی
جی میں منظور تھی جو آپ کی خدمت گاری
سو تو اے قبلۂ حاجات نہ ہونے پائی

فرصت زندگی بہت کم ہے
مغتنم ہے یہ دید جو دم ہے
درد کا حال کچھ نہ پوچھو تم
وہی رونا ہے نت وہی غم ہے

غنیمت ہے دیدوا دید یاراں
جہاں آنکھ مند گئی میں ہوں نہ تو ہے

طریق اپنے یہ اک دور جام چلتا ہے
وگرنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

Marfat.com

آنکھوں کی راہ ہر دم اب خون ہی رواں ہے
جو کچھ ہے میرے دل میں منہ پر مرے عیاں ہے

اے گل نورخت باندھ، اٹھاؤں میں آشیاں
گل چیں تجھے نہ دیکھ سکے، باغباں مجھے

مت موت کی تمنا اے درد ہر گھڑی کر
دنیا کو دیکھ تو بھی تو تو ابھی جواں ہے
آہوں کی کشمکش میں لیکن دیکھو نہ ٹوٹے
تارِ نفس سے اے دل وابستہ میری جاں ہے

کب ترا دیوانہ آوے قید میں تدبیر سے
جوں صدا نکلا ہی چاہے خانۂ زنجیر سے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس ہی نہ لے سکے تو آہ کیا کرے
فرسودگی ہے رشتۂ تسبیح کا حصول!
دل میں کسو کے آہ کوئی راہ کیا کرے
دل دے چکا ہوں اس بت کافر کے ہاتھ میں
اب میرے حق میں دیکھیے اللہ کیا کرے

Marfat.com

دل ویسے ستم گار سے اظہار محبت
ایسا کہیں پھر دیکھ تو زنہار نہ ہووے
گر زندگی اس طور سے اے درد جہاں ہیں
خاطر ہیں کسو شخص کے تو بار نہ ہووے

دیکھ لوں گا میں اسے دیکھیے مرتے مرتے
یا نکل جائے گا جی نالہ ہی کرتے کرتے
درد جوں نقش قدم تھا سر رہ پر اس کے
مٹ گیا اوروں کے ہی پاؤں کے دھرتے دھرتے

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیے
پردے تعینات کے جو تھے اٹھا دیے
یارب یہ کیا خرام ہے جس کے اک آن میں
کتنے ہی مردے حشر کے آگے جلا دیے
سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے تمام
اے درد کچھ بہا دیے اور کچھ جلا دیے

اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونوں جہان کے
خطرہ جو ہے سو آئینہ دل پہ زنگ ہے

Marfat.com

دل سمت سینہ یا طرف سر کو رد کرے
پھوڑا یہ درد دیکھے کیدھر کو منہ کرے

نہ ملیے یار سے گو دل کو کب آرام ہوتا ہے
وگر ملیے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

ہرچند کہ سنگ دل ہے شیریں
لیکن فرہاد کوہ کن ہے

غم سے پہچانتا نہیں ہوں میں
کہ مرا سر ہے یا کہ زانو ہے

دونوں جگہ میں معنی مولا ہے جلوہ گر
غافل ایاز کون ہے محمود کون ہے

یہی پیغام درد کا کہنا
گر کوئی کوئے یار میں گذرے
کون سی رات آن ملیے گا
دن بہت انتظار میں گذرے

جان تو ایک جہان رکھتا ہے!
کوئی میری سی جان رکھتا ہے!

Marfat.com

کیا کام مجھے خوف و رجا سے کہ مرے پاس
ہے جان سو بے جان ہے دل ہے سو غنی ہے

قسم ہے حضرت دل ہی کے آستانے کی
ہوس ہو دل میں جو دیر و حرم میں جانے کی

دل

نواب عماد الملک، نبیرہ نواب نظام الملک، دل تخلص۔ مردیست حافظ وقاری و عابد و زاہد و فاضل و تیر انداز و شہسوار و زبان داں۔ غرض انچہ وزیر را می باید ہمہ چیز می داند۔ گاہے ریختہ می فرماید۔ امادر وفا مزاج بادشاہانہ دارد۔
از دست:

زلف کا کھولنا بہانا تھا
مدعا ہم سے منہ چھپانا تھا

کب تلک سوچوں کہ گفتار کروں یا نہ کروں
تجھ سے آخر سخن اے یار کروں یا نہ کروں
مائل شوق دل اور یار ابھی سوتا ہے
جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کروں یا نہ کروں

میرے ہوتے غیر کی چاہ
کیوں پیارے سبحان اللہ

Marfat.com

نے رونق گلشن ہیں نہ زینت کسی سر کے
مثل گل بازی نہ ادھر کے نہ ادھر کے

داؤد

مرزا داؤد۔ از تربیت یافتگانِ عزلت است۔ داؤد تخلص می فرماید۔ از دست:[1]

زلفِ دلبر سے مجکو سودا ہے!
خلق کہتی ہے تجکو سودا ہے!

درد

کرم اللہ خاں درد۔ ہمشیر زادہ امیر خاں انجام۔ سخنش خالی از چاشنی، درد نیست، از دست:

سامنے ہوتے ہی پھر غش نہ پائی دل کی
بٹ گیا نوک سناں پر صف مژگاں کے بیچ

دانا

فضل علی دانا۔ مردیست نوکری پیشہ، دارستہ، لطیفہ گو، شاگرد میاں مضمون تلاش لفظ تازہ می کند۔ اصل او از شاہجہاں آباد است۔ تقی میر او را در تذکرہ چرس ہولی نوشتہ است موجب گفتہ مرزا رفیع سودا۔ از دست:

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا
یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

---

[1] گردیزی: ص ۶۰

Marfat.com

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا
یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

نہ چاٹے خون کو جس روز میرے اوسکو فاقہ ہے
رگِ گردن سے میری اوس کے خنجر کا علاقہ ہے

دردمند

محمد فقیہ دردمند منظورِ نظر حضرت مرزا مدظلہ العالی بودہ، چنانچہ در حق ایشاں فرمودہ:

غافل مباش مظہر از احوال دردمند
علیست آنکہ در کرہ روزگار نیست

ہمراہ دیوان غلام حسن خاں سلمہ اللہ تعالیٰ فرزند نواب اعظم خاں غفرلہ بہ عظیم آباد تشریف آوردہ و بخدمت میر محمد وحید صاحب ہیئت خواندہ و چند مدت اوقات بسر بردہ۔ بعد تعزیر خدمت دیوانی خان موصوف در شاہ جہاں آباد تشریف بردہ۔ چند روز در آں جا استقامت نمودہ، باز ہمراہ خان مذکور بخدمت سراونی خزانہ تشریف آوردہ و در مرشدآباد معہ قبائل مسکن اختیار فرمودہ۔ ساقی نامہ ایشاں قبل تشریف آوردن ایشاں دریں شہر رواج یافتہ و دیوانِ فارسی ہنوز رواج نیافتہ بود کہ ازیں عالم فانی رخت بعالم جاودانی بست۔

در تذکرۂ تقی میر و فتح علی تبریزی احوال و اشعار ایشاں مرقوم است۔ قدرے ازاں نوشتہ می شود۔ حق سبحانہ تعالیٰ مغفرت نماید۔ خوب کسے بود۔ از دست:

Marfat.com

ہے غم سے رقیبوں کے مرا دل ناشاد
اس کھڑکے سے جاتے ہیں سبھی عیش برباد
پرویز کے شیشۂ خانہ عشرت پر
سنگ آیا لیک سخت آیا فرہاد

کہسار میں جا گرا ہے ناحق کے تئیں
پرویز سے آ بھڑا ہے ناحق کے تئیں
کوئی ٹکر پہاڑ سے لیتا ہے
فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئیں

ابیات ساقی نامہ از تقی میر ارقام یافتہ:

کرے کیوں نہ مشکل دو عالم کی حل
کہ جس کا ید اللہ ہے ہاتھ بل
کوئی آج اس کے برابر نہیں
وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

در صفت محمد علی خاں گوید:

پڑی اس کی خوبی کی ازبسکہ دھوم
لیا ہاتھ قدرت کا صانع نے چوم

در شروع ساقی نامہ گوید:

ارے ساقی اے جان فصل بہار
یہی تھا ہمارا و تیرا اقرار

Marfat.com

ہمارے بسرنے کی یہ نفصل تھی
فراموش کرنے کی یہ فصل تھی
تری جان کے سوں غنیمت ہوں میں
سلیقوں میں ظالم قیامت ہوں میں
مرا عقل میں کون انباز ہے
ارسطو مرا اک دوا ساز ہے
فلک چرخ مارے اگر صد ہزار
نہ لادے گا مجھ سا کوئی روبکار

در تعریف چمن:

نظر تو کر دیکھ چمن کی طرف
شگوفے کو آیا ہے مستی سے کف
چمن میں بھرا ہے نشہ یاں تلک
کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

رباعی

ازبسکہ حیات دوست ہے دو مایہ ناز
اس طرح یہ ہے اس کے سخن کا پرداز
خامے کی زباں سے جوں نکلتے ہیں حرف
اور کان تلک نہیں پہنچتی آواز!

دل

شاعر کامل، میاں محمد عابد دل، مرد یست مزاج گرفتہ و شوخ طبع و متصدی

Marfat.com

وسپاہی۔ چنانچہ در جنگ شاہ عالم بادشاہ ہمراہ راجہ رام نارایں صوبہ دار عظیم آباد بودہ وزخمی شدہ۔ در میدان افتادہ میاں محمد روشن ہمراہ بودند، آخر بخانہ خود آمدہ۔ ہر چند تدبیر آں نمودہ لکن یک دست و یک چشم از کار رفتہ و دست دیگر ہم مجروح است۔ در فن شعر در شہر نظیرے ندارد مگر میاں محمد روشن برادر خود۔

از دست:

ہوئی جب دل میں اپنے گرمی آہ و فغاں پیدا
برنگ شمع ہر مو سے لگی ہونے زباں پیدا

جنوں ملا ہے گریباں کو دست کا زنیا
نت اٹھ کے ٹوٹ رہے ہیں دو چار تار نیا
ہمارے دل کے لیے گانٹھ دی ہے زلفوں میں
لگا ہے ہاتھ مگر اس کے یہ بگار نیا

دفینہ اٹکلا تھا جی میں اپنے ناخن غم نے
جگر کاوی سے آخر کو ہوا داغ نہاں پیدا

میں نے جانا کہ ستارہ کوئی ٹوٹا جو عرق
ڈھل کے چہرے سے ترے تا بہ زنخداں آیا
دل تجھے کیا کوئی غارت گر ایماں نہ ملا
کہ گلی میں سے بتوں کی تو مسلماں آیا

Marfat.com

تری تیغ مژہ بے سنگ سرمہ رہ نہیں سکتی
ہماری جان کا پیارے ہلاکو تو ہوا پیدا

گر یار نے آنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا
اب تک دل مضطر نے کیا کیا نہ کیا ہوتا
دنیا میں خوشی کی دل کیا قدر سمجھتے ہم
خالق نے اگر غم کو پیدا نہ کیا ہوتا

آج کا تھا میرے اس کے درمیان پیغام صلح
غیر کی سرگوشیوں نے پھر اسے برہم کیا

مبارک تجھ کو نور حسن ہم اس جی سے درگذرے
کرے گا یاد کیا تو بھی کہ ہم پہ کوئی مرتا تھا

ہم سا دارستہ ہو جو منت کش
دے زمانہ کمینہ پرور کیا
بے قراری بھری ہے دل میں مرے
صبر تو یاں کرے گا آکر کیا

زلفوں سے اور دل سے کب تک نہ ساز ہوتا
گر اپنی زندگی کا رشتہ دراز ہوتا

Marfat.com

عاشق تو اک طرف ہے کہتا خدا اک عالم
بندہ نواز گر تو بندہ نواز ہوتا

خط نے آکر بادشاہ خوب رویاں کر دیا
رفتہ رفتہ مور نے تجھ کو سلیماں کر دیا

کوئی دیکھ سکتا ہے کا فرزمانہ
مری جبہ سائی ترا آستانہ
عدم سے نہ آئے تھے خواہی نخواہی
ہمیں کھینچ لایا ادھر آب و دانہ

مانند غافلوں کے ہرگز نہ سوئیے گا
آنکھوں میں تیری غفلت کانٹے چبھوئیے گا
یہ بحر بے خودی کا ٹک موج زن جو ہووے
ہستی بے بقا کو پل میں ڈبوئیے گا

دیکھتے تھے بام کو خاشاک کوچے کا ترے
رشک کے مارے ہماری آنکھ میں ادر گر پڑا
کر چکی ہے سرخ سیل اشک داماں بلا ہا
پھاڑ ڈالا ہے جنوں نے یہ گریباں بارہا

Marfat.com

ذکر کیا دل میں مرے دشمنی و کینے کا!
عکس سے کس کے مکدر ہو دل آئینے کا!

خواب میں رات خیال رخ دلدار کیا
منہ پر آنسو کو ہر اک چشم نے بیدار کیا

ہم نے ایک تری زلف کو نہیں چھیڑا
جو ہاتھ کاٹے پیارے تو پہلے شانے کا
دل و جگر تو ہدف بن ہوئے نہیں رہتے
مزا پڑا ہے تیرے تیر نگہ کے کھانے کا

چھینٹ مت دنیا میں تخم معصیت
کانٹے اپنے واسطے بوتا ہے کیا
داغ دل تو ہو گیا جزوِ بدن
دیدۂ تر تو اسے دھوتا ہے کیا

اب تک میں عبث اور جگہ ڈھونڈ رہا تھا
پردے میں اسی دل کے مرا یار چھپا تھا

وہ دن مجھے اللہ ہی دکھا دے تو میں دیکھوں
شیشہ ہو مرے ہاتھ میں اور جام مرے ہات

Marfat.com

گو کارروا ہے تو اک عالم کا مجھے کیا
تب جانوں جو کچھ نکلے مرا کام ترے ہات

لذت ہے بعد مرگ کے جو کچھ کفن کے بیچ!
صاحب دلوں کو ہے وہ مزا پیرہن کے بیچ!

سینے میں مضطرب ہے چراغِ سحر کی طرح
بے طرح دیکھتا ہوں میں داغِ جگر کی طرح

مل کے ہاتھوں میں ترے اپنے لہو کو ظالم
خون ثابت ہے کیا تجھ پہ حنا نے آخر

فتح کا ناقوس بجوایا فغاں و آہ سے
ان بتاں نے کعبۂ دل کو ہمارے لوٹ کر

مرتا ہے ابر اس مژۂ اشک بار پر
کھاتی ہے شمع گل جگر داغ دار پر
کھٹکے ہے، یہ بھی آنکھوں میں صیاد کی ہنوز
باقی جو رہ گئے ہیں مرے یہ دو چار پر
داماں مجھ فقیر کے آنسو نے بھر دیے
قاروں ہو دست رد گہر آبدار پر

Marfat.com

واہ فنا جہاں میں سدا پیش پا ہے دل
نازاں نہ رہ تو زندگی مستعار پر

روز اٹھ کے دیکھتا ہوں تجھے میں اثر سے درد
اے آہ سرد ہو بھی کبھی اس جگر سے دور
کس کام کا اگرچہ کھلا ہے درِ قفس
پرواز تو بچھڑے ہے مرے بال و پر سے دور

کہہ نہ یوسف کو تو اس ماہ لقا سے بہتر
کوئی بندے کو بھی کہتا ہے خدا سے بہتر

دیکھتا ہوں غضب آلودہ بدستور ہنوز
ہے مگر قتل مرا یار کو منظور ہنوز

تو جو کہتا ہے عشق سے آ باز!
کون عاشق ہے اے غریب نواز
نہ مروں اس پہ کس طرح جس کے
ہر ادا میں ادا ہے ناز میں ناز!

گرم جوشی و تپاک اور ترا پیار غلط
دل سے تو چاہتا ہوں مجھ کو مرے یار غلط

Marfat.com

خوب سمجھوں ہوں کہ تو مجھ سے نہیں ملنے کا
جتنے وعدے ہیں ترے جھوٹے اور اقرار غلط

یاں تلک عشق نے کی خانہ خرابی آخر
بیٹھنے کو رہا نہ سایہ دیوار دریغ

کیا کیا خیال آتے ہیں فریاد کی طرف
جب دیکھتا ہوں اس دل ناشاد کی طرف

نہیں دبتی ہیں آنکھیں اپنی خورشید قیامت سے
کہ سایہ ہیں مری پرواز کے ہے محشر عاشق

ہے رسائی مرے ہونٹوں کو لب جام تلک
شام سے صبح تلک صبح سے لے شام تلک
دیکھ لیتے ہیں ترے آج کے بھی وعدے کو
زندگی اپنی وفا کرتی ہے گر شام تلک

کیا خوش آئے ہیں جگر کو مرے تروار کے زخم
مول لیتا ہے نمک مرہم زنگار کے مول

حضور یار کی جز آہ گفتگو معلوم
ابھی تو اتنا بھی کہتا ہوں روبرو معلوم

Marfat.com

کیا نمک رکھتا ہے ناصح کا سخن
تازہ تر ہوتے چلے داغِ کہن

شکر نعمت بجز افزونی نعمت نہ کروں
ایک بوسے پہ ترے لب کی قناعت نہ کروں

کیا پنبۂ داغ نے کار ناخن
نظر آئی بہبود اپنی دوا میں

دیکھا جو مرے دل کو یہ بات کہی غم نے
کس طرح سے رہیے گا اس خانۂ ویراں میں

رچا ہے اس قدر اب انتظار آنکھوں میں
لگے ہے آنکھ تو پھرنا ہے یار آنکھوں میں

اسیر دام آفت ہو نہ اس کے بام پر جا کر
الٰہی جو کچھ ہونی ہو کبوتر پر سو ہم پر ہو!

ڈروں کس واسطے میں آفتاب روز محشر سے
مرے بھائیں قیامت آچکی دیکھا جبھی اس کو

Marfat.com

وحشت زدہ دل نے جو گریبان کو پھاڑا
اک تار کسی کو دیا اک تار کسی کو

اے نامہ بر کہاں تھا اب تک تو آرمیدہ
آیا ہے بعد مدت کے نامۂ دریدہ

دل بھرے ہے اشک سے تو آستیں کیا فائدہ
کچھ اثر رونے میں ہو تو رو نہیں کیا فائدہ

تری تیغ سے ہم نہ ڈر جائیں گے
نہ کچھ چل سکے گا تو مر جائیں گے

قیامت ہے ظالم ترا بار بار
یہ گھبرا کے کہنا کہ گھر جائیں گے

نہ کر اے دم سرد افشائے راز
کہ ہم جی سے اس کے اتر جائیں گے

مسکن و ماوا اسبک دوشوں کو کیا درکار ہے
جس جگہ لگ جائے جی اپنا وہی گھر بار ہے

اے دود آہ کہیو اس ابر بہار سے
تو ہو سیاہ مست مروں میں خمار سے

Marfat.com

دل جو ملتے نہیں کسی سے ہم
لوگ کہتے ہیں کیمیا گر ہے

ہر چند یہ معاملہ اتنا نہیں دلے
دل لے کے پھر نہ دے تو نیرا کیا کرے کوئی

وہ اپنی جفا کاری اور ناز و ادا جانے
جو ہم پہ گزرتی ہے سو اس کی بلا جانے

کبھی بوسہ بھی دیں گے شیریں لب
یا مجھے باتوں ہی میں ٹالیں گے
کیا ہوا میری اس کی بگڑی دل
زندگی ہے تو پھر منالیں گے

اٹھایا ہاتھ ہم نے دل سے ڈھائے جس کا دل چاہے
اب اس کعبے کو بت خانہ بنائے جس کا دل چاہے
برابر ہے گدا اور شاہ مجھ درویش کے آگے
کروں تعظیم یکساں سب کی آئے جس کا جی چاہے

وہ کافر ہماری شب تار ہے
جسے دیکھنا صبح کا عار ہے

Marfat.com

زلفوں کو منہ پہ چھوڑے بند قبا کو کھولے
بدمست تجھ کو دیکھوں مدت سے آرزو ہے

دوست

بندہ اللہ الصمد سید غلام احمد، دوست تخلص، ساکن موضع بنیھو پرگنہ سنوت سرکار صوبہ بہار۔ مرد سپاہی پیشہ، با فقیر مربوط است، باعث موزونی طبع گاہ گاہ فکر شعر می نماید۔ از وست:

عشق میں راحت نہیں ہے درد و غم آزار سو
دیکھنے ہی دیکھنے میں مر گئے بیمار سو
ہے ترے ہی نام کی سمرن مرے دل میں مدام
گو کہ ظاہر میں کریں اور وں سے ہم گفتار سو
جانتے تھے ہم کہ راہِ عشق بے پایان ہے
پر ہمیں ترغیب دے لائی ہوس اے یار سو
دوست کو بھاتا ہے کب اے جان گل گشت چمن
تو نہ ہو گر ہوں بجائے گل پری رخسار سو

کریں کیوں کر کے باتیں دوست اس سے بے حجابانہ
کہ جس کو آئینے میں دیکھ اپنا منہ حجاب آوے

مری چھاتی کے زخموں پر نہ دے اے چشم تر پانی
کہ مرہم جس پہ ہو در کار اس پر ہے ضرر پانی

Marfat.com

اگر شعر چیزی بود مصرع ثانی باین طور می گفت: ''کہ مرہم جس کو ہو درکار اس

ہوا ہے جب سے خالی لخت دل سے یہ میرا سینہ
بجا ہے ساتھ سیل اشک کے ہو کر جگر پانی
تو کیا پوچھے ہے ناصح بات میرے دل کی سوزش کی
یہ وہ آتش ہے جس کو دیکھ کرتا ہے حذر پانی
جو دریا میں گرا عاشق کا آنسو سو ہوا موتی
وگرنہ اس تجلّی کا رکھے ہے کب اثر پانی
خدا حافظ ترا اے دوست تو اس طرح روتا ہے
کہ ہوتا ہے جگر فولاد کا بھی دیکھ کر پانی

از فضلِ الٰہی ہمہ شعر خوب است۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ خوب نیز خواہند گفت حق تعالیٰ سلامت دارد۔

دیوانہ

منشی گربخش رائے، دیوانہ تخلّص۔ بافقیر ملاقات ندارد۔ ودر تذکرہ ہم احوالِ او مرقوم نیست۔ می گویند کہ متوطن دہلی است بزبانی میر محمد رضا معلوم شدہ۔ از دست:

درد ہے ہمراہ جدھر جایئے
آہ بتاؤ تو کدھر جایئے

لہ یہ شعر حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

دستار سرخ باندھ کے نکلا نہ کیجئے
آتش جگر جلووں کی دوبالا نہ کیجئے

ذہین

میر محمد[1] مستعد، ذہین تخلص۔ از دوستان سید فتح علی تبریزی بود۔ در عین شباب جوانی بساط از عالم حادث چید و بجہاں قدیم مائل گردید۔ از دست:

جنوں کی ان کے ناصح کچھ نہیں تدبیر کر سکتا
چھٹے پھرتے نہ دیوانے جو وہ زنجیر کر سکتا
کروں میں کیوں کے اس کے روبرو شکوہ جفاؤں کا
حیا آتی ہے مجھ کو، میں نہیں تقریر کر سکتا

باتیں ہماری راست انھوں نے نہ جانیاں
کیا کیا بتاں کے جی میں بھی ہیں بدگمانیاں
تھے دل وغا کی راہ سے وہ لطف وہ کرم
کیدھر گئیں بتاں کی وہ اب مہربانیاں

ذاکر

مرزا افضل علی بیگ، ذاکر تخلص۔ مرد لیست زود فکر۔ والد بزرگ ایشاں ولایت زا بود۔ از عمدگان کابل، قوم قزلباش۔ کتاب دہ مجلس و شاہ نامہ و حملہ حیدری و واقعہ و خطبہ خوب می خواند۔ خط شکست وغیرہ خوب می نویسید۔ وجودت طبع

[1] گردیزی: ص ۶۴

Marfat.com

بہ حدے دارد کہ بہ تحریر نمی آید۔ مرد بیست یار باش و خوش اختلاط و از توجہ میر محمد علی صاحب خویش میر حبیب اللہ مرحوم با احقر ملاقات شدہ۔ ہمراہ بہادر علی خاں صاحب تشریف در عظیم آباد آوردہ بودند۔ در وقتِ صوبیداری مہاراجہ کلیان سنگھ بہادر بہ طرف مغرب روانہ شدند۔ اکثر شعر فارسی می گویند و گاہے شعر ریختہ از دست:

آئینہ بکتا ہو جس شہر میں خاشاک کے مول
غم نہیں گر دلِ حیران بکے خاک کے مول

ذوق

منشی آسارام، ذوق تخلص، ساکن عظیم آباد۔ رفیقِ میر اشرف مرحوم شاگرد میاں فدوی۔ از دست:

وہ نظر مجھ کو جب نہیں آتا
کچھ نظر مجھ کو تب نہیں آتا

دل جانتا ہے تیرے ہوا خواہ کا اسے
شعلے کی طرح رات جو کچھ اضطراب تھا

ذوق کے مرنے کا افسوس نہیں کچھ اس کو
غم کہاں شمع کے دل میں کسی پروانے کا

دردِ دل کہنے نہ پائے آج بھی!
بیٹھتے ہی یار تو روتا ہے کیا!

Marfat.com

آشنائی دکا، حق یہی تھا کیا
مرگیا ذوق یار جب آیا

اے عندلیب سچ کہہ کس کا ہے آج پیالہ
لالا کرے ہے اکٹھا افیون دپوست لالہ

ان دنوں ملتا نہیں اپنا حبیب
کیا کریں اس کا گلہ اپنے نصیب

کچھ رحم کر ستم اس جانِ ناتواں پر
روتا ہے تیرا عاشق بے اختیار ہر شب

معلوم نہیں کہاں تھا مرا آفتاب رات
شعلے کی طرح مجھ پہ رہا اضطراب رات

ہرگز کیا نہ یاد مجھے ان نے ایک دن
ہے ہے دلِ حزیں نہ ہوا شاد ایک دن

رسوا

رسوا۔ شخصے بود ہندو حالا قید مذہب ندا شت۔ پیش ازیں در توپ خانہ نوکرے بود۔ از چندے ترک روزگار گرفتہ آوارہ دشت گمراہی شدہ وضع ساختہ

Marfat.com

داشت اکثر کہ در اثنائے راہ دیدہ شدہ است مست گزارہ یافتہ ام۔ بیشتر عاشق طفل ہندوے بود۔ او از قضا مُرد۔ عاشقی او بہ ہوس مبدل گشت۔ ازبس کہ شراب می خورد و حالات مستی خود بہ مردماں می نمود۔ دریں پردہ عالمے را بآب می راند و بسر می برد و دمانی را لباس خود مقرر کردہ می گشت۔ آخر در ہماں برہنگی جامہ گزاشت، در تذکرہ تقی میر مرقوم است[1]۔ از دست:

ہر گلی میں گر پڑیں ہیں مست ہو دیوار و در
ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

آرام تو کہاں کہ ٹک ایک سو کے چپ رہیں
آنسو بھی نہیں رہیں کہ بھلا رو کے چپ رہیں

قفس سے ودں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں
اڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پائے نہیں

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو
اس دیوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھائے

رضا

میر محمد رضا، عرف میر محمدی، المتخلص بہ رضا، شاگرد میر ضیا، ولد میر جمال الدین حسین، جمال تخلص۔ شاعر فارسی۔ ابن نور اللہ خاں مغفور بن قاضی نور اللہ شوستری

---

[1] نکات: ص ۱۱۲

Marfat.com

مولف احقاق الحق دمجالس المومنین، ساکن عظیم آباد۔ در مجلس مشاعرہ تشریف می آوردند حق تعالی سلامت دارد۔ از دست:

چشم نے رونے سے میرا راز افشا کر دیا
دیدۂ نادانستہ ہم چشموں میں رسوا کر دیا

کیا کہوں اب اے حجاب اور کیا کہوں اے اضطراب
وہ ہوا خانہ نشیں اور میں ہوا خانہ خراب

سنتے ہو تم تو دل سے میاں ہر کسی کی بات
گر حکم ہو تو ہم بھی کہیں اپنے دل کی بات
تجھ بن رضا کے مرنے کا کچھ غم نہیں یہ ہائے
جی ہی میں اس کے رہ گئی افسوس جی کی بات

اتنا ہی کہنا تجھے بس ہے کہ عاشق تھا رضا
قتل کو میرے بہانا ڈھونڈنا قاتل عبث

بے پردہ ہو جو وہ رخ حیرت فزائے صبح
خجلت سے حشر کو بھی نہ پھر منہ دکھائے صبح

بجھ گیا دل غم سے اور خو اس کی آتش ہے ہنوز
جل گیا ہے گھاس اور وہ شعلہ سرکش ہے ہنوز

Marfat.com

لالہ کو اک داغ تازہ اور ہو !
دل کا اپنا گر رضا دکھلائے داغ

دل میں اب خون نظر آتا ہے نہ نم چشموں میں
آبرو کیونکہ رہے گی مری ہمچشموں میں

ہم سے اگر ملول ہو غیر سے شادماں رہو
اپنی بھی ہے خوشی یہی خوش رہو تم جہاں رہو

تیر بتاں کو کھا کر کہتا ہوں اے رضا میں
شکر اس خدا کو جس نے نعمت دی مجھ گدا کو

کیا کہیے اب اے یاراں اس عشق کی رسوائی
جس کے لیے سودا ہو سو ہی کہے سودائی

آنکھوں میں کس کی زلف سیہ فام چھا گئی
چاروں طرف جو دیکھوں ہوں اب شام چھا گئی

دیکھا جو تجھ کو ہم نے عالم کا دید بھولے
دل بیچ اک نگہ پر ساری خرید بھولے

Marfat.com

قاصد وہ ہے جھپا دل لے کے مکر نہ جاوے
ایسا نہ ہو تو اس کو دے کر رسید جو لے
نام علی ہے میرے مرنے تلک زباں پر
اسم اپنے پیر کا کب دل سے مرید جو لے

نالہ کب اپنی جان سے اٹھتا ہے
تب دھواں آسماں سے اٹھتا ہے
دل کرا ہے ہے یا جگر اب ہائے
درد ایسا کہاں سے اٹھتا ہے
شمع ساں سوز کیا کہیں اپنا
شعلہ اپنی زباں سے اٹھتا ہے
کس کے دل کا غبار حسرت ہے
نت جو یہ کارواں سے اٹھتا ہے
گل خبر لے شتاب بلبل کی
پھر دھواں آشیاں سے اٹھتا ہے
تو خفا ہو کے بزم سے مت جا
اب رضا ہی یہاں سے اٹھتا ہے

رضا خدا کرے تیری زباں درد کرے
کہ حال سنتے ترا اپنا کاں درد کرے
بہر حال مردیست منصف مزاج۔ حق تعالیٰ سلامت دارد۔ چوں نباشد

Marfat.com

کرشاگرد میر ضیاء الدین صاحب است، سلمہ اللہ تعالیٰ۔

راقم

بندرابن، راقم تخلص۔ از شاہجہاں آباد است۔ مشق شعر از مرزا رفیع سودا می کند۔ قبل ازیں مشورت شعر با تقی میر می کرد[1]۔ از دست:

یاں تک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

دل کنج قفس میں کر فریاد بہت رویا
ہنسنے کے تئیں گل کے کر یاد بہت رویا

میرے اعضا میں تجھ کمر سے میاں
فرق ہرگز نہیں سر مو کا

ابر سے چشم گریاں کم نہیں
موج دریا ہے شکنج آستیں

قطعہ

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کریں ہیں ابرو
دیکھ کے میں نیں اس سے دل جب دل کی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی!
تروار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

---

[1] نکات: ص ۱۳۸

Marfat.com

قطعہ

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھ غرض
مجھ کو قسم ہے توڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب
آپس میں دردِ دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

کس کی گلی کے قطرۂ خوں ہیں تہہ زمیں!
جوں تکمہ آ گئے ہیں گل اور رنگ اب تلک

پہنچا نہ آہ درد کو میرے کوئی طبیب
یا رب عجب طرح کا کچھ آزار ہے مجھے

دیکھا نہ ہو جسے میں کوئی سرزمیں نہیں
جو تخمِ دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں

سنتے تھے ہم جہاں میں اہل کرم کا ہاتھ!
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں

مری بد شرابیوں سے کریں توبہ مے گساراں
زہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاراں

Marfat.com

سنا کن نے حال میرا کہ جوں ابر وہ نہ رو دیا
رکھے ہے مگر یہ قصہ اثر دعائے یاراں

بیچوں ہوں میں اس پاس یہ دل نیم نگہ کو
اس پر بھی ستم ہے جو خریدار نہ ہووے

اے عشق مجھے کوئی طرح مار
تا ریار کہے کہ ہائے عاشق

کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں
کہنے کو ہے یہ بات کہ مقدور ہی نہیں
کہتا تھا کون یہ کہ خوشی ہے جہاں کے بیچ
اس بات کا تو یاں کہیں مذکور ہی نہیں

سنتے ہیں ہم کہ ہوتی ہے جگ میں دوام صبح
ہو گی کبھی اے چرخ ہماری بھی شام صبح

معصیت میری بہت ہے کہ تری بخشش بیش
اپنی رحمت پہ نظر کر مرے عصیاں کو نہ دیکھ

صیاد کب تو چھوڑے گا مجھ کو قفس سے آہ
کھٹکے ہے میرے دل میں بہت خار خار باغ

Marfat.com

رونے میں اس قدر تو جگر اے جگر نہ کر
دیکھا نہ تو نے کچھ کہ دل دریدہ کیا ہوئے

نامے کا میرے اس سے لیکر جواب پھرنا
پر واسطے خدا کے قاصد شتاب پھرنا
اک وہ بھی دن تھے یارب جو تھا ہمیں میسر
گلشن میں ساتھ اس کے پیتے شراب پھرنا

کہے کیا دردِ دل بلبل گلوں سے
اڑا دیتے ہیں اس کی بات ہنس کر
جو چاہے گوہرِ مقصود اے دل!
صدف کی طرح تو پاسِ نفس کر

رند

مہربانِ دلی، میر حمزہ علی، رند تخلص، صاحبِ دیوان ریختہ، ساکن شاہجہان آباد۔ از چند سال در مرشد آباد استقامت داشت۔ در صوبہ داری میر محمد قاسم خاں بہادر عالی جاہ بہ قصبہ منگیر در چھاؤنی ہیبت قلی خاں حسرت باینده ملاقات شده و رفته رفته دل فرماں بردارِ دوستی ایشاں گردیده۔ از فضلِ الٰہی تاحال دوستی قائم است چنانچہ در محفل مشاعره تشریف می آوردند۔ الحال ترک لباس نموده سر برہنہ و پا برہنہ در شہر می مانند و اکثر گریاں می باشند و شعر نمی گویند۔ از وست:-

Marfat.com

صحبت نے بے وفا کی کہوں کیا کہ کیا کیا
ایسا کیا اثر کہ مجھے اپنا سا کیا

رہوں بیٹھے کا میں بیٹھے ہی جی میرا نکل جاوے
ارادہ گر کرے مجلس ستی وہ فوراً اٹھنے کا

قطرہ گرا جو منہ میں مے خوش گوار کا
دشنام آیا یاد مجھے اپنے یار کا
یا رب یہ بجلی (کوندتی ہے) آسمان پر
یا دل تڑپتا ہے گا کسی بے قرار کا

سینے سے داغِ عشق مٹایا نہ جائے گا
ہم سے تو یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
تہلوہ شوخ راتوں کو آوے گا تو سہی
پر ہم سے گھر میں چاند چھپایا نہ جائے گا

اپنے تئیں کیوں نہ دوں نسبت میں ترے ساتھ کہ ہے
زلف آشفتہ تری، حال پریشاں میرا

کہا پروانے نے یہ جلتے وقت
پڑ ہی میرے مرا کفن ہے گا

Marfat.com

سر ہے عریاں و پیرہن ہے چاک
رند یہ کیسا دیوان پن ہے گا

داغ دل رشک گلستاں نہ ہوا تھا سو ہوا
تجھ سے اے سینہ سوزاں نہ ہوا تھا سو ہوا

ہم نے کیا ہے رند یہ مشرب اب اختیار
سہنا جفا و روئے جفا کار دیکھنا

بجھ کر دل مرا سنگ جفا سے چور کرتا ہے
کہیں ٹکڑا جو اس کے نہیں نظر آتا ہے شیشے کا

توڑ مت شیشۂ دل مجھ سے خراباتی کا
اے فلک چھوڑ یہ اطوار تو بد ذاتی کا
چشم جانے ہے جو گرمی ہے مری مژگاں میں
مژہ و چشم میں ہے ربط دیا باتی کا
دل مرا اے سے بھرے کس طرح اے پیر مغاں
دیکھنے والا ہوں میں تجھ سے خراباتی کا

بے تاب و بے قرار یہ دل اسقدر ہوا
نامہ ہوا، پیام ہوا، نامہ بر ہوا

Marfat.com

خود اس کو کیا رقیب میرا
گھر ہو جیو خراب آرسی کا

سو بار قیامت بھی مرے جی پہ گذر گئی
اے بخت تجھے پر کبھی بیدار نہ دیکھا

داروئے دردِ عشق دوائے غم والم
مجھ مست سے جو پوچھے تو بتلاؤں میں شراب

دل اپنا بوالہوس تجھ سے لگا سکتا ہے کیا قدرت
وہ یہ جور و ستم کوئی اٹھا سکتا ہے کیا قدرت

عالم کے مجھے جینے سے اور مرنے سے کیا غم
یارب میں رہوں اور مرا یار سلامت

دہکے ہے جگر میں آتشِ عشق
اے اشک اسے بجھائیو مت

کیا ہو شانہ گر تو راہِ راست پر لادے اسے
ہم سیہ بختوں سے رہتی ہے گی زلفِ یار کج

Marfat.com

گر خوش آئے ہے تجھے جلنے میں پروانے کی طرح
دل بھی میرا جانتا ہے خوب جل جانے کی طرح

کچھ ترے دور کی نہیں ہے خبر
دور ہے جب سے جام کا اے چرخ

یوسف کو اے زلیخا تو کر پیار شوق سے
ہیں گے عزیز میرے تئیں طرح دار ہند

کبھی نہ تم نے لکھا ہم کو ایک پرزہ بھی
تمہارے ملک میں نہیں ہوتا کیا بھلا کاغذ؟

سودا کا رند ہو سکے ہے مجھ سے کب جواب
وہ بات کیوں کروں جو ہو اپنے دہن سے دور

پوچھے اگر کوئی کہ ہے کیا چیز خوب تر
نکلے مری زبان سے بے اختیار یار

مے کدے [میں] مغبچوں کا جو کوئی دیوانہ ہے
پتھروں کے بدلے نت اس ژالہ برساتا ہے ابر

Marfat.com

فائدہ کیا ہم کو گر گلشن میں آتی ہے بہار
بن مے و معشوق کس کافر کو بھاتی ہے بہار

قیس و فرہاد تو آسودہ ہوئے زیرِ زمیں
ایک میں کوہ و بیاباں میں ہوں زخار ہنوز

آہ کیوں کر نہ چبھے جی میں مرے خارِ قفس
فصلِ گل آئی ہے اور میں ہوں گرفتارِ قفس

اے رند مہربانی پہ اس کے نہ بھولنا
کرتا ہے پہلے یوں ہی وہ عیار اختلاط

میرے بالیں پر شبِ ہجراں میں جب آتی ہے شمع
آہ آتش بار کی گرمی سے جل جاتی ہے شمع

تجھ پر نگاہ کرتے ہی بے ہوش میں ہوا
دیکھا نہ بھر نظر ترا دیدار وا دریغ

دیکھا ہے سودا جان کا اب میری ہاتھوں ہاتھ
ہے تیغ اس کے دست میں اور میں ہوں جاں بکف

Marfat.com

تری جدائی میں اے میری جان مرتا ہوں
نہیں ہے کوئی کشندہ مرا سوائے فراق

اے سیم تن ہوں تیرا خریداریاں تلک
لے نقد دل سے اپنے لگا تا ہوں جاں تلک
اٹھ جائے رسم عاشقی دنیا سے اے فلک
گر پہنچے صرف شکوہ مری ٹک زباں تلک

تری نظروں سے گرا دل ہائے دل افسوس دل
چور شیشے سے ہوا دل ہائے دل افسوس دل

تیری جفا سے دل مرا نالاں ہے اے صنم
اپنے کیے کو آپ پشیماں ہے اے صنم

زخم ابرو پہ نہیں ہوتا نظر آتا ہمیں
کاش ہوتے یا الہیٰ زخمی تروار ہم

مجھے جینا تجھ بن گوارا نہیں
نہ آوے اگر موت چارا نہیں

اس بے وفا کو ہم ستی اخلاص گو نہیں
شکوا کسی کا کیجئے سو اپنی خو نہیں

Marfat.com

شیشۂ دل جو مرا چور تم اب کرتے ہو !
کچھ خدا کا بھی ڈر اے سنگ دلاں ہے کہ نہیں

سنا کیا دل جلوں کا نالۂ شب گیر بانی میں
بھریں ہیں مردم آبی جواب دل گیر پانی میں

اس گل کا رنگ ہم سے ممکن نہیں بیاں ہو
منہ میں اگر ہمارے جوں غنچہ سو زباں ہو

کیا سناؤں اپنی آہِ سرد کو بے درد کو
کیا جتا کر کیجیے دل کے درد کو بے درد کو

جام کے کان میں جھک کر کے کہا راز مرا
ساقی کس طرح کہوں پنبہ وہاں ہے شیشہ

تو خراماں ناز سے اور مست جام بادہ ہے
شیشۂ دل چور ہو گا پیش پا افتادہ ہے

دل کو داغوں سے گر دکھایا چمن
کیا ہی باغ و بہار ہیں ہم بھی

Marfat.com

تری زلف سیہ کا ہوں میں قیدی
یہ میری جان کو فولاد خاں ہے

ہماری چشم سے اب یہ نہ آب ٹپکے ہے
پگھل پگھل دل خانہ خراب ٹپکے ہے

کس کو دکھاؤں آہ یہ اپنا فغاں کہ ہے
میں آپ میں نہیں ہوں اور اس کو گماں کہ ہے

کر قتل تو ہیں تیر اگنہ گار ہی سہی
گر تیغ نہیں تو ابروئے خمدار ہی سہی

مجھے یہ چاندنی ہے دھوپ خورشید قیامت کی
شب ہجراں میں دیکھوں کس طرح مہتاب آنکھوں سے

فلک اس تیرے ہم قصر زمرد فام سے گذرے
کوئی ایسی ہمیں جا دے کہ واں آرام سے گذرے

آہ کی نکلی صدا کس طرح مجھ دل گیر سے
نالہ کی مت رکھ توقع بلبل تصویر سے

Marfat.com

جو کچھ عشق بتاں سے مجھ دل ناشاد پر گذری
نہ مجنوں پر کبھی بیتی نہ یہ فرہاد پر گذری

رہ جاؤں کس طرح سے جدا میں جیب سے
بیمار ہووے کیونکہ گریزاں طبیب سے

رفعت

صاحب مشفق و مہربان، شیخ محمد رفیع صاحب سلمہ الرحمٰن، رفعت تخلص[1]، از عمدہ رفقائے نواب عالی جاہ است۔ الحال از صاحب کلان عظیم آباد ربط دلی دارد۔ امین و فوجدار پرگنہ دگل وحرکامیہ است۔ مردیسے متصدی و خلیق روزگار و یار باش و خوش اختلاط۔ گاہ گاہ فکر شعر ہم می فرماید۔ اما ہنوز تخلص مقرر نفرمودہ و اشعار بسیار گفتہ۔ قبل ازیں در مرشد آباد قیام می داشت۔ الحال در عظیم آباد۔ از دست :

جو ترے کوچے سے گذر کر گیا !
منزل ہستی سے سفر کر گیا !
تیر مژہ کا تری ابرو کماں !
دل میں مرے بیٹھ کے گھر کر گیا !

کیا جگر ہے جو ترے در پہ فغاں کرتے ہیں
ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں

---

[1] "رفعت تخلص" کا بعد میں اضافہ کیا گیا۔

Marfat.com

میں تنگ ظرف ہوں معمور نہ کیجیو غم سے
شیشۂ مے کے تئیں تا بہ گلو بھرتے ہیں

رنگین

رنگین تخلص، شاعرست صاحب دیوان ودر پرنیہ دیوان او بنظر آمدہ بود۔ اتفاق تحریر نشدہ، یک شعر یاد ماندہ، ناچار آنرا بقلم آورد۔ از دست:

سر پہ صوفی کب رکھے تاج طلا
اس کے پا نیچے ہے معراج طلا

راسخ

شیخ غلام علی راسخ۔ نو مشق سخن است، ایں قدر معلوم شدہ۔ دیگر خبر۔

از دست:

گلی سے تری اب کدھر جائیے — تجھے دیکھیے اور مر جائیے

بعد مدت کے ملے ہو سر رہ ٹھہرو — تم ادھر جاؤ گے آخر میں ادھر جاؤں گا

برنگِ برق دکھلائی نہیں دیتا قیام اپنا — کوئی پوچھے تو بتلاؤں کہاں یارب مقام اپنا

گریباں چاک و نالاں کیوں پھرے ہے دربدر بھٹکا
کدھر آنکھیں لڑیں راسخ کہاں دل ان دنوں اٹکا

Marfat.com

زٹلی

میر جعفر، زٹلی تخلص مشہور است۔ نادرہ[1] زبان و عجوبہ دوران خود بود۔ زبان گیرندہ داشت۔ وضیع و شریف ہمراز و ملاحظہ می کردند و چیزے می دادند۔ چوں بخانہ کسے می آمد، دو کاغذ ہمراہ گرفتہ می آمد۔ بریک پرچہ، ہجو صاحب خانہ و بر دیگرے مدح او۔ اگر مدارا از و می دید مدح می خواند و گرنہ پرچہ کاغذ ہجو را بال شہرت می داد۔ ہجو محمد اعظم شاہ پسر عالم گیر پادشاہ کہ در رقعات عالمگیری بہ عالی جاہ امتیاز دارد۔ گفتہ

چہارم پسر ڈومنی کا جنا برج میں رہے جیوں . . . . .

القصہ شعر ہزل بسیار دارد۔ چوں پیش اعظم شاہ بار یاب شد، ایں شعر در مدح او بدیہتہً گفت:

نگین سلیماں کہ تابندہ بود ہمیں اسم اعظم براں کندہ بود

صلہ لایق مطلع یافت۔ نقلست کہ روزے بخانۂ میرزا بیدل آمد و بروئے مرزا ایں مصرع خواند "چہ عرفی چہ فیضی بہ پیش توہش"۔ مرزا ازیں معنی بسیار تردد آمد و زود رخصت کرد۔

زکی

جعفر علی خاں زکی۔ در تذکرہ[2] تقی میر مرقوم است کہ مرد عمدہ روزگاریست متوطن دہلی۔ محمد شاہ بادشاہ فردوس آرام گاہ براو فرمایش مثنوی حقہ کردہ بود۔

---

[1] نکات، ص ۴۶

[2] نکات، ص ۱۳۳

Marfat.com

دو سہ شعر موزوں کردہ بود۔ دیگر سرانجام از دنیا فت۔ اکنوں شیخ محمد حاتم مذکور باتمام رسانید و آں مثنوی خالی از مزہ نیست۔ چہار سال پیش ازیں خانہ جعفرعلیخاں مجمع یاراں ریختہ مقرر بودے فراد اندچہ واقع شد کہ برہم خورد۔ شعر ریختہ راجستہ جستہ می گوید۔ انچہ اشعار او شنیدہ شدہ، نوشتہ۔ از دست:

چمکتے دانت دیکھے یار کے ریخیں جمانے میں
جڑیں ہیں پیتیاں الماس کی نیلم کے خانے میں

از مثنوی او ست، درمنقبت گفتہ:

فضا کے راج کی صنعت گری دیکھ | نبی کے آل کی بارہ دری دیکھ
نبی کے آل پر مجھ وار جانا | اسی بارہ پلے سے پار جانا

درتعریف عشق و آبلہ پا گوید:

برہ کی راہ کے گوھر پھپھولے | کہ کانٹے باٹ میں جاتے ہیں تولے

درتذکرہ فتح علی تبریزی مرقوم است[1]:

عشق[2] میں بلبل کو کیا نسبت ہے پروانے کے ساتھ
وصل میں مرجائے وہ یہ ہجر میں جیتی رہے
خاکساری پرنہ کر موذی کی ہرگز اعتماد
جونک گرماٹی تلے تو بھی لہو پیتی رہے
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو!
تا قیامت سوزن تدبیر گرسیتی رہے

---

[1] گردیزی: ص ۶۶

[2] صرف آخری دو شعر گردیزی میں ہیں۔

Marfat.com

زار

مہربان مخلصاں، بہادر خاں زار۔ مردے بود سپاہی پیشہ۔ رفیق راجہ وارث علی خاں معین۔ بسیار صاحب اختلاط و خوش خلق و فقیر دوست بود۔ گاہے فکر شعر ہم می کرد۔ حق تعالیٰ رحمت کند۔ از دست:۔

زلف کو عارض دلبر پہ پریشاں دیکھا
روز اور شب کو بہم دست و گریباں دیکھا
اوٹھ گیا سر کو پٹکتا ہوا بالیں سے طبیب
کیا کرے ایک بھی جینے کا نہ ساماں دیکھا

سودا

ملک الشعرا میرزا محمد رفیع سودا۔ در تذکرہ تقی میر مرقوم است کہ جوانے[1] خوش خلق و خوش خوئے، گرم جوش، یار باش، شگفتہ روے، نوکری پیشہ، متوطن شاہجہاں آباد غزل و قصیدہ و مثنوی و قطعہ و مخمس و رباعی ہمہ را خوب می گوید۔ سر آمد شعرائے ہندی اوست۔ بسیار خوشگو است۔ بلاگردان ہر شعرش طرف لطف رستہ رستہ، در چمن بندی الفاظش گل معنی دستہ دستہ۔ ہر مصرع برجستہ اش را سرو آزاد بندہ پیش فکر عالیش طبع عالی شرمندہ، شاعر ریختہ چنانچہ می باید ملک الشعرائی او را شاید۔ اکثر اتفاق طرح غزل باہم می افتد غرض از مغتنمات روزگار است۔ حق تعالیٰ سلامت دارد۔

---

[1] نکات: ص ۴۸

Marfat.com

مقدور نہیں اس کی تجلی کے بیاں کا
جوں شمع سراپا ہو اگر صرف زباں کا
پردے کو تعین کے در دل سے اٹھادے
کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا

قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کی سنے تو
مضمون یہی ہے جرسِ دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئیں تو مزا دے شراب کا

بے کس کوئی مرے تو جلے اس پہ دل مرا
گویا ہے یہ چراغ غریباں کی گور کا
آہ کس طرح تری راہ میں گھیروں کہ کوئی
سدرہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا

قطعہ

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہ کن!
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا!

Marfat.com

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

پھرے ہے شیخ یہ کہتا کہ میں دنیا سے منہ موڑا
الٰہی ان نے اب داڑھی سوا کس چیز کو چھوڑا

موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے
دل چاک ہو گیا ہے کسی بے قرار کا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا
پڑی رہ برق خار آشیاں میری سے کہتا ہوں
اڑے گا دھجیاں ہو کر ترا دامن جو یاں اٹکا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس ابرو کا
سنتا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا

موج آتش ہے سیل آنکھوں کا
شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا
نہ جیا تیری چشم کا مارا
نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا

Marfat.com

جو گذری ہم پہ مت اس سے کہو، ہوا سو ہوا
بلاکشانِ محبت پہ جو ہوا سو ہوا
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

ترا جی مجھ سے نہیں ملتا، مرا دل رہ نہیں سکتا
غرض ایسی مصیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا
ترے آگے مری آنکھوں سے آنسو کیوں کے چلتے ہیں
جو تو دریا پہ گذرے ہے تو پانی بہ نہیں سکتا

قطعہ

تجھ بن عجب معاش ہے سودا کا ان دنوں
تو بھی ٹک اس کو جا کے ستم گار دیکھنا
نے حرف و نے حکایت و نے شور و نے سخن
نے سیر باغ و نے گل و گلزار دیکھنا
خاموش اپنے کلبۂ احزاں میں روز و شب
تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا
یا جا کے اس گلی کو جہاں تھا ترا گذر
لے صبح تا بہ شام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس میں بھی پائی تو بہر شغل
پڑھنا یہ شعر کو کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تجھ کو غیر پاس
پر جو خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

Marfat.com

ساقی ہماری توبہ تجھ پر ہے کیوں گوارا
منت نہیں تو ظالم ترغیب یا اشارا

کسی دین دار و کافر کو خیال اتنا نہیں آتا
سحر کیا ہو چکی سودا کے جی پر شام کیا ہوگا

سودا سے یہ کہا ہیں دل اس طرح سے کھونا
کہنے لگا کہ ناداں کیا پوچھتا ہے ہونا

سودا سے کہا میں نے دل ہیں بھی کسی کو دوں
وہ کر کے بیاں اپنی روداد بہت رویا

کل مرے مشہد پہ کب پہنچے ہے وہ ابرو کماں
طرح غنچہ کے کھلے جب تک نہ پیکاں تیر کا

پڑھیے درود شکل صبیح و ملیح دیکھ!
جلوہ ہر ایک پہ ہے محمدؐ کے نور کا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائے گا
جوں اشک پھر زمیں سے اٹھایا نہ جائے گا

Marfat.com

قطعہ

ظالم نہیں.... کہا تھا کہ اس خوں سے درگذر
سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نہ جائے گا
دامان و داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل کا داغ دھلایا نہ جائے گا

وہ ہم نہیں جو کریں سیرِ بوستاں تنہا
بہشت ہو تو نہ مُنہ کیجیے باغباں تنہا

میں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا
سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالیٰ

بلبل نے جسے جا کے گلستان میں دیکھا
ہم نے اسے ہر خار و بیاباں میں دیکھا

جب سے ہوئی ہے قابلِ شمشیر وہ کمر
چھاتی پہ مری مرہم زنگار ہی رہا

کیا تاب ہے جو منہ پہ ترے آوے آفتاب
دیکھے جو بھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب

Marfat.com

دیکھے ہے منہ ترا تو یہ کہتا ہے شرم سے
یارب پھٹے زمیں تو سما جاوے آفتاب

کیوں اسیری پر مری صیاد کو تھا اضطراب
کیا قفس آباد ہو گئے کون سے گلشن خراب

ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست
میں پوجتا ہوں اس کو جو ہو آشنا پرست

سودا گرفتہ دل کو لاؤ نہ سخن کے بیچ
جوں غنچہ سو زباں ہے اس کے دہن کے بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت میں زور
رو دیا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھانے کی طرح

یہ زندگی مری وحشت کا ننگ ہے صیاد
قفس مجھے ترے جنگل سے تنگ ہے صیاد

Marfat.com

خرمی پھرتی ہے یوں اس دلِ پُرغم سے دور
جوں پھریں اہلِ طرب خانۂ ماتم سے دور

قطعہ

عقل نے ایک دن آ کر یہ کہا سودا سے
خواہ نزدیک ہمارے رہے خواہ ہم سے دور
لیکن اتنا ہے کہ وہ کام نہ کریو پیارے
جس کا ثمرہ رکھے تم کو دلِ عالم سے دور

انکار قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز
میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز

کس کے ہیں زیرِ زمیں دیدۂ نمناک ہنوز
جا بجا سوت ہے پانی کی تہِ خاک ہنوز

سودا کا حال تو نے نہ دیکھا کہ کیا ہوا
آئینہ لے کے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز

ساقی! گئی بہار، رہی دل میں یہ ہوس
تو منتوں سے جام دے اور ہم کہیں کہ بس

گو اب نہ مجھ غریب کے بالیں پہ آئے شمع
دل بے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجائے شمع

Marfat.com

اے لالہ گو فلک نے دیے تجھ کو چار داغ
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

دیکھوں ہوں یوں میں اس ستم ایجاد کی طرف
جوں صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف
پتھر کی لیک تھا سخن اس کا ہزار حیف
بولے زبان تیشۂ نہ فرہاد کی طرف

پروانہ رات شمع سے کہتا تھا راز عشق
مجھ ناتواں نے کیا کیا اٹھائے ہیں ناز عشق
محراب تیغِ دوست سلامت رہے مدام
کعبہ میں جا کے کب میں پڑھوں گا نمازِ عشق

یار و مہتاب گل و شمع بہم چاروں ایک
ہیں کتاں بلبل و پروانہ یہ ہم چاروں ایک

رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے بس اے ابر بہار
آشیاں میرا چھڑک، لگتی ہے اب گلشن کو آگ

کرتی ہے مرے دل میں تری جلوہ گری رنگ
اس شیشے میں ہر آن دکھاتی ہے پری رنگ

Marfat.com

کس جلوے میں دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ
سب رنگ میں ہے تو پہ ترا سب سے پرے رنگ

اک دست اگر زمانہ جہاں کے لٹائے گل
سر کو ہمارے خاک نہ دیوے جو جائے گل
ہستی سے نیستی میں جو بہتر نہ ہو مزا!
ہنستا ہوا جہان سے ہر گز نہ جائے گل

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

اب اس طرف تری گرمی اے شعلہ خو معلوم
تپاک غیر سے جو ہوں گے ہم سے دو معلوم
بھری ہے دل میں ترے یاں تلک محبت غیر
کہ جا نہیں میرے کینے کو، مہر تو معلوم

عاشق تو نامراد ہیں پر اس قدر کہ ہم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم

تیرے ہی دیکھنے کے نہ آئے جو کام چشم
تو زخم چہرے پر ہے کہ اس کا ہے نام چشم

Marfat.com

تو کیوں بھیگی رہی بلبل چمن میں دیکھ کر شبنم
کہ دو داماں پاک گل جسے کرتی ہے تر شبنم

کس کی ہے یہ چمن میں صبا بدشرابیاں
ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

مجھ کو نہیں ہے دل میں تری راہ کیا کروں
پر بے اثر ہے عشق مرا آہ کیا کروں

ظاہر میں دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہیں
آدے نظر تو خواب میں سو خواب ہی نہیں

تسلی اس دیوانے کی نہ ہو جھولی کے پتھروں سے
اگر سودا کو چھیڑا ہے تو لڑکو مول لو پھر بان!

ڈرتے ڈرتے ترے کوچے میں جو آجاتا ہوں!
صید خائف کی طرح رو بہ قضا جاتا ہوں!
طائر رنگ حنا کے نمط اب اے صیاد
ہوں تو میں ہاتھ میں پر تیرے پہ اڑا جاتا ہوں

عاشق کی بھی کٹتی ہیں کیا خوب طرح راتیں
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

Marfat.com

بلبل خاموش ہوں جوں نقش دیوارِ چمن!
نے قفس کے کام کا ہرگز نہ درکارِ چمن!
نوک سے کانٹوں کے ٹپکے ہے لہو اے باغبان
کس دل آزردہ کے دامن کش ہیں یہ خارِ چمن

جی ٹک تو دے کے یوں جو تو ہو کارگر کہیں
اے آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں

ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجھ کو نیند
جس کو پکارتا ہوں سو کہتا ہے مر کہیں
جادو بھری ہیں چشم مت آئینے کو تو دیکھ
دھڑکے ہے دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہیں

قطعہ

سودا سے رات میں کہا مغموم کیوں ہے تو
اٹکا ہے ان دنوں میں ترا دل مگر کہیں
کہنے لگا کہ سچ ہے پر اب کے اگر یہ جی
بچ جائے تو نہ دل کو دوں بار دگر کہیں
پوچھا جو میں سبب تو کہا کیا نہیں سنی
قاصد مرے کے حال کی تم نے خبر کہیں
نامہ لکھا تھا یار کو میں یہ سمجھ کہ ہے
عالم میں رسم نامہ و پیغام ہر کہیں

Marfat.com

لیکن سوائے بندگی و عجز و انکسار
نکتہ ہوا اس میں حرف تمنا سے گر کہیں
واں لا کے مارئیے مری گردن کو جس جگہ
پانی کے قطرے کا بھی نہ ہووے اثر کہیں
ورنہ خدا کے واسطے انصاف تو کرو
آتا ہے ایلچی پہ زوال اس قدر کہیں
اڑتا پھرے ہے نامہ گلی میں کسی طرف
دھڑ سے جدا پڑا ہے سرنامہ بر کہیں
وقتیکہ دلبرانِ جہاں کا ہو یہ سلوک
پھر دل کو دوں کہو تو کس امید پر کہیں

غیر کے پاس یہ اپنا ہی گماں ہے کہ نہیں
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہاں ہے کہ نہیں
دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لیے پھرتا ہوں
کچھ علاج ان کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

ناوک ترے نے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے میں

Marfat.com

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں
میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا
جس بے گنہ کے خوں میں چاہیں ڈبو لیاں

اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو
قسمت میں جو لکھا ہو الٰہی شتاب ہو
اس کشمکش سے دام کی کیا کام تھا مجھے
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوائے ابر ہو ساقی ہو اور دریا ہو
روا ہے کہہ تو بھلا اے سپہر نا انصاف
ریائے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
جو مہربان ہیں سودا کو مغتنم جانیں
سیاہی زادوں سے ملتا ہے دیکھیے کیا ہو

بوؤں میں تخم گل کو جہاں واں تو دم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

Marfat.com

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے اے صبا
یہ جا ہے وہ کہ یاں دمِ عیسٰی سموم ہو

خواہی رہِ صد سالہ ہو تو خواہ نہیں ہو
نزدیک بدل ہے تو مری جان کہیں ہو

ناصح کو جیب سینے سے فرصت کبھو نہیں
دل یار سے پھٹے تو کسی سے رفو نہیں

غیر پہ نت ہے کرم، ہم پہ ستم واہ واہ
دیکھ لیا بس تمہیں ہم نے صنم واہ واہ

خود نمائی پہ سدا اہلِ جہاں کی سودا
دیدہ پر آب ہو کرتا ہے نظر آئینہ

شیشی تے جام کی سو گئی جان جم کے ساتھ
وابستہ ہے طلسم جہاں اپنے دم کے ساتھ

کعبے کی زیارت کو اے شیخ میں پہنچوں گا
مستی سے مجھے بھولی جس دن رہِ مے خانہ

Marfat.com

مت ہنس مرے رونے پر آماں میں کہتا ہوں
ٹپکے ہے ابھی کوئی قطرہ اشک آلودہ

کہے ہے توبہ پہ زاہد کہ تجھ کو دیں تو نہیں
بھڑادے خم ہی مرے منہ سے چل انہیں تو نہیں

نسیم بھی ہے چمن میں اور اب صبا بھی ہے
ہمارے خاک سے پوچھو تو کچھ رہا بھی ہے
قدم سنبھال کے رکھو خار دشت پر مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

سودا جہاں میں آ کے کوئی کچھ نہ لے گیا
جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لیے

سودا جو سنا ہے کسی کا نام یہی ہے
آوارۂ سر زلف سیہ فام یہی ہے
کہتا ہے بنا گوش تر از لف کے آگے
میں صبح قیامت ہوں مری شام یہی ہے

غیرت عشق آن کر سودا تو پروانے سے سیکھ
شمع سے اپنا بھی ملنا دیکھ جل جاتے ہیں یہ

Marfat.com

گردش سے آسماں کی نزدیک ہے سبھی کچھ
ہم سے تجھے ملانا ایک دور ہے تو یہ ہے

ایسا بھی سادہ و پرکار کہیں دیکھا ہے
بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہے
خواہ کعبے میں تجھے خواہ میں بت خانے میں
اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

مرے گر عاشق بے کس تو ماتم دار دشمن ہے
صدا زنجیر کی گھر واسطے مجنوں کی شیون ہے

کس قدر اب کے ہوا مست ہے ویرانے کی
کسی لڑکے کو نہیں سدھ کسی دیوانے کی

سودا کو جرم عشق پہ کرتے ہیں آج قتل
پہچانتا ہے تو یہ گنہ گار کون ہے

بدلہ ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
تو اپنا ہی فریفتہ ہووے خدا کرے

Marfat.com

اس حال کے نبھنے کا کچھ اسلوب نہیں ہے
یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہے

قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ میں دوں بجا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خوں بہا ہے

تیری گلی کے طرف اگر ٹک پون بہے
میں آپ کو جلا کے کروں خاک تو بہی
پہنچی نہ تجھ کو آہ مرے حال کی خبر
قاصد گیا تو ان نے بھی اپنی ہی کچھ کہی

عشرت سے دو جہاں کے یہ دل ہاتھ دھو سکے
تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے
جس سرزمیں پہ جا کے روؤں تیری یاد میں
دہقاں کچھ اس زمیں میں بجز دل نہ بو سکے

منہ لگاوے کون مجھ کو گر نہ پوچھے تو مجھے
عکس بھی دیتا نہیں اب آئینے میں رو مجھے

آگیا رات میں جو دزدِ حنا تیرے ہاتھ
ورنہ جا پاؤں کو لاگا ہی تھا چوری پہ چوری

Marfat.com

بجھو تیغ تلے کہہ تو رستم سے کہ سر دھر دے
پیارے یہ ہمیں سے ہو ہر کار رے دھر مر دے
دل کے تئیں اک عالم کہتا ہے خدا کا گھر
اے عشق اسے آتش دیتا ہے سمجھ کر دے
کھلنے تو لگا ہے دل جوں غنچہ ہمارا بھی
لیکن نہ صبا تجھ سے گاہے بہ دم سرد دے

سینے کو رستموں کے نگہ تیری توڑ دے
آنکھوں کی ہر پلک صف محشر کو موڑ دے

مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے
ٹپکے ہمیشہ خون مری شاخسار سے

زاہد چلا ہے کعبے کو اور برہمن کنشت
بندے ہیں اس کے ہم جو کسی دل میں گھر کرے
جگ میں شراب خوار کی تشہیر کے لیے
سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے

دولاب کی ہے حق بہ طرف مستی سے فریاد
پیمانہ کسی کے گلے کا ہار نہ ہووے
ہو دست خدائی میں تو یہ کیجیے منادی
ظالم ہو جو کوئی سو طرح دار نہ ہووے

Marfat.com

کر ذبح شتابی مجھے صیاد کہ یہ صید
ہاتھوں میں ترے ہی کہیں مردار نہ ہووے

میں کہتا ہوں اپنے سے کہ ننگ و نام سے گذرے
نہ ہوں گر اس میں یہ باتیں تو کیا آرام سے گذرے

جوں غنچہ تو چمن میں بند قبا جو کھولے
پھر گل سے ارے پیارے بلبل کبھی نہ بولے

مومن نہیں زنار سے میرے آگاہ
اس رشتے کو ہے سبحۂ اسلام سے راہ
اس بت کا برہمن ہوں کہ ہم صوفی و شیخ
کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ اللہ

ایوان عدالت میں تمہارے اے شاہ
کب ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشے کا واں طاق سے رہتے ہے پاؤں
پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

وقتِ تحریر کلیات مرزا محمد رفیع سودا بدست نہ آمدہ۔ نود و سہ شعر از تذکرہ تقی میر نوشتہ و پنجاہ و پنج شعر از دیوان انتخاب کردہ بقید قلم آوردہ۔

Marfat.com

سجّاد

در فن شعر استاد، میر سجاد۔ در تذکرہ تقی میر مرقوم است کہ از اکبر آباد است۔[1] مرد طالب علم مستعد و شاعر خوب ریختہ۔ شاگرد میاں آبرو۔ سجاد تخلص می کند۔ بسیار آدمی خوب است۔ سخن او بہ پایہ استادی رسیدہ۔ قبل ازیں مجلس ریختہ می شد۔ از دست:

کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ یاں کوئی
مرجا ستم سے ان کے تو کہتے ہیں حق ہوا

بجائے کافر کہ اول مصرع واقع است باعتقاد فقیر محمد تقی میر لفظ باطل حق است اگرچہ باطل باطل است لکن واقعی انیست کہ خوب لفظ میر رسانیدہ کہ حق و باطل ازاں معلوم گردیدہ۔ حق تعالیٰ اسلامت دارد۔

گر تیرے کل کے آنے میں کھوئے نہیں حواس
سجاد کیوں پھرے ہے سجن آج فق ہوا

ساقی بغیر جام کے جیو کا بچاؤ نین
جوں نیل مست آوے ہے ابر سیہ بلا

کیوں مشت گل بھی دل کی نہ رہنے میں بہ گئی
سجاد مجھ کو باقی ہے ... چشموں سے یہ گلا

---

[1] نکات: ص ۶۶

Marfat.com

غم نہیں کہ گم ہوا بالوں میں تیرے جا کے دل
پیچ پر تجھ زلف کے گویا کہ اس کو بل دیا
تجھ کو اے سجاد غیر از خنجر بیداد کے
اور بھی کچھ ظالموں کی دوستی میں پھل دیا

جو دل ہو گلوں سے اٹکتا ہوا!
وہ کانٹا ہے جیو میں کھٹکتا ہوا!

بتاں تو چاہتے سجاد تجھ کو
کریں کیا پر خدا نے جو نہ چاہا

بتوں کی بھی یہ یاد دو روز ہے
ہمیشہ رہے نام اللہ کا
اب جلا لے ٹک آن کر ساقی
عمر کا بھر چکا ہے پیمانہ

مقبول اس جہاں کا ہرگز غنی نہ دیکھا
راجا وہی ہے جو کوئی یاں سے گیا ہے رانا

سجاد کوئی دیکھے بے تابیاں دل کی
ہے زندگی ہماری یہ موت کا نمونہ

Marfat.com

جان و دل سب قبول ہے جانا
پر گلی میں تری مجھے آنا !

میں نے جانا تھا قلم بند کرے گا دو حرف
شوق کے لکھنے کا سجاد نے دفتر کھولا

خط کترواگے آج قینچی سے
ہم سے ملنے میں جائے ہے کترا

تیری شمشیر سے جدا ہو کر
سر مرا مجھ کو تن نہیں دیتا

کیا کرے پانو بھی کہ جنگل میں
کچھ نہیں آبلوں سے چل سکتا

مرے دیکھ کر حال داماں کا
پھٹے کیوں نہ سینہ گریباں کا

سب کی نظر سے گر کر اک دم میں پست ہو جا
گر مے کشوں میں آوے زاہد تو مست ہو جا

Marfat.com

قاتل کی تیغ آگے جاتے ہیں ہم نہ دھڑکے
ہرگز ہمارے دل میں سرکا رنہیں ہے دھڑکا

شتابی پلادے کہ جاتا ہے ابر
جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب

سجاد مہرباں کرے کوئی اس کو (کس) طرح
غصہ ہوا ہے یار میں کچھ ان دنوں غضب

کبھی منزل یہ ہوتی نہیں پوری
بہت اس راہ میں گئے ہیں ناپ

ہر کام کا اگرچہ ہوتا ہے سہل اول
پر عشق کی ستم ہے کوئی ابتدا نہایت

ایک ڈگ ہے عاشقی کے پنتھ میں
پانو کے نزدیک راہ دور دوست

جلنے سے صدق دل کے سبب بچ گیا خلیل
وہ بات ہے کہ سانچ کو ہرگز نہیں ہے آنچ

Marfat.com

دل آبادی میں تنہا کھینچ مت رنج
کہ ویرانے میں دیوانوں کا ہے گنج

بند میں مت رہ دیوانے عقل کے
کر گریباں چاک چھاتی کھول کر

غیروں کو جان خواب (میں) غفلت میں ڈال کر
اک رات آکے سو رہو ہم پاس آنکھ موند

مر گئے پر اگر نہیں آسیب
کیوں یہ رکھتے ہیں قبر پر تعویذ

مت ہو نامہ عبث کو جا کاغذ
اپنے اوپر نہ حرف لا کاغذ
یہ دھواں سا فلک ستاروں ساتھ
ہے نظر میں مری جلا کاغذ
آسماں ایک رقعہ دار نہیں
غم کے لکھنے کو ہو بڑا کاغذ

جتنے چمن کے بیچ نہائے ہیں نونہال !
تعظیم تیری کرتے ہیں سب اٹھ کے سرو قد

Marfat.com

اس فصلِ گل میں جوشش جنوں کا ہوا ہے قہر
جنگل میں آ بھرا ہے نکل کر تمام شہر
ہوتی نہیں ہے سرد ہمارے یہ دل کی آگ
لاگی ہے جس زمانے سے جلتی ہے دہر دہر

سبھی جلتے تھے شمع و پروانہ!
رات یہ دن تھا اہلِ مجلس پر!

بادِ صبا سے زلف معطر کی ہم تلک
مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خبر عطر

دیوانے کا نہیں مطلب دیوانہ
تو کیوں نامہ پہ ہیں سطروں کی زنجیر

شوقِ جنوں میں تیرے عوض چاک جیب کے
نرگس چمن میں دیکھے ہے آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ

لختِ جگر ہمارا پانوں کے ساتھ کھا کر
کرتے ہو ہم سے باتیں اب تم چبا چبا کر

میرے تمام حال کی تقریر ہے یہ زلف
روزِ سیاہ و نالۂ شب گیر ہے یہ زلف

Marfat.com

خاموشی اس سبب ستی رہتا ہے بیشتر
تنگ اس قدر ہے منہ کہ نکلتا نہیں ہے حرف

دور میں رخسار کے تیرے کہیں انصاف نہیں
خط چرائے جائے دل کو اور باندھے جال ہے زلف

جس خوب رو کے دل میں نہ عاشق سے ہو نفاق
کہتے ہیں سارے اس کے تئیں حسن اتفاق

دل کو کبھی پیار دلا کر کے تو سجن
لاگا نہیں گلے سے مرے آکے آج تک

زلفوں کے جب الجھتے ہیں اس ساتھ آکے بال
دیتا ہے شانہ عاجزی سے دانت تب نکال!

گلی میں تری بیٹھتے ہی سجن
ان آنکھوں سے آتے ہیں آنسو نکل

سجاد فکر ہم نہ کریں کیوں کے شعر کی
لگتے ہیں جا کے یار کے منہ سے سخن ہیں ہم

Marfat.com

ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لے جا دے اسے
خواہ زلفیں خواہ ابرو خواہ مژگاں خواہ چشم

جب ہم آغوشِ یار ہوتے ہیں
سب مزے در کنار ہوتے ہیں
ناخدائی ٹک ایک کر ساقی
ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں
تیر ڈوبیں کسی نشانے پر
میرے سینے کے پار ہوتے ہیں

اب تو ہم نے کیا گریباں چاک
تیرے دامن کو کس طرح چھوڑیں

برابر اپنے سجن بندگی کے کاموں میں
نہیں میں دیکھتا صاحب کے کوئی غلاموں میں

کس طرح کوہ کن پہ گزریں گی!
ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں!
بدل از مصنف ہم چنیں مصرع شنیدہ شد۔
ہجر شیریں میں کیوں کے کاٹے گا
کوہ کن یہ پہاڑ سی راتیں!

Marfat.com

ہیں شیشیاں شراب کی پیارے بھری ہوئی
آنکھیں نشہ کے بیچ تمہاری گلابیاں

سایے میں ہم اس باغ کے ہر بلبل وگل ساتھ
مدت تئیں دیوار بہ دیوار رہے ہیں

دیکھیں طبیب در پہ دارو ہے کب تئیں
مرتا ہوں میں تو عشق میں جیتا ہوں جب تئیں

جو اک دم خم ہے ابروئے خمدار میں
کہاں پاؤں یہ ضرب تلوار میں

جب کرے ہے ترے دہن کا بیاں
منہ سے غنچے کے پھول جھڑتے ہیں

تیری وحشی نگہ سے جنگل میں
بھاگنے پر غزال بیٹھے ہیں

لب شیریں پر اس کے مرتا ہوں!
زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں!!

Marfat.com

یہ سجاد کے دل کی جلنے کی قدر
نہیں بوجھتی شمع اس کو بجھاؤ

میرا جلا ہوا دل مژگاں کے کب ہے لائق
اس آبلہ پا کو کیوں تم کانٹوں میں اینچتے ہو

ہر چند در مثل تصرف جائز نیست زیرا کہ مثل این چنیں است کہ کیوں کانٹوں میں کھینچتے ہو لیکن چوں شاعر را قادر سخن یافتم، معاف داشتم۔

دیکھ مہندی لگے ان ہاتھوں کو
پھول آ کر لگے ہیں پانوں کو

سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہے
زلف تیری ہے کوئی بس کی گانٹھ

نہ جوں زلفِ تیرہ ہے ہر دل کی آہ
نصیبوں سے ملتے ہیں بختِ سیاہ

شرمندہ ہو گئی ہے ترے منہ میں آرسی
اب پھر کے روبرو وہ ترے ہرگز آئینہ

رات اسی زلف کا وہ افسانہ
قصہ کوتہ تری کہانی ہے

Marfat.com

بے تکلف ہو سبھوں سے وہ ملے ہے سجاد
دخترِ زر بھی عجب طرح کی مستانی ہے

اگر شعرِ من می بود پیش مصرع ایں قسم می گفتم:
بے تکلف ہو پنیٹ سر پہ چڑھے ہے سجاد
وبخاطر فقیر...... باوصف تغیرِ پیش مصرع مذکور ایں قسم می گذرد:
منہ لگاتے ہی ذرا سر پہ چڑھے ہے سجاد

ہاتھ ہی میں رہے ہے طفلوں کے
یہ تماشے کا دل کھلونا ہے

بختوں یارے سجن کہیں مل جائے
لیکن ایسے کہاں نصیب مرے

عشق کی ناؤ پار کیا ہووے
جو یہ کشتی تری تو بس ڈوبی

ہمہ شعر سبحان اللہ لیکن فقیر را از دیدن شعر تواجد دست بہم می دہد۔
از بسکہ از خواندن ایں شعر حظ بر می دارم، می خواہم کہ بصد جا بنویسم۔
تمہیں غیر سے صحبت اب آبنی
اسے دوستی ہم سے ہے دشمنی

Marfat.com

بتوں کے تئیں کس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

جب تک نہیں پہنچتے ترے آستاں تلک
تب تک ہماری خاک کی مٹی خراب ہے

کچھ یہ سجاد کے جیو پر ہی عجب حالت ہے
ورنہ دیکھے ہیں بہت اس درد کے بیمار کئی

موچنیں سے لبیں تو مت لے شیخ
پشم نوچے سے کیا اپڑتی ہے

اے صنم زنار پہنی تجھ وفا کے واسطے
ورنہ کوئی کافر نہیں ہوتا خدا کے واسطے

عاشقوں کا سجن لہو پی پی !
دم بدم تیری تیغ اگلے ہے !

ماہرو بن یہ شمع محفل میں !
جیسی روشن ہے سب پہ روشن ہے

Marfat.com

سپر واری اس کی کسی سے نہ ہو
یہ ابرو تری ننگی شمشیر ہے

پانو جنگل میں دھرنے دیتے نہیں
کیا پھپھولوں نے سر اٹھایا ہے

سائل

محمد یار بیگ، تخلص سائل۔ ہمراہی بذل بیگ خاں ساکن شاہجہاں آباد۔

ملتا نہیں چمن میں قفس کا نشاں مجھے
تقدیر لائی کھینچ کہاں سے کہاں مجھے
آئی ہے گر چمن سے ٹک اب دم تو لے نسیم
پہنچے گی بوئے گل کی صبا پھر کہاں مجھے
شیریں کو کوئی پھر نہ ملا مثلِ کوہ کن
دے رائیگاں نہ ہاتھ سے اے دل اتاں مجھے

احوال ایں شاعر در تذکرہ ہا مرقوم نیست۔ از میر اولاد علی نوشتہ شد۔

سعادت

فخر شرافت و نجابت، میر سعادت علی سعادت۔ از سادات امروہہ بود۔[1] مرد سلیم الطبع، کم سخن، متواضع۔ سعادت تخلص می کرد۔ فی الجملہ چاشنی درویشی داشت۔ شعر او خالی از لطف نیست:۔

---

[1] نکات: ص ۴۴

Marfat.com

واللہ جو سرلوح ترا نام نہ ہوتا
ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات
ایک جو شانہ ہے سو تو نیل میں ڈالے ہے ہات

بسکہ ہوں کم ظرف دو پیالہ میں ہو جاتا ہوں مست
ہوش کھو دیتی ہیں میرا اس کی آنکھیں مے پرست

کیا صید آ ہوئے دل آسواری سے میاں تم نے
کمر کی ڈاب نہیں کھولی گو یا چیتے کی ڈوری تھی

اہل زر کے سیم تن ہوتے ہیں رام
صید ہوں ہیں جس جگہ دیکھے ہیں دام

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں
یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

سراج

میر سراج الدین سراج تخلص۔ در اورنگ آباد شنیده می شود۔ شاگرد سید حمزه۔ سخن او خالی از مزه نیست۔ ہمیں قدر در تذکرہ میر تقی میر

Marfat.com

مرقوم است۔ از دست[1]:

تم پر فدا ہیں سارے حسن وجمال والے
کیا خط وخال والے کیا صاف گال والے

پی بن مجھ آنسوؤں کے شراروں کی کیا کمی
جس رات چاند نہیں ہے ستاروں کی کیا کمی

نہیں ہے تاب مجھے سامنے ترے جاناں
کہاں سراج کہاں آفتاب عالم تاب

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر ہیں آجاوے

شعلہ خو جب سے نظر آتا نہیں
لوٹتا ہے تب سوں انگاروں میں دل

نیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

مدت سے گم ہوا دل بیگانہ اے سراج
شاید کہ جا پڑا ہے کسی آشنا کے ہاتھ

---

[1] نکات: ص ۹۵

Marfat.com

شکر للہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا
شیوۂ جور و ستم فی الجملہ کم ہونے لگا

نیں ہوا اس شمع رو کے عشق میں داغ اک سراج
ہیں وہ حسن آتشیں کے ایسے پروانے کئی

سلامت

سلامت[1] علی، سلامت تخلص۔ بیک واسطہ شاگرد میر است:

لائے کے تختے کھل گئے میرے مزار پر
مرنے کے بعد لخت دل آئے ... مزار پر

سالک

سالک راست:

پھروں بے ہوش کریں برہنہ پا بدل تیرے
یقین بوجھو تمن پیارے کہ سالک کو بھایا ہے

در تذکرۂ نقی میر ہمیں قدر مرقوم[2] بود کہ نوشتہ۔

سعدی

سعدی دکھنی راست۔ انچہ بعضے شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ ایں را گماں

---

[1] سلامت کا ترجمہ حاشیے پر درج ہوا ہے۔

[2] نکات: ص ۱۰۲

Marfat.com

بردہ اند، خطا است۔[1]

ہمنا تن کو دل دیا تم نے لیا اور دکھ دیا
تم یہ کیا ہم وہ کیا ایسی بھلی یہ ریت ہے
دو نین کی پھیر کر دوں رو رو بجھوں دل بھروں
پیش سگ کو یت دھروں پیاسا بجاؤ میت ہے
سعدی غزل انگیختہ، شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے[2]

سلام

میاں نجم الدین علی خاں سلام تخلص مولد او اکبر آباد است۔ خلف میاں شرف الدین علی خاں پیام کہ احوال او نگاشتہ شد۔ جوان، یار باش مخاطب صحیح، حقیقت، حمیت، لیاقت، آدمیت، شخصیت، حرمت عزت ہمہ دارد۔

---

(۱) نکات ص ۱۰۵
(۲) آخری دو شعر حاشیے پر درج ہوئے ہیں۔

Marfat.com

باتقی میر اخلاص تہ دل دارد۔ چنانچہ اکثر اوقات اتفاق باہم فکر شعری کنند وگپ می زنند و مزاح ہم می نمایند۔ حق تعالیٰ زندہ دار۔ از دست:

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ
درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سوز

محمد میر تخلص سوز۔ قبل ازیں میر تخلص می نمود۔ الحال موقوف نمودہ سوز تخلص خود قرار دادہ۔ مردیست درویش وخوش فکر و بدیہ گو و شوخ طبع ساکن شاہجہاں آباد۔ از دست:

شہرۂ حسن سے ازبسکہ وہ محجوب ہوا
اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

عالم کا تمنا میں تری جاں بلب آیا
رحمت ہے خدا کی تو لب بام نہ آیا

بلبل کہیں نہ جائیو زنہار دیکھنا
اپنے ہی دل میں پھول کے گلزار دیکھنا
نازک ہے شیشۂ دل عاشق سنبھالیو
غم سے بھرا ہے اے مرے غم خوار دیکھنا
جو جو سنا تھا کان سے دیکھا ہے آنکھ سے
چپکا ہی رہیو اے لب اظہار دیکھنا

Marfat.com

دل ہے ہی گیا نہ یار ہے ہے
ہے ہے دل بے قرار ہے ہے

مت چھیڑ مرے سینے کو یوں اس میں بھی کچھ ہے
پھر کاہے کو کس واسطے کیوں اس میں بھی کچھ ہے

یوسف کو جو کہتے تھے کہ گل پیرہنی ہے
سو نام خدا یاں بھی تو نازک بدنی ہے

قطعہ

شکوہ عبث ہے یار کے جور دل کا ہر گھڑی
غیروں کے ساتھ شوق سے ہر بار دیکھنا
سودا کی بات بھول گئی تجھ کو سوز واہ
جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

اے مرے دل تو کیوں پڑا ہے نڈھال
آنکھ تو کھول چونک میرے لال!
کیا کسی پر ہوا ہے تو عاشق
نہ مرے لال یہ برا ہے خیال

سلیمان

(۱) میر مراد علی سلیمان تخلص، ساکن دہلی۔ مدت است کہ در صوبہ بہار

---

(۱) سلیمان کا ترجمہ حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

قیام دارند۔ بخانۂ اشرف علی خاں مرحوم ملاقات نمودہ۔ از دست

اے دل تو عبث ڈھونڈھے یہاں کام کو اپنے
پہنچا نہیں ہے کوئی سرانجام کو اپنے
اس گنج قناعت سے قدم رکھیو نہ باہر
جیوں نقش نگیں چاہے ہے گر نام کو اپنے

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ گیا، بل بے جگرداری دل

سلیمانؔ

(۱)

سلیمان :

نکل کے قالب سے اے نفس تو کرے گا کیدھر گزارا اپنا
سُنا تو حب الوطن سے ہرگز نہ چھوڑ ظالم دیار اپنا

ساماںؔ

میر ناصر ساماں۔ شعر فارسی خوب می گفت۔ گاہے فکر ریختہ ہم می نمود شاگرد حضرت مرزا جان جاں مظہر مدظلہ العالی۔ چند سال است کہ بجنت شتافت :

اٹھیں کیوں کر نہ اب دل سے ببھوکے
کبھو تھے آشنا ہم بھی کسو کے

---

(۱) حاشئے پر اس سلیمان کا بھی ذکر ہے۔ ہو سکتا ہے دونوں ایک ہوں۔

Marfat.com

خبر بھی آ دنے رہ گئی ہے
کبوتر اوڑ گئے سپے پیتم کے کوکے

ہمیں دو شعر در تذکرہ نسخ علی تبریزی مرقوم بود[1] و دیگر خیر۔

سلیم

میر محمد سلیم سلیم تخلص ساکن عظیم آباد۔ مرویست بسیار سلیم الطبع و غریب
انتخاب از دست :

ابر دریا بار سے نے فیض یم سے آشنا
ہے حباب آسا دل اپنا اپنے دم سے آشنا
گو سدا ہے دل غریق بحر ہے لیکن نہیں
جو گہر دامن کا اس کے عکس نم سے آشنا
بے نشاں کیوں کر نہ ہوئے دشت بے پایان عشق
راہ دریا کی نہیں نقش قدم سے آشنا
ہے طلسم عکس ساقی اس میں اے مستان عشق
ساغر دل کو نہ کیجیو جام جم سے آشنا
جس نے اس وحشت سرا میں دیدۂ دل وا کیا
جوں نگاہ چشم آہو ہے وہ رم سے آشنا
صرف غربت عمر کی پر گردباد آسا سلیم
نے عرب کی راہ ونے رسم عجم سے آشنا

---

(۱) گردیزی ص ۹۸

Marfat.com

یہ مثلِ شمع عریاں زندگی میں ہے بدن اپنا
اٹھاوے گا نہ احسانِ کفن مرنے پہ تن اپنا
نہ ہوگا زینتِ دستار گل اس کا کہ رہتا ہے
برنگِ نقشِ قالی پائمالی میں چمن اپنا
غرض کیا ہم سے نازک خاطروں کو تنگ پوشوں سے
حباب آسا نہیں محتاجِ سوزن پیرہن اپنا
اگر سینے سے موجِ بادہ پہنچے تا بہ لبِ ساقی
تمنا سے نہ ہوئے بند جوں ساحل دہن اپنا
سلیم اس دشت میں ہم گردباد آسا نہیں واقف
کہ جاویں گے کدھر اور کس طرف چھوٹا وطن اپنا

تیغ کی ہے یہ زبان تشنہ اپنی ہم نصیب
تا نہ ڈوبے بحرِ آتش میں نہو وے تم نصیب
ہے طلسمِ ہستی دونوں میں اک ہی گو کہ ہو
کاسۂ چوبیں گدا کے، شہ کے جامِ جم نصیب

نقص فیضِ ہمتِ دریا نہیں اس میں سلیم
جو رہیں محتاج قطرہ کے صدف سے کم نہیں

دو رفیق اپنے تھے اس عشق میں دونوں بگڑے
نے جگر ہاتھ میں نے دیدۂ تر ہاتھ میں ہے

Marfat.com

تسلیم

سلیم اللہ خاں، تسلیم تخلص۔ ساکن عظیم آباد۔ بندہ بادشاہی موروثی، بافقیر دوستی و اخلاص دارند۔ دریں روزہا فکر شعری نمایند۔ حق تعالیٰ سلامت دارد۔ از دست

چرخ کج رفتار کے ہاتھوں سے تو روتا ہے کیا
صبر کر کے بیٹھ رہ اس رونے سے ہوتا ہے کیا
کچھ تجھے بھی فکر ہے پرسش کا روز حشر کی
ٹک تو اب بیدار ہو غافل پڑا سوتا ہے کیا

کام جو کچھ کہ مرا ہے سو کیے جاتا ہوں
مرتے مرتے ہی ترا نام لیے جاتا ہوں

کیا ہی گئی ہے عمر سبکسارئی ہوئی
میں دیکھتا ہی رہ گیا اس گرد راہ کو

خالی پڑا ہے شیشہ اور ہے ایاغ خالی
اوپر سے تو کرے ہے ناصح دماغ خالی

بلبلا سمجھوں ہوں میں اس ہستی موہوم کو
کوئی دم کو پھوٹ جاتا ہے حباب زندگی

Marfat.com

منصور کو انا الحق کہنا بہت بجا ہے
جب زنگ آئینہ سے دور ہو گیا صفا ہے

رونا آنکھوں کا ہے سرشت مری
چشم کیا ہے وبال رکھتے ہیں
آہ و نالہ بھی اپنا کام سا ہے
مونس اپنا ملال رکھتے ہیں
ذکر غم کا مجھے خوش آتا ہے
ہم یہی قیل و قال رکھتے ہیں

محبت میں نام اپنا کر جائیں گے
جو اور کچھ نہ ہوگا تو مر جائیں گے
نہ سوکھے گا آنسو کبھی آنکھ سے
ترے غم میں ہم چشم تر جائیں گے

سکندر

شیخ سکندر، سکندر تخلص۔ بیشتر مرثیہ می گویند۔ شعر ایشاں کم بسمع فقیر رسیدہ۔ از وست :

شعلہ آہ سے اور اشک سے طوفاں ہے یہاں
آتش و آب عجب دست و گریباں ہے یہاں
گلبدن کو یہ لکھا ہم نے سکندر نامہ
داغ ہجراں سے مرے دل میں گلستاں ہے یہاں

Marfat.com

شوق

میاں حسن علی شوق تخلص[1]۔ از شاہجہانپور است۔ شاعر ریختہ، سپاہی پیشہ شاگرد خان آرزو۔ آشنائے تقی میر۔ دیگر احوال مرقوم در تذکرہ نیست۔

از دست:

قاصد پھرا نہ وہاں سے جواب تک سو آچکا
القصہ اس گلی میں گیا جو سو جا چکا
اے یاس مجکو کام اجابت سے کیا رہا
وقتیکہ جب دعا ہی سے میں ہاتھ اٹھا چکا

اگر قاصد ترے کوچہ سے ٹک جلدی نہ آوے گا
تو پیارے دیکھیو پھر تو کہ میرا جیو ہی جاوے گا

دکھا دیدار اے پیارے کہ ہیں فرقت سے مر گذرا
مری فردا ئے محشر آج ہے میں کل سے در گذرا
کسی کو باغِ دنیا سے نہ دیکھا شاد ہم جانے
برنگ شبنم ایک عالم یہاں سے چشم تر گذرا

آج ہی ملو تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا
جیوں طفل اشک میں تو مہماں ہوں کوئی پل کا

---

[1] نکات: ص ۱۱۷

Marfat.com

کیا کیا ستم نہ تھے جو کیے چشم یار نے!
جو سختیاں نہیں مجکو زمانہ دکھا چکا!

میں اپنی کم زبانی سے عزیزاں گرچہ مرتا ہوں
لب زخموں سے قاتل کا ادائے شکر کرتا ہوں
عبور بحر دریا میں سبک ساری سے کرتا ہوں
حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گذرتا ہوں

ماتم میں میرے کوئی نہ رویا تو غم نہیں
تربت پہ میری شمع کا ہنسنا بھی کم نہیں

تلوار کس پہ کھینچتے ہو ہم تو مرچکے
پیاسے ہو کس کے خون کے ہم میں تو دم نہیں

مدت سے یہ بحث درمیاں ہے
پر علم نہیں کمر کہاں ہے

بجز مروڑ کے عاشق سے کچھ خیال نہیں
ہم اوسکی زلف کو جانا بڑی ہے سودائی

بجھے گی آتش دل ہم نے جانا تھا گھٹا آئی
ہوائے ابر نے دونی ولے یہ آگ بھڑکائی

آپکا خط بھی نیرانت نیا یک ناز ہے
ہو چکی آخر بہار اور اب نئیں آغاز ہے

خبر لے شوق کی ظالم تیری فرقت سے مرتا ہوں
برابر تر داد ہے اودسیر جو کوئی دم گذرتا ہے

Marfat.com

شاعر

میر کمال الدین حسین، عرف کلو، شاعر[1] تخلص۔ خویش و شاگرد حضرت خواجہ میر درد موصوف ساکن شاہجہاں آباد۔ بزمانی خواجہ صاحب میر الم معلوم شدہ کہ فکر ریختہ می نمایند۔ از دست:

پھبتا ہے کیا ہی تجکو اے یار مسکرانا
ٹک واسطے خدا کے یک بار مسکرانا

رُباعی

شاعر تو گویا چھاتی پہ سنگ آیا ہے
یا دل پہ مرے قید فرنگ آیا ہے
ہاں ہاں تجھ سے خدا چھڑا دے جلدی
ہے ہے میرا تو جی تنگ آیا ہے

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بیری
کہتی ہے خلق خدا دیکھ صورت میری
تو کس بے رحم کا ہوا ہے عاشق
ہے ہے شاعر یہ نوجوانی تیری

شاغل

شاغل[2]، جوانے بود شاگرد بسمل، در دہلی گاہ گاہے پیش تقی میر ہم می آمد۔
از دست:

جاتی نہیں ہے اس سے تیری فکر زلف و رخ
شاغل کو روز و شب ہے تیرا ذکر زلف و رخ

---

[1] شاعر کا ذکر دا۔ سیشے پر ہے۔

[2] نکات، ص ۱۴۶

Marfat.com

شوری

از شوری جالاپوری[1]

برسات میں نہ دیکھا نظر بھر کر آفتاب
روشن ہے یہ کہ عاشق ہوا تجھ پر آفتاب

شیفتہ

میر محمدی، شیفتہ تخلص، وطن جائے دیگر است، الحال در شاہجہان آباد استقامت دارد۔ از دست:

ایک تو دل مرا مدت سیتے سودائی ہے
تسپہ کیا دھوم سے دیکھو تو بہار آئی ہے

شیدا

شیدا۔ شاعریست از شاہجہاں آباد لکن احوال او در تذکرہ مرقوم نیست یک غزل دریا من علی پسر میر نظر علی کہ تازہ وارد اند، از مرقوم بود۔ از دست

میں کھینچنے والا ہوں جفا عشق کے نالے ... اے حسن کش آگے نہ مرا ہاتھ قلم لے

ہے چہرہ بدل مہر مرے شوخ سے یارو ... کچھ اوسکی جھمکتی نہیں دستار فلک پر

---

[1] نکات: ص ۱۰۰

Marfat.com

شیفتہ

سید اللہ بخش، شیفتہ تخلص۔ از چند سال در عظیم آباد قیام می دارد و اکثر مرثیہ می گوید۔ چنداں مربوط نیست کہ احوال او مفصل معلوم شود۔ سیزدہ شعر خود انتخاب نمودہ مرسلہ ازاں جملہ چند شعر مرقوم گشتہ۔ از دست:

جوش سودا کا ہوا چلیے اوجاڑوں کے بیچ
رو دیئے خوب پٹک سر کو پہاڑوں کے بیچ

تیری زلفوں میں نہیں یہ دل وحشی میرا
مجنوں بیٹھا ہے سجن بید کی جھاڑوں کے بیچ

سرد مہری سے تیرے مکھ کا ہوا اور ہی چاؤ
جیسے خورشید کہ خوش لگتا ہے جاڑوں کے بیچ

گل سنتے خوشیاں نہ کرنے پائے اے صبا دہم
ساتھ تیرے ہائے گلشن سے چلے ناشاد ہم

کہو اوس ظالم بے رحم کو اب یاد کیا کیجئے
جو کہتا ہے کہ اوس ناشاد کیتئیں شاد کیا کیجئے [1]

شاہ

شاہ سعد اللہ، لقب عشق علی متخلص شاہ، مرید شاہ کریم اللہ سلمہ اللہ

---

[1] آخری دو شعر حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

جانشین حضرت شاہ ازراں قدس سرہ، شاگرد خواجہ میر درد مہربان حالِ ایں عاصی۔ از دست:

ہر ایک نے تلاش کیا تیرے میاں کا
پر علم کسی کو نہ ہوا رازِ نہاں کا
ادراک کیا فہم نے جو جس کے جہاں تک
اثبات ہوا اوسکو وہاں اپنے گماں کا

ایک بار تجکو دیکھنے گر پاوے آفتاب
ہر صبح اوٹھ گلی میں تیری آوے آفتاب

اشک پر اشک ٹپکے ہیں مری آنکھوں سے
یاد آتی ہے وہ عجب موسم برسات کی رات

نہ ذوقِ باغ نہ شوق فضائے کشت مجھے
جہاں ہے یار میرا ہے وہی بہشت مجھے

قطعہ

ادھر تو شیخ پکارے ہے آ تو کعبہ کو
ادھر کہے ہے برہمن کہ چل کنشت مجھے
عجب دوراہے ہیں آ کر کے اتفاق ہوا
کدھر کو دیکھیے لے جائے سرنوشت مجھے
کسی کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ
بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

Marfat.com

قطرہ و بحر میں نہیں کچھ فرق
گرچہ قطرہ ہیں عین آب ہیں ہم
کشورِ باطن کے سلطاں ہیں
شاہ ظاہر ہیں گو خراب ہیں ہم

شور

خواجہ عاصم خاں، فرزند رشید خواجہ محمدی خاں غفرلہ، شور تخلص، مردیست صاحبِ اخلاق و خوش خلق و عابد۔ ساکن شاہجہاں آباد۔ الحال در موضع منہاری قیام می دارند۔ شاگرد حضرت شاہ رکن الدین عشق عرف مرزا گھسیٹا مدظلہ العالی، گاہ گاہ فکری فرمایند:۔

لوگوں کی .... مر گئے ہم
تھا حق وفا سو کر گئے ہم
تیرا ہے خیال دل میں و دہیں!
گو آپ سے گذر گئے ہم

بنتا ہے تو میرے یار جی میں
اس پر بھی نہیں قرار جی میں
ظاہر میں ملیں ہیں گو کہ روکھے
کرتے ہیں پہ تجکو پیار جی میں

صیاد تو ملول نہ کر اس بہار میں
کیا حسرتیں بھری ہیں دل داغدار میں

حیراں ہوں کیا کروں میں اس لخت دل کے ہاتھوں
ایذا بہت اٹھائی کم بخت دل کے ہاتھوں

رو برو سے تو ٹال آئینہ
ہو گیا ہے وبال آئینہ

Marfat.com

آرزو یہ ہے کہ اس طرح سے دن رات کٹے
جتنی باقی ہے مری عمر ترے ساتھ کٹے

سینہ کے سوز سے میری جلنے زباں لگی — یہ آگ یارو آہ کہاں سے کہاں لگی

دن وہی تھے جو تیرے پاس کٹے — باقی جتنے کٹے اداس کٹے!

آہ و فریاد تیرے خوف سے کم کرتے ہیں — پر میاں دل ہی سمجھتا ہے جو ہم کرتے ہیں

فصل گل آئی اور اس وقت چمن چھوٹے ہے
آہ بے وقت غریبوں سے وطن چھوٹے ہے

کس طرح سے سامنے اب اوس کے یارو جائیے
ہجر میں جیتے رہے، کیا منھ اسے دکھلائیے

رباعی

دنیا کا جو درد و غم اٹھایا تو کیا — ناحق جو اس عمر کو گنوایا تو کیا
ہم سا ہے جو ناسمجھ جہاں میں اے شور — آیا تو کیا وگر نہ آیا تو کیا

شاداں

لالہ بنگالی لعل، شاداں تخلص۔ مرد لیست صاحب اخلاق و شائستہ، در محفل مشاعرہ می آمد و شعر غزل طرحی می گفت۔ ساکن عظیم آباد است۔ حق تعالی

Marfat.com

سلامت دارد۔ از وست :

ہم نے وفا کا اپنی تماشا دکھا دیا
کھینچی جو اون نے تیغ وہیں سر جھکا دیا

صبر و قرار و ہوش دل و نامہ لے گیا
قاصد بھی یار پاس اک ہنگامہ لے گیا

ہاتھ اس دل سنگیں کے یہ شیشہ جلبی ہے
حافظ مرے اس دل کا، خزینہ وہی ہے
زنہار صبا خاک میرے تو نہ چھونا
جل جاوے گی، اس راکھ تلے آگ دبی ہے
نومید نہ ہو دولت بیدار سے شاداں
مقبول دعائے سحر و نیم شبی ہے

شاہ

مرزا غلام شاہ[1] ساکن شاہجہاں آباد، پسر رحمت یار خاں بن عثمان یار خاں۔

موجود بہر وجود رب ہے
یہ جلوہ گری جہاں میں تب ہے

---

(۱) مرزا غلام شاہ کا ذکر غلام کی رعایت سے "غ" کے ذیل میں بھی کیا گیا ہے۔ ترجمہ اور نمونۂ شعر میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔

Marfat.com

شورش

از غلام حسین شورش:-

کیجئے کس طرح سے اس مہر انور کی ثنا
ذرے سے کب ہو سکے ہے ذرہ پرور کی ثنا

لا کو جب میں ایک کر جانا ٭ تب خدا کو میں اپنے پہچانا

قطعہ

عشق کی آگ زور بھڑکی ہے
سو جھتا ہے ہر اک کو جل جانا
شمع جلتی ہے اک طرف شورش
اک طرف جلتا ہے یہ پروانہ

نہ ہوتی شمع گر روشن نہ جلتا کوئی پروانہ ٭ نہ آتا حسن جلوے میں نہ ہوتا کوئی دیوانہ
عجب قسمت ہماری ہے، پڑا ہر کام پتھر سے ٭ بطور کوہ کن اٹھ کر ہمیشہ سر کو ٹکرانا

ترے کوچے میں ہم کو یار جانا ٭ کریں نفرین گو سارا زمانا
رہے دونوں سلامت زیر گردوں ٭ مری فریاد تیرا مسکرانا
ہنسی کی بات شورش سب گئے بھول ٭ مگر اک یاد ہے رونا رلانا

یاں جان کا ہے سودا افشائے راز کرنا ٭ منصور کے سخن سے ٹک احتراز کرنا

Marfat.com

ہمارے دل کے کئی ہیں نام اس پردے میں دنیا کے
کوئی کہتا ہے کعبہ ہے کوئی کہتا ہے بت خانہ

کیونکر ظہور نور ہو اس آفتاب کا
باعث بڑا ہے میرا یقین حجاب کا
بنیاد چشم سیل سے آنسو کے بہہ گئی
احوال کیا کہوں دل خانہ خراب کا
ہستی کو کچھ قیام نہیں ہے ہزار حیف
اک دم میں پھوٹ جاتا ہے کاسہ حباب کا
شورش کا دل تو آگ میں لوٹے ہے روز و شب
چسکا پڑا ہے یار کو جب سے کباب کا

وہ روشنی دے بار خدایا تو چشم کا
اٹھ جائے جس سے فرق سیاہ اور سفید کا

مشتاق میں ہوں کب کسی حور و قصور کا
شیدا ہوں جان و دل سے میں اپنے ظہور کا

قطعہ

سننا نہ بات شیخ کی ہرگز بگوش دل
اور مبتلا نہ ہونا کبھی اس کے زور کا
جو کچھ کہے گا فیض الٰہی وہ تجھ میں ہے
مظہر تو ہی بڑا ہے غرض اس کے نور کا
دوڑے ہے کس لیئے تو بڑا کہہ ادھر ادھر
شورش دیوانہ میں ہوں ترے اس شعور کا

Marfat.com

شہ رگ سے متصل ہے نہ دیکھے تو کیا کروں
ناحق تو قصد کرتا ہے واللہ دور کا

احوال لکھے کیوں کے کوئی تیرے ستم کا
نے تاب ہے کاغذ کو نہ مقدور قلم کا
کس زیست پہ تعمیر کرے کوئی عمارت
اس عالم ہستی کو بھروسا نہیں دم کا

اے باد صبا تجھ کو ارادہ ہے کدھر کا
رکھتا ہے یہ دل ساتھ ترے عزم سفر کا
اس طرح گذرتی ہے مری شاہ گدا سے
ممنوں نہیں ابر سے جو ثمر و شجر کا

بلندی ساری دنیا کی مجھے ڈھتی نظر آئی
گزند اس کو پہنچا نہیں عجب رتبہ ہے پستی کا
گریباں چاک کرنے کو میں چاہا تھا تو کر بیٹھا
دیوانہ میں تو ہوں شورش تری اس پیش دستی کا

رتبہ ہے وہ بلند مرے دل کی آہ کا
نیچے نہ علم جس کو کسی اہل جاہ کا
خورشید رو کے میرے تجلی کچھ اور ہے
اس کے مقابل ہو سکے منہ دیکھو ماہ کا
ممکن ہے یہ کہ ریگ بیاباں کریں شمار
اک نیں شمار ہے تو ہمارے گناہ کا

گلوں پہ جی کو جلانا ہے کام بلبل کا
اسی سبب سے یہ روشن ہے نام بلبل کا

Marfat.com

کروں احوال کیا ظاہر کسی سے جاں فشانی کا
یہاں تو نام آتا نئیں زباں پر قدر دانی کا
کوئی پوچھے یہ بلبل سے گلوں بن کیونکے جیتی ہے
ہمیں تو ایک دن بھاری ہے اس میں زندگانی کا
یہ کس جلاد عالم کو دیا ہے تو نے دل شورش
مجھے افسوس آتا ہے تری اس نوجوانی کا

مجھکو رلایا دل کو پھنسایا آنکھوں نے کیا کام کیا
ہنسی کرائی آخر ہے ہے عالم میں بدنام کیا
بیٹھی کیا ہے، اللہ جل شیریں، سنتے ہیں فرہاد نے آہ
پتھر سے سر مار کر اپنا اس نے کام تمام کیا

دفتر کو میں جہان کے رد کر ڈبو سکا — پر اپنی سرنوشت کو ہرگز نہ دھو سکا
شورش ترے ہی نالۂ جاں کاہ سے تو رات — چاہا کہ سوؤں کوئی گھڑی پر نہ سو سکا

اگر واقعی بے مروت ہے یہ دل --- گیا آج نئیں کل کو جاتا رہے گا

شورش کے آہ و نالہ کو برباد تو نہ دے — جو مر گیا کہیں تو جلایا نہ جائے گا
گلشن تو کیا بلا ہے میاں ہم سے تم بغیر — جنت میں بھی قسم ہے کہ جایا نہ جائیگا

Marfat.com

داستاں اپنی گر سنائے گا　　ایک عالم کے تئیں رلائے گا
کون دل سوز ہے مرا شورش　　شمع ساں جس پہ دل جلائے گا
لہر کوئی آگئی اگر دل میں　　تو تماشا تمھیں دکھائے گا

ملتے ہی یار جب بگڑ بیٹھا　　آج کو یہ ہے کل کو کیا ہوگا
آشنا کا جو آشنا ہوگا　　آشنا سے وہ کب بڑا ہوگا

پیدا کوئی دنیا میں تجھ سا نہ ہوا ہوگا　　گر کوئی ہوا ہوگا ایسا نہ ہوا ہوگا
ایسا نہ گرا ہوگا قطرہ کوئی آنسو کا　　جو گر کے زمیں اوپر دریا نہ ہوا ہوگا

رونے کو ذرا طول نہ دے عشق میں شورش
ہمسایہ تجھے کہتا ہوں بدنام کرے گا

تو بات کہے گا، ہم سنیں گے　　وہ دن بھی کبھی خدا کرے گا

منظور اگر یار کو اغیار نہ ہوتا　　تو اشک سے مژگاں کو سروکار نہ ہوتا
گر سب میں نمایاں تری ہوتی نہ تجلی　　کوئی کسی صورت کا گرفتار نہ ہوتا

جدائی کا بڑا دکھ ہے اگر کوئی خط بھی آجاتا
تو بارے اس کو میں اس درد میں تعویذ جاں کرتا

Marfat.com

جاں تجھ بن رہا نہیں جاتا | مجھ سے یہ دکھ سہا نہیں جاتا
کوئی دم ہے کہ آنکھ سے آنسو | تیری دولت بہا نہیں جاتا
دل پہ میرے جو کچھ گذرتی ہے | کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا

بار اغیار خوش نہیں آتا | آنکھوں میں خار خوش نہیں آتا

آنے سے خط کے منھ کا ترے کیا ضرر ہوا | تو سبز رنگ تھا ہی میاں سبز تر ہوا

کیا جانے کہ ہجر میں آنکھوں کو کیا ہوا
جاتا ہے سیل اشک سے دریا بہا ہوا
آنسو جو آستیں سے نہ پوچھوں تو کیا کروں
لخت جگر سے ہے مرا دامن بھرا ہوا
رکھنا قدم سنبھل کے اسے برگ گل نہ جان
شورش کا لخت دل ہے یہ ظالم پڑا ہوا

جب گیا ہوش مرے ہاتھ سے تب چُپ ہوا | خوب سمجھا کہ سمجھ کر کے میں خاموش ہوا
جن دلوں کان نہ تھے سنتے تھے سب کی شورش | بات سننے سے رہے خلق کی جب گوش ہوا

جو کوئی چاہے اسے توڑ کر بہا دیوے | ہمارا سر نہ ہوا کاسۂ حباب ہوا
چھپائے چھپتا نہیں اب کسی طرح شورش | ہمارا داغ جگر تھا سو آفتاب ہوا

Marfat.com

عشق کے ہاتھوں میں گریباں نہ ہوا تھا سو ہوا
دل مرا درد سے نالاں نہ ہوا تھا سو ہوا
دیکھ رفتار کو اس شوخ کی بولا شورش
آج تک سرو خراماں نہ ہوا تھا سو ہوا

آپ سے قیدی ہوئے جاتے ہیں دیوانے تمام
کس قدر شورش پہ ہے اس سال زنداں کی ہوا

دل جو پامال کیا غیر کے کہنے سے مرا
قدر کی تو نے یہ اسکا بھی سزاوار نہ تھا

جو ترے ہاتھوں سے ہم نے اٹھائے یارب
آنکھوں سے دیکھنا بھلا، کانوں سنا نہ تھا

قطعہ

خدمت میں تیری نامہ جو بھیجا تھا ہم نے یار
اس میں بجز سلام و دعا اور لکھا نہ تھا
کیا حرف تھا کہ جس پہ مکدر ہوا مزاج
تجھ سے یہ ظلم آج تلک تو ہوا نہ تھا
نامے کو پھاڑ ہے گا کیا نامہ بر کو قتل
جو کچھ کہ تو نے سمجھا مرا مدعا نہ تھا

Marfat.com

یار ملنا ہی تجھے مجھ سے تو منظور نہ تھا
ورنہ یہ خانۂ غمخوار تو کچھ دور نہ تھا
کیا کہوں یار ترے تیر نگہ کے ہاتھوں
کونسا سینہ تھا جو خانۂ زنبور نہ تھا
یک قلم دیکھا تری چشم جہاں بیں کے حضور
سر اٹھا کر چلے نرگس کو یہ مقدور نہ تھا

عشق نے دل کو جلا کر خاک ناحق کر دیا
گو برا تھا یا بھلا اپنا ہی دولت خانہ تھا
ملتے ہی اس دوست سے دل میرا دشمن ہو گیا
پھر نہ کچھ سمجھا گیا اپنا تھا یا بیگانہ تھا

تو جو اغیار سے اے یار لگا رہتا تھا
سن کے آنسو مری آنکھوں سے بڑا بہتا تھا
ایک دن مکرو گے تم پی کے نشے کو مجھسے
میں اسی سوچ میں ہر وقت میاں رہتا تھا

میں وہ نازک طبیعت ہوں جہاں میں کوئی نہ ہوویگا
اٹھا سکتا نہیں مطلق سخن کا بار دل میرا
پہنچ گئے یاں تلک نوبت تمھارے عشق میں شوخو
ہوا باعث اذیت کا جو تھا غمخوار دل میرا

دوستی کرنا کسی سے دشمنی ہے آپ سے
سخت دل ڈرتا ہے یارو آشنائی سے مرا
روبرو لانا نہ اسکے آرسی شورش کبھی
بھاگتا ہے کوسوں ہی دل خود نمائی سے مرا

Marfat.com

وہ دے شراب مجھ کو ساقی ہوں جس سے بیخود
اٹھ جائے سامنے سے یہ ننگ و نام تیرا
دیر و حرم میں جا کر ٹک کان دھر سنو تم
مذکور ہر مکاں میں ہے صبح و شام تیرا

عالم کو گو نہ سوجھے ظاہر ہے نور تیرا
ہر جسم و جاں میں دیکھا ہم نے ظہور تیرا
شاغل تو جانتے ہیں نزدیک دل سے تجھ کو
غافل کے جان و دل سے ہے دھیان دور تیرا

کہتے ہیں آہ مجھ سے رکھنا نہ تم توقع
اب دور جا بسا ہے ہم سے اثر تمہارا

ملنے سے تیرے کچھ نہ ہوا کام ہمارا
اور مفت میں بدنام ہوا نام ہمارا
ایسا ہی گنہ گار ہوں جیتا و نہ چھوڑے
ہوتا ہی اگر لیوے کوئی نام ہمارا

میں درد دل سے اپنے ظالم کو جوں پکارا
کہنے لگا کہ چپ رہ بھر میں نے دم نہ مارا

چھوڑا جو تم نے مہر و وفا کو بھلا کیا
لیکن ستم بھی چھوڑ دیا یہ برا کیا

Marfat.com

عاشقی میں کام ہم نے جو کیا
جو کسی سے بن نہ آیا سو کیا

کس طرح چھوڑوں میں اے ناصح شراب
لطف ساقی نے مجھے بدخو کیا

ایک ہی تلوار تھی بس ذوالفقار
جس کے تیں مارا برابر دو کیا

عاشقی کرنا نہ تھا شورش مجھے
کہہ اٹھا کوئی کچھ کہے اب تو کیا

کہتا ہے تو کہ جان کو رکھتا ہے یہ عزیز
کب داغ دل کو تیر نگہ کا سپر کیا

تنہا نہ میں ہی عشق میں رو رو کے مر گیا
دیکھا تو اسکے چلتے اک عالم کا گھر گیا
بے عشق مردہ دل ہیں سبھی گو جیا کریں
ہے زندہ وہ جہان سے جو جشم تر گیا

اک آن میں گدا سا ہر اک شاہ ہو گیا
دست تہی یہاں سے گیا آہ جو گیا

شکر خدا کہ یار کو دیکھا ہے خواب میں
جاگے تھے میرے بخت کہ اس وقت سو گیا

اک جام مے کا ساقی تو نے دیا تو پھر کیا
اس کو اگرچہ ہم نے تنہا پیا تو پھر کیا

اے دل مایوس تو روتا ہے کیا
کوئی دم میں دیکھ تو ہوتا ہے کیا

ہم سفر تو کوچ کر جاتے رہے
چل نکل تو بھی پڑا سوتا ہے کیا

قتل شورش تجھ پہ ثابت ہو گیا
رنگ خوں دامن سے تو دھوتا ہے کیا

Marfat.com

اشک کے افراط سے ڈوبے ہے عالم بڑا
چشم کہاں حق نے دی مجھ کو تو دریا دیا
گل دیا بلبل کے تیں سرو دیا قمری کو
شورش شیدا کو دیکھ حق نے یہ صحرا دیا

ہم نے جو کچھ نیاز میں پایا — شیخ نے کب نماز میں پایا
خوبیاں جتنی ہیں تری محمود — ان کو ہم نے ایاز میں پایا
ہم نے اس بے نشاں کا آج نشاں — اس دل بے نیاز میں پایا

ہے وہی خوب روئے کون و مکاں — یار آنکھوں میں جس کے جو بھایا

جسے کرتے تھے عقبیٰ میں خلق دیکھے گی — اسی صنم کو میں آنکھوں سے اپنی یاں دیکھا

وفا سے شیریں کی آگاہ تجھ کو کرتا ہے — میرا جو کہنا نہ مانا اے کوہ کن دیکھا

ہم نے عالم کو اک قلم دیکھا — آشنا آشنا سے کم دیکھا

اپنے رونے میں وہ اثر دیکھا — بہہ گیا جس کو آنکھ بھر دیکھا

جہاں میں کوئی ہم نے ایسا نہ دیکھا — ترے عشق کا جس کو سودا نہ دیکھا
معطل سبھی ذات کی فکر میں ہیں — جسے پوچھا کہتا ہے سمجھا نہ دیکھا

Marfat.com

ترے دید کو خوب سمجھا جو شورش		سو افہم ناقص کے پروانہ دیکھا

روتا ہوں کس طرح مری جان دیکھنا		تک اشک کا ہمارے یہ طوفان دیکھنا

یہ کیا ہے غضب غریب پرور		لکھنا جو کبھی عتاب لکھنا

ہمیں تو جام خالی سے ہمیشہ کام رہتا ہے
نہیں معلوم اے ساقی کہاں معمور ہے شیشہ

جیسے تم قبر کہتے ہو وہ مشتاقوں کی خلوت ہے
جہان فانی میں ہوتا نہیں ایسا مکاں پیدا
فلک انسان کامل کو غذا بہتر نہیں دیتا
ہما کے واسطے دیکھو کیا ہے استخواں پیدا

یہ طفل اشک جاتا تھا کہ کچھ بہتر ہوا پیدا
نہیں رہتا ہے آنکھوں میں عجب ابتر ہوا پیدا
فلک کا تاج جس سے ہے زمین کے سر مبارک پر
خدا کے گھر میں سچ بولو بجز حیدر ہوا پیدا

عیر دشنام بات نیں کہتا		کیسے کافر کے منہ میں نام پڑا

Marfat.com

ذرا عزّ و در سے شورش ورے پرے رہنا　　　　بہت برا ہے فراست میں خود نمائی کا

جہاں کے کام میں ساقی یہی کچھ کام بہتر تھا
پلانا تشنہ لب کے تئیں اگر کوئی جام بہتر تھا
ہوا کہہ کیا برا اس میں جو حال دل کہا میں نے
نسیم صبح گر کہتی مرا پیغام بہتر تھا
شریف کعبہ بن بیٹھے پہ یہ حسرت رہی جی کو
لکھا جاتا جو میخواروں میں میرا نام بہتر تھا

نہ پوچھو دل کو میرے تم کہاں تھا　　　　قیامت تھی جہاں برپا وہاں تھا
نسیم صبح نے آکر جگایا　　　　نہ اٹھتا واں سے میں سوتا جہاں تھا
سگ کوئے بتاں تے بھی نہ کھایا　　　　الٰہی کیسا میرا استخواں تھا
ذرا تو بیٹھ لیتا دل میں میرے　　　　میاں یہ بھی تو اپنا ہی مکاں تھا

کیا اظہار کس نے عشق کا راز　　　　یہ دل واقف تھا اس سے یا کہ تو تھا
مقابل ہو گیا جی کھو گے شورش　　　　سنا ہوگا وہ کیسا تند خو تھا
تعین کے گئے پردے جو سب اٹھ　　　　وہی اک یار میرے روبرو تھا

شور اس کے جور کا از بسکہ تھا گھر گھر پڑا
کام اس ظالم سے شورش تیرے تئیں کیونکر پڑا

Marfat.com

ہے نام خدا نام سے معبود کی پرستش کوئی نام نہیں لیتا ہے بے نام ونشاں کا

ساقی نے آج ہم کو نشہ سے جھکا دیا شیشہ ہی میرے منہ سے اٹھا کر لگا دیا
کیا ظلم ہے کہ پڑھ کے مری سرنوشت کو راحت کا نام یار نے لے کر مٹا دیا
کس کی نگاہ گرم پڑی آہ اس قدر مانند طور خانۂ دل کو جلا دیا

بتوں کے عشق میں شورش مجھے مرنا ہی بہتر تھا
اگر میں جی بچاؤں گا تو میرا نام کیا ہوگا

شکر گردن میں مرے طوق گریباں نہ پڑا
تیری الفت ہی رہی میرے گلوگیر سدا
ایک دم سے نہ ملی زخم کو فرصت شورش
دل میں چبھتا ہی رہا آہ کا یہ تیر سدا

شیشہ دل بیمار ا پھوٹ گیا اس تعین سے صاف چھوٹ گیا

اک دم کی ملاقات کو مرتا ہوں میں شورش دنیا میں کوئی مجھ سا بھی ناشاد نہ ہوگا

دلی دوستی کا تو مذکور کیا ہے کبھی پیار اس کا زمانے نے دیکھا؟

دل ہمارا ہو گیا مفتوں اس دلدار کا ناصحو کیا فائدہ دیوانے سے تکرار کا

Marfat.com

ایک عالم ہو گیا سیراب اسکے آب سے تشنہ لب اک میں رہا ظالم تری تروار کا

تجھ سے سمجھا کہ یار سب ہوگا اب تلک کیا ہوا جواب ہوگا
اتنا جانوں ہوں رونا شورش کا بے سبب نیں ہے کچھ سبب ہوگا

جدائی کا جل ہر سے کچھ غم رہے گا قیامت تلک جس کا ماتم رہیگا
چلا ہی کریں گے جو سنگ حوادث کہاں تک یہ شیشہ مسلم رہیگا

کیا جا کے کرے عیش کوئی شیخ کے گھر میں اک دانہ تسبیح ہے شیشہ نہ پیالا

جس وقت خداوند نے عاشق کو بنایا آتش میں محبت کی اسی وقت جلایا
یہ خاک تری جاوے گی برباد اے شورش دامن کو اگر اس کے ذرا ہاتھ لگایا

احکام شرع جتنے تھے اکثر جدا ہوئے
گر ذیدہ ہو کے ہم سے اک اسلام رہ گیا

ممکن نہیں جو گھر کا پتہ اپنے بتاوے پوچھا تھا عرض نام تو کچھ اور بتایا
حیراں ہوں اسی فکر میں ہر آن اے شورش دل لیکے مجل جانا اسے کس نے سکھایا

اس دلربا کی ہائے محبت کو کیا ہوا
اے یہ بھی درکنار مروت کو کیا ہوا

Marfat.com

سو طرح کی خوشی ہے ولے دل خوشی نہیں
اس زندگی کی ہائے حلاوت کو کیا ہوا
ساقی نے چشم پوشی کیے گو کہ میرے ساتھ
اے دوستاں تمہاری سخاوت کو کیا ہوا

واہ ساقی تو نے بھلا لایا کیا تو لینے گیا تھا کیا لایا
پوچھ بیٹھے ہیں گے ہم رقیبوں سے اب کے جینا اگر خدا لایا

افسوس ہے نہ کھایا سگ در گر بہ لے ترے
جز و بدن ہما کا مرا استخواں ہوا

جب تک کہ ہوں قفس میں نا چار ہوں اسکو رُش
کچھ اور ہوگا عالم گر میں (قفس سے) نکلا

ہوا دل زلف کا جب سے دوانا
نکالا اور ہی اس نے شاخسانہ

سو عشق کیے دل کو پر آرام نہ آیا
رونے کے سوا عشق میں کچھ کام نہیں آیا

اظہار شخص مجھے کر نہیں اپنا
بینا جو کوئی ہووے گا پہچان رہے گا

نام لیتے ہی یار بوسے کا
کہہ اٹھا صاف یہ قرار نہیں
کون کہتا ہے چشم نرگس میں
تیرے آنے کا انتظار نہیں

Marfat.com

احوال مرا سن کے خیران ہوا ہوگا　　　خیران ہوا ہوگا گریان ہوا ہوگا

گل کی نظروں میں جو دیکھا تجھ کو خار اے عندلیب
حال پر روتا ہوں تیرے زار زار اے عندلیب

مومن اور کافر کا میں کرتا نہیں بے جا ادب
مقتضیٰ ہے عقل کی کرنا ہر اک دل کا ادب

اگرچہ لطف نہیں رکھتی بے کباب شراب　　　خمار ہے مجھے ساقی پلا شتاب شراب
عجب نہیں جو تمنا میں اس کی مر جاؤں　　　اٹھوں میں حشر میں کہتا ہوا شراب شراب

منہ پر ہمارے داغ کے کب آئے آفتاب　　　بے تاب ہو کے گرمی سے جل جائے آفتاب

کس زخم پہ مارے ہے اے یار پشت دست
لوہو سے دیکھتا ہوں میں گلزار پشت دست
دیتھر پہ سر پٹکتا ہوں میں تیری یاد میں
بستر پہ جیوں نکھار لے بیمار پشت دست
ہم تو نگاہ تند کے عہدہ برآ نہیں
دے اور ہی ہیں جو کھاتے ہیں اے یار پشت دست

پیدا کیے جہان میں ہم نے ہزار دوست　　　تجھ سا برایک بھی نہ ملا مجکو یار دوست

Marfat.com

کیا ہوا ساقی بھی کیونکر ہوئے نہ ہوشیار مست
دیکھتا ہوں میکدے میں ہے در و دیوار مست
ساقی ایسی مے پلا جس میں خودی جاتی رہے
بیخودی میں بھول جاوے ایسے ہوویں یار مست

نقش پا کی روش مری آنکھیں ہو گئیں انتظار کی صورت
تجھ سوا دل پہ میرے چڑھتی نہیں ایک سے بلے ہزار کی صورت

جو کچھ شانہ کرے ہے زلف کے ہر تار کی خدمت
وہ کب ہوتی ہے دست نارسا سے یار کی خدمت
یہ ممکن نیں کہ مجھ کو جس دہا ابرو دے قاتل سے
کیی ہے ہم نے ساری عمر اسی تروار کی خدمت

یار بن پیتے نیں شراب درست بلکہ پیتا نہیں ہے آب درست

کیوں کر بھلاؤں جی سے اس آشنا کی الفت
کھٹکے ہے میرے دل میں اپنی وفا کی الفت

دل داغ ہوا دیکھ کے پروانے کی جرأت
کیا ہاتھ لگی ہے اسے جل جانے کی جرأت

Marfat.com

نہ جاتا آگے ہستی سے قدم لیکن کوئی انساں
رفقوں نے بچھڑ کے جانے کا ہوا حب الوطن باعث

جانا کہ ہم ہوئے تھے ترے مبتلا عبث　　زیادہ ستا نہ مجھ کو ارے بے وفا عبث
ہر شخص اپنے کام میں مامور ہے یہاں　　کرتا نہیں ہے خلق کسی کو خدا عبث

قطعہ

شورش سے میں نے پوچھا تری کیوں ہے چشم تر
اتنا تو کیوں ہے کہہ بھی میاں بے قرار آج
کہنے لگا کہ کیا کہوں میں تجھ سے حال دل
درپیش ہے گا مجھ کو عجب اضطرار آج
سنتے خبر ہوں یار کے جانے کی کل کے روز
رہتا ہوں اس سبب سے میں زار و نزار آج

عجب نہیں کہ ترا ہوں میں دل ربا محتاج
غرض کہ شاہ کا ہوتا ہے ہر گدا محتاج

گر کبھی پوچھے کوئی تعریف تجھ زلفوں کی یار　　سو زباں ہو کر کہوں میں ہو بہو شانے کی طرح

بہار آنے دے گلشن میں تحمل کر ذرا اے صبح　　دکھا دوں گا گریباں کو کوئی دن میں کی طرح صبح

Marfat.com

وعدہ کرے ہے آنے کا نت ہم سے یار صبح
گذری ہے راہ دیکھتے یاں کئی ہزار صبح

یہ کس دست حنائی نے کیا چاک گریباں ہو رہا ہے جابجا سرخ

قطعہ

شور رش گیا میں مجلس ہولی میں ایک رات
از عرش تا بہ فرش ہر اک تھا مکان زرد
محفل کا واں کے رنگ میں اظہار کیا کروں
تھے سب لباس پہنے ہوئے مہربان زرد
رنڈی سے ایک
پھینپے کا ہار ڈالے گلے نوجوان زرد
ضمناً تھے مار قمقمہ ابرک کے دست دبرد
پچکاریوں کے رنگ سے تھا آسمان زرد
اور دم گلیں تھیں جو ٹتی ہر ایک متصل
روشن تھی کہربا کی گئی شمع دان زرد
ان سب میں ایک بیٹھا تھا مسند یہ دل ربا
سونے کا آگے رکھے ہوئے باندان زرد
بس دیکھتے ہی آنکھوں کو یرقاں سا ہو گیا
یاں تک ہوا کہ ہو گئے سب استخوان زرد

Marfat.com

اس شب سے میرا حال یہ پہنچا ہے یا نصیب
ہوتا ہے مرض موت میں جوں نیم جان زرد

عشق کو کچھ لباس شرط نہیں خواہ پھر ہو سیاہ خواہ سفید

قطعہ

ہجر میں روتے روتے لیل و نہار
ہو گئے سارے مو سیاہ سفید
تو بھی آیا نہ یار اے شورش
مفت میں مو ہوئے یہ آہ سفید

جا کے پوچھا میں راہ چلتوں سے تم نے دیکھا کدھر گیا قاصد
ایک بولا کہ کچھ نہیں معلوم پہنچا منزل یا مر گیا قاصد

ہر اک مسجد میں تو نے جا کے سر اپنا گھسا ناہد
سوا اک داغ پیشانی تجھے کہہ کیا ملا زاہد

دور ہے شان عشق سے فریاد گو کریں دل پہ یہ بتاں بیداد
یار میرے کی کھینچ کر تصویر نقش دیوار ہو گیا بہزاد
کچھ نہ کی ہم نے ان بتاں کی یاد زندگی مفت میں گئی برباد
قتل کرنے سے گر نہ ہو راحت ظلم کوئی اور کیجئے ایجاد

Marfat.com

قطعہ

یار میرا تو ایسا دانا ہے
دیوے یہ بے کو بھی دل کی داد
کوئی مطلب فرو گذاشت نہیں
واہ رے ہوش بل بے تیری یاد

خوب رو باندھتے بازو پہ ہیں اکثر تعویذ
تو بھی اک باندھ مری جان مقرر تعویذ

ہم سنا کرتے ہیں اکثر یوں کہ آتی ہے بہار
جی اگر حاضر نہ ہو پھر کس کو بھاتی ہے بہار

چشم بینا رکھے ہے گر تو یار
کھول کر دیکھ جلوۂ دلدار

قطعہ

علم ظاہر میں سخت جھگڑا ہے
ایک کا رد لکھے ہیں چار ہزار
بس سمجھ جا کہ عقل رکھتا ہے
علم باطن میں کچھ نہیں تکرار

اپنا مطلب تمام کر قاتل
زخم دل کو مرے حساب نہ کر

Marfat.com

اس ناتوان دل کو پہلو سے مت جدا کر پہنچا ہے پاس تیرے ظالم خدا خدا کر

سب سے بالاتر ہے یارو جیسے صفدر کی قدر جسطرح ہے دین اور دنیا میں پیغمبر کی قدر

ہر گھڑی اس کا برسنا تم نہ جانو بے سبب
حال پر مجھ چشم گریاں کے بڑا روتا ہے ابر
یار ہے ہم ہیں چمن میں مے سے مطرب مست ہیں
ایک دم تو آ برس جا کیوں مزا کھوتا ہے ابر

ننگ اس دل سے خوب مت کر آئینہ کی تو جستجو مت کر
غیر حق کی تو جستجو مت کر شورش اسکا خیال تو مت کر
پی ہی جاؤنگا آنکھوں میں ساقی دختر رز کو روبرو مت کر

اس زیست کی تمنا کب تک اے یار بس کر
مرنے سے بھی تو پہلے مرنے کی تک ہوس کر
اے شیخ عجب و کینہ کر دور اپنے دل سے
ظالم خدا کے گھر میں مت جمع خار و خس کر

کون مرہم اب رکھے گا یار بن ناسور پر رحم آتا ہے مجھے اپنے دل رنجور پر
ان بتان سنگ دل ہیں ہمکو دکھلاتا عشق جو تجلی حق نے موسیٰ کو دکھائی طور پر

Marfat.com

عشق میں ہیں بہت چھپے اسرار اس کا اظہار تو نہ کر زنہار
میں بھی ماضی ہوں تو بھی حاضر ہے دیکھتا کیا ہے مار اک تر وار

یار ملنے سے ہوں ترے مجبور کہ زمیں سخت و آسماں ہے دور

قطعہ

اپنے روزے نماز سے شورش
دل میں اپنے کبھی نہ ہو مغرور
کیا ہوا گر تجھے ملی جنت
فائدہ کیا جو ہاتھ آئیں حور
یار بن کب مزا یہ دیتی ہے
اس کے ملنے سے تو نہ ہو مسرور
وصل دلدار سخت مشکل ہے
شیشہ دل بہت ہوئے ہیں چور
یہ مثل کیا سنی نہیں تو نے
ہے زباں زد ہنوز دلی دور

سوز دل سے وہ جو تھا آتش کا پرکالا پہاڑ
طور کی صورت سے جل کر ہو گیا کالا پہاڑ
تو وہ کہسار سو نالے سے ٹل سکتے ہیں یار
ہم سے اک جاتا نہیں اندوہ کا ٹالا پہاڑ

Marfat.com

کیا غضب یالا تھا شورش کیسی موثر آہ تھی
دیکھتے آنکھوں کے جس نے خاک کر ڈالا پہاڑ

زندگی بار ہے گی سینے پر — مرگ ہنستی ہے ایسے جینے پر

قطعہ

کچھ نہ نکلا کسی سے ہم سے کام
داغ ہے اسکا میرے سینے پر
مفت رسوا ہوئے جہان کے بیچ
نام کھدوا کے ہم نگینے پر

اے یار میں سنتا تھا تجھے عرش بریں پر
کیا ہے کہ تو پھرتا ہے بڑا روئے زمیں پر
جس خاک میں ہو سبزہ نہ ہو تخم محبت
پتھر پڑیں پانی کی جگہ ایسی زمیں پر

بھولی نہیں ہے دل سے ہمارے جفا ہنوز — وعدہ وفا کا کرتا ہے وہ بے وفا ہنوز

سچ کہہ نہیں ملا ہے وہ بیداد گر ہنوز
دیوانے! دیکھتا ہوں تری چشم تر ہنوز

Marfat.com

الفت میں کب رکھوں ہوں مری جان جاں عزیز
سب جانتے ہیں اسکو جو ہیں مہرباں عزیز
ابرو تو در کنار وہ مژگاں پہ مر گیا
میرے سنا ہے دل کو ہے تیر و کماں عزیز

ہوا ہے اشک سے میرے چمن سبز
نہ ٹھہریں کیوں کے یہ گل پیرہن سبز

کب بغیر از گل کے بھاتی ہے مجھے گلشن کی سیر
ایسے ویراں باغ سے باللہ زنداں ہے عزیز
بلبلوں کو گل ہے شورش اور قمری کو ہے سرد
اس دل وحشی کے تیں چشم غزالاں ہے عزیز

اگر مے مجھکو دینی ہے تو ساقی یہ سبو بھر دے
کہ ان جاموں سے ہوگا نہیں مجھ کو نشہ ہرگز

رہ تو مہمان میں کہتا ہوں بھلا آج کے روز
رونق بزم ہو لے جان نہ جا آج کے روز

پڑی صد سال گو ٹیکے زمین پر سر کو وہ اپنے
تری آنکھوں کی کیفیت کو کب سکتی ہے پا نرگس

Marfat.com

پھیر پلکیں نہ لگیں آہ مری آنکھوں کی — دیکھ صورت کو تری ہو گئی حیران کہ بس

مجھ سے ملتا نہیں ہے یار افسوس — ایک افسوس کیا ہزار افسوس

بڑھ گیا ہے شور سے رونے کے طوفاں کا تلاش
دیکھتے ہوان وندنوں میں چشم گریاں کا تلاش

تجھ کو وہ دل کا ملنا بھاتا نہیں — کون تجھ سے کرے گا جا اخلاص

دوستی میں شمع کی جاتی ہے پروانے کی جان
بے جہت کوئی جی جلاتا ہے کسی پر کیا غرض

اس طرح شورش سے مل جا جان تو جی کھو کر — جس طرح سے گل کو ہے باد صبا سے اختلاط

اس دل شیدا کا شورش کیجیو مت اعتبار — معتبر نئیں عقل کے نزدیک دیوانے کا ربط

قطعہ

شورش برے کسی سے جدا میں نہیں ہوں دیکھ
لکھتا ہوں پھر یار کو میں ایک بار خط
لیکن میں جانتا ہوں اسے حد غرور ہے
لکھے کا نئیں ہے مجکو کبھی زینہار خط

Marfat.com

اگر حالت میں شورش کی کبھی ظاہر کروں تجھ سے
دیوانہ سن کے ہو جاوے، پھرے تو در بدر واعظ

چشم نابینا کو شورش کب نظر آتی ہے شمع
ورنہ جلوئے حسن کے کیا کیا نہ دکھلاتی ہے شمع
کل تو جلوائی تھی شورش اس نے پروانوں کی جان
آج کی شب دیکھیئے تو کیا بلا لاتی ہے شمع

سوز دل سے دیکھ لو ہے اس قدر بیتاب شمع
ایک دم آرام سے کرتی نہیں ہے خواب شمع

تب جان لو کہ عشق کا مارا ہوں آہ سے　　روشن رکھوں مزار پہ اپنے ہزار شمع

روشنی اس کے گھر سے دیکھا ہے کبھی جاتی نہیں　　جس کے گھر جلتا ہمیشہ ہے مروت کا چراغ
چشم میں روشن دلوں کے دونوں ہی تاریک ہے　　کیا امارت کا چراغ اور کیا عمارت کا چراغ

لالہ تو کیا دیکھتا ہے مجھ کو دو چار داغ
گوشے میں دل کے ہیں لگے مرے بیشمار داغ
کس کس کے واسطے کو جلاؤں میں اپنا جی
مشہور وہ مثل ہے کہ اک دل ہزار داغ

Marfat.com

یار کے چہرے کے آگے چشم نیں کرتی ہے کام
دیکھ کوئی سکتا نہیں خورشید تاباں کی طرف

چپ رہو، زیادہ تم نہ بولو اب   تم سے سمجھا کہ ہو چکا انصاف

دل کھول ملا نہ کھو مجھ سے یار حیف   منہ ڈھانپ ڈھانپ روتا ہوں زار و نزار حیف

اگر تو دیکھے کبھی وہ مراد ریختا   کرے تو دیدۂ و دل اس پہ سب نثار صدف
ہر اک در وں میں کہاں اتنی آبداری ہے   مرے جو آنسو کے قطرے ہیں آبدار صدف

خدا سوائے جہاں میں نہیں ہے کوئی شفیق
ہزار بار من ایں نکتہ کردہ ام تحقیق

لکھوں تو کیوں کے لکھوں سود یا زیان فراق
زبان خامہ ندارد سر بیان فراق
میں سانس لے نہیں سکتا ہوں ناتوانی سے
وگرنہ شرح وہم بانو داستان فراق

اس زخم کو جانے ہے ہمارا ہی کلیجہ
ابرو کے ترے کاٹ یہ تروار تصدق

Marfat.com

سنا میں کیا کہوں آپ کے کہ کچھ کہنے میں نیں آتے
ہر اک محفل کو دیتے ہیں ہمارے آشنا رونق
چمن کو گل سے ہے رونق و محفل کو مہ رویوں سے
مرے ویرانۂ دل کو دیا شورش نے آ رونق

اس کے ہم دیکھنے کے ہیں مشتاق
حسن جس کا ہے شہرۂ آفاق
شعر دلچسپ ہے تو رکھ شورش
ہووے فرزند بد تو کیجے عاق

تو نے دکھائے رنگ جہاں کے ہزار تک
نظریں خیال خام نہ پہنچا تو یار تک
صحرا میں گو پھرے یہ تمنا ہی رہ گئی
پہنچا نہ آبلے کا جگر نوک خار تک
مجبور ناتواں ہوں بے دست و پا ہوں میں
پہنچا دے سیل اشک مجھے کوئے یار تک
اس موسم خزاں میں یہ شورش کی دھوم ہے
دیکھیں تو کیا گذرتی ہے شورش بہار تک

ساقی کی قسم ہے تو دیوانہ ہووے شورش
دکھلائے اگر شیشہ میں اک بار پری رنگ

کیوں کر ملے گا تجھ کو اے ظالم نشان اشک
ٹپکے ہے خون آنکھوں سے میرے بجائے اشک
قطرہ ہمارے آنسو کا دریائے شور ہے
زیادہ میں کیا بیان کروں عز و شان اشک

Marfat.com

کتنی اے بلبل کہاں تک اس ترے گلشن کی آگ
یاں تو دہکائے ہوئے صحرا کی ہے دامن کی آگ
ہم چھپے شعلے کو دل کے تک اگر ظاہر کریں
آب ہوئے شرم سے کیا سنگ و کیا آہن کی آگ
کیونکے آشنا دل جلاوئے بلبل اس گلزار پر
اس خزاں کے ہاتھوں پانی ہو گئی گلشن کی آگ
چشم تر کیوں کر نہ ہوں فرہاد کے ماتم میں آہ
غیر آنسو کے فرو ہوتی نہیں شیون کی آگ

پاؤں مت رکھیو سمجھ لخت جگر آگ ہے آگ
پار مت کیجو کبھی اس پہ گذر آگ ہے آگ
عشق کی آگ ہنیئں وہ کہ بجھے پانی سے
دور بھڑکے گی تو کر اس سے حذر آگ ہے آگ

مرتا ہوں ترے ہجر میں آوے گا کب تلک — پہنچی ہے ان دکھوں سے مری جان لب تلک
قاصد کے ہاتھ بھیجا تھا نامہ میں یار کو — غائب تھا کہ لاتا جواب اس کا شب تلک

معلوم نہیں دیر ہوئی کیا جواب میں — وہ نامہ بر نہ پہونچا مرا ہاے اب تلک
شورش کھڑا تو رستے میں اب اسکی راہ دیکھ — پڑھتا پھر اپنے مطلع رنگیں کو جب تلک
مرتا ہوں تیرے ہجر میں آوے گا کب تلک — پہنچی ہے ان دکھوں سے مری جان تب تلک

Marfat.com

ظالم مرے مزار پہ گو تو لائے گل
جانوں ہوں نقشِ پا کو ترے میں بجائے گل
مر جائے گا فراق میں اس گلبدن کے آہ
شورش کیسا نے کوئی ہر گز نہ لائے گل

بھرا ہے اتنا ہی دل میں محبت گلشن ترے
بجا ہے سرخ رہتی ہیں تری آنکھیں سدا بلبل

ہاتھ مے سے نہ اٹھا تا کہ سر مست نہ ہو
پھر میخانے میں شورش کہ ہے آنا مشکل

کیا ہوا کرتا نہیں ہیں درد و دکھ اظہار دل
کوئی دیتا ہے کسی کو اس قدر آزار دل
دین و دنیا دونوں جاوے ہاتھ سے کچھ عیب نہیں
دیکھ لو ایسا نہ ہو، یاوے کبھی آزار دل
فصل گل پہنچی نہیں شورش دیوانہ ہو گیا
اب کے دیکھوں ہوں جنوں کے بے طرح آثار دل

جتنا سمجھاتا ہوں دل کو باز نہیں آتا ہے دل
دوڑ دوڑ اس بے وفا کے ہاتھ پھر جاتا ہے دل
کیا کئی تقصیر میری پھر کھڑا ہو سن تو لے
بے سبب آزردگی کر کیوں چلا جاتا ہے دل
فصل گل میں کیا کرے ناچار ہو تیرا اسیر
دام میں زنجیر کی گرہوں سے بہلاتا ہے دل

Marfat.com

مشابہ جب سے گیسو کا کسی کے تو ہوا سنبل
تب آتا مام چرچے میں ترا یوں جا بجا سنبل

کیوں کے ظاہر کروں میں دل کا حال   یاں تو آتا ہے ایلچی پہ زوال

شکر احساں کا ترے کیا کچھ کریں صیاد ہم
ایک دم گر آشیاں میں جا کے ہوں آباد ہم

شاہ شاہاں ہیں یا گدا ہیں ہم   کچھ شُدرتی نہیں کہ کیا ہیں ہم

وعدے پہ اپنے رونے کے گر آئیں یار ہم   گلزار کو دکھائیں ہر اک نوک خار ہم

مرے آنسوں کے قطروں کو تو کب پہنچے گی جا شبنم
میں کہتا ہوں بہاروں گا مرے منھ پر نہ آ شبنم
ہوا رونے کی میرے دیکھ کر یہ ابر اڑ جاوے
تو آئی ہے ذرا سا ٹپکے آنسو یاں بھلا شبنم

ہنوز کہنے نہ پایا تھا وہ پیام تمام   کہ اس نے کر دیا قاصد کا میرے کام تمام

کب تک رہیں مکدر آپس میں یار ہم تم
ہے روز عید کرلیں رفع غبار ہم تم

Marfat.com

کب چشم تھی نہ اس سے اے مردمانِ دیدہ
روئیں گے اس طرح سے لیل و نہار ہم تم

ہائے مجنوں جب تلک جیتا تھا نرگس زار تھا
چشم سے ان آہوؤں کے یک قلم صحرا تمام

دل و دیدہ کا کرتا ہے تو بیاں قلم ۔۔۔ نہ کیوں کے چاک کرے سینہ اور زباں قلم

ابر روتا ہے تو بھی روائے چشم ۔۔۔ اس میں جو ہو ہی ہو وہ اے چشم

دل تو خوباں کا ہو گیا ہمدم ۔۔۔ تو ہی آتا ہے ان دنوں کم کم

عجب کچھ تماشا یہاں دیکھتا ہوں ۔۔۔ جو مخفی تھا اس کو عیاں دیکھتا ہوں
اب اور ہی مقاموں میں پھرتا ہے دل ۔۔۔ نہ یاں دیکھتا ہوں نہ واں دیکھتا ہوں
مری چشم کیا دور ہیں بن کے خورشید ۔۔۔ کہاں ہو رہیں تنہا کہاں دیکھتا ہوں

دیکھنا یار ہیں کس طرح چلا آتا ہوں ۔۔۔ چشم تر خاک بسر آبلہ پا آتا ہوں
غنچۂ دل نہ کھلا باغ جہاں میں شورش ۔۔۔ جیسا افسردہ گیا ویسا چلا آتا ہوں

نہ دے تکلیف رونے کی مجھے اے یار کہتا ہوں
ہماروں کا کوئی دم میں در و دیوار کہتا ہوں

Marfat.com

جسے قطرہ تو سمجھا ہے وہی دریا ہے اے شورش
خدائی کا میں خدمت میں تری اسرار کہتا ہوں

نہ کچھ مجھ سے پوچھو کدھر دیکھتا ہوں — جدھر دیکھتا ہوں ادھر دیکھتا ہوں
میں کب غیر کو بھر نظر دیکھتا ہوں — تجھے دیکھتا ہوں اگر دیکھتا ہوں
مجھے آہ تجھ سے توقع نہیں ہے — ترا بھی بھلا اب اثر دیکھتا ہوں۔

اسے مجھ سے پوچھو کہ کیا جانتا ہوں — خدا جانتا ہے، خدا جانتا ہوں

نہ کچھ جفائے فلک سے میں زار روتا ہوں — جلا ہوں عشق میں بے اختیار روتا ہوں
کبھی جو یاد کچھ آتا ہے اسکی الفت سے — مثال ابر کے میں زار زار روتا ہوں

نے سرو نہ قمری ہوں نہ طوبیٰ کا شجر ہوں — توحید کے میں نخل کا باللہ ثمر ہوں
دوران کے ترشح پہ نہ ہو اے ابر تو نازاں — دریا کی طرح دیکھ سدا دیدۂ تر ہوں

نہ مجبور ہوں میں نہ ناچار ہوں میں — غرض کچھ عجب چار و ناچار ہوں میں

اس زلف ستم گر کا گرفتار میں ہی ہوں
اس قید کے عالم میں سزاوار میں ہی ہوں

Marfat.com

مت پونچھ منھ کی گرد کو آفت رسیدہ ہوں
آیا ہوں راہ دور سے محنت کشیدہ ہوں
پیوند مت کرو مجھے ہر شاخ گل کے ساتھ
دیکھو تو کس شجر کا میں شاخ بریدہ ہوں
جز دود آہ دل میں مرے اور کچھ نہیں
مانند شمع کشتہ گویا آفریدہ ہوں

ہم تمنا جو کریں وصل کی مقدور نہیں
تو اگر لطف کرے یار تو کچھ دور نہیں

گھر میں ہمارے ایک سو انقش بوریا
زر کا تو کیا گماں ہے کہیں خار و خس نہیں

غور کر دیکھ مرے دل کو بھلا ہے کہ نہیں
اب کے معلوم ہو جائے گا بھلا ہے کہ نہیں

کون دم ہے جو تیری یاد نہیں
کون دل ہے جو تجھ سے شاد نہیں
نام ہے دوستی کا باقی خیر
جہاں باہم میں اتحاد نہیں

وہ کون سا مکاں ہے جہاں دل رہا نہیں
اندھے کو تیں نہ سوجھے تو اسکی دوا نہیں

اس بے وفا کے دل سے غمخوار ہیں تو ہم ہیں
خوش ہیں اگر تو ہم ہیں بیزار ہیں تو ہم ہیں

Marfat.com

کیا شیخ و کیا برہمن سب کام پر ہیں اپنے
گر بندہ خدا میں بیکار ہیں تو ہم ہیں

ہم جو روتے ہیں لوگ ہنستے ہیں
ہنستے ہی گھر سنا ہے بستے ہیں
کہکشاں دیکھنے کو ہے شورش
دل کی منزل کے دو ہی رستے ہیں

یار آنکھوں میں تری خار ہوں میں
ورنہ اک باغ اور بہار ہوں میں
شمع جلتی ہے دیکھ کر مجھ کو
نخل آتش ہوں شعلہ بار ہوں میں
غیر کیونکر نہ مجھ سے کٹ جاویں
ایک تروار آب دار ہوں میں
ہوں میں گردن کشوں میں گردن کش
خاکساروں میں خاکسار ہوں میں

قطعہ

یا علی جی سے ترا بندہ ہوں
تیری ہی راہ کا غبار ہوں میں
دشمنوں کا ترے میں ہوں دشمن
دوستداروں کا دوستدار ہوں میں

بن کے بیٹھا ہے یار گلشن میں
کیوں نہ ہووے بہار گلشن میں
بہر تعظیم اس کی اے شورش
گل کھڑے ہیں ہزار گلشن میں

Marfat.com

بھاتی ہے مے کشی میں دل کو ہوائے باراں
گر یاد ہو تو پڑھ دے زاہد دعائے باراں
ساقی ہے مے ہے ہم ہیں اور ابر ہے چمن کی
ہے سب ہی کچھ مہیا خالی ہے جام یاراں
کیا العطش پڑی ہے مے خانہ جہاں میں
دیتے ہیں جام جسکو کہتا ہے ہائے باراں

یارب کیا لکھا ہے مری سرنوشت میں
دیوانہ ہو کے ماروں ہوں سر سنگ و خشت میں
شورش بتاں کو چھوڑ کے کعبے کو تو نہ جا
ہے یہ بھی اک مزا جو رہے تو کنشت میں

ہم اپنے دل کے ہاتھوں آزار کھینچتے ہیں — آزار کھینچتے ہیں نا چار کھینچتے ہیں
اہل جہاں کی حالت میں کیا کہوں اے شورش — جو راست گو ہو اس کو یہ دار کھینچتے ہیں

یار کا جور و ستم کس سے کہیں — دل کا اپنے درد و غم کس سے کہیں
اس کی تو سنتے ہیں شورش دو کروڑ — میری کوئی سنتا ہے ہم کس سے کہیں
جھڑکیاں دیتا ہے ہم کو صبح و شام — یہ الم ہے یہ الم کس سے کہیں۔

رات کاٹی ہے ہم نے اے شورش — اسی خانہ خراب آنکھوں میں

Marfat.com

مجھ کو اپنی عزیز جان نہیں — یار گو مجھ پہ مہرباں نہیں
تم تو ایسی طرح سے کہتے ہو — گویا منہ میں مرے زبان نہیں
شکوہ تیرا کریں گلی بہ گلی — مقتضی اس کو اپنی شان نہیں

لوگ جاگے ہیں آپ سوتے ہیں — خود بدولت پڑے سو روتے ہیں
راہ میں خار جو بچھاتے ہیں — اپنے حق میں وہ کانٹے بوتے ہیں

تجھے کب شرارت میں کم جانتے ہیں — جو کچھ یاد ہے تجھ کو ہم جانتے ہیں
یہاں فکر جاتی ہے کب پیش شورش — تری ذات کو ہم اتم جانتے ہیں

مدت ہوئی کہ دل کو ہم اپنے رو چکے ہیں
اس کی وفا سے شورش ہم ہاتھ دھو چکے ہیں

شورش اس عشق کے ہاتھوں سے بگولے کی طرح
بے سر و پا پڑے صحرا میں پھرا کرتے ہیں

غیروں کی محبت کے پابند ہوئے خوباں
اب تجھ کو مرے شورش کب یاد وے کرتے ہیں
اس جینے کا اب ہم کو کچھ لطف نہیں ملتا
کیا ہجر میں ہم ناحق دن عمر کے بھرتے ہیں

Marfat.com

ہم نہیں ٹلتے زمیں پاؤں سے گو ٹل جاوے
شوق سے اپنا قدم کر کے جہاں رکھتے ہیں
خوف آتا ہے کہ خورشید نہ جل جاوے کہیں
اس لیے داغ کو سینے کے نہاں رکھتے ہیں

کچھ یہ نہیں ہوا ہے ہے دل کا داغ وہیں
الفت کا تیری روشن ہیگا چراغ وہیں

جستجو کر لے بتاں کی جب تلک ہے تندرست
کوئی دن مہماں ہے طاقت یہ جوانی پھر کہاں
ضعف کا شکوہ نہ کر شورش غنیمت اسکو جان
زندگی کا یہ بھی پھل ہے ناتوانی پھر کہاں

ہم کہاں تم کہاں وہ باغ کہاں
دل کہاں گل کہاں دماغ کہاں
آنکھ اٹھا کر کسی کو کیا دیکھیں
ہم کو رونے سے ہے فراغ کہاں

شمع رو گرد دست رکھے میر جل جانے کے تیں
وہ دل خجالت عشق میں باللہ بر ولانے کے تیں
جان کر عاشق مجھے خوش چشم معشوقوں کا آہ
دیکھیو ہم سے گلی تر گس بھی شرمانے کے تیں

Marfat.com

کیوں نہ چاہوں جان و دل سے مہرباں اپنے کے تئیں
دوست رکھتا ہر کوئی ہے قدرداں اپنے کے تئیں
سن کے شورش آب ہو سرتا قدم فوارہ وار
گر پڑھوں مجنوں کے آگے داستاں اپنے کے تئیں

جس نے دیکھا ہے مرے یار کے تئیں بھول بیٹھا ہے سب بہار کے تئیں
دل مرا باغ باغ ہوتا ہے دیکھ کر اپنے گل عذار کے تئیں

سنگ میں بھی ہے اسی کی کچھ تجلی کا اثر
پوجتا ہے برہمن اس واسطے پتھر کے تئیں

پاؤں مرے رہ گئے چلنے سے جنگل کے بیچ
خار مغیلاں کے ساتھ کیا میں مداوا کروں
دیکھ کے شورش کا حال کہنے لگا وہ طبیب
نبض تو ملتی نہیں اس کی دوا کیا کروں

تجھ بے وفا کے عشق میں اے یار کیا کروں
روؤں نہ دل لگا کے میں ناچار کیا کروں
خواہاں جو تو ہے جان کا حاضر ہے میری جان
اتنے کے واسطے تجھے بیزار کیا کروں

Marfat.com

دنیا کی کب تلک میں بھلا جستجو کروں — بہتر ہے یوں کہ ترک سبھی آرزو کروں
زمرے میں عاشقوں کے نہ جا گر ملے کبھی — عقبیٰ کی آرزو جو اگر ایک مو کروں

..... چال گلی زیچ بغل میں شیشہ — دیکھ اس ہیچ کو تری، پیار کروں یا نہ کروں

دل میں تو ہے دل میں تیرے جا کروں — بس نہیں چلتا ہے میرا کیا کروں
چشم ہے یہ دیدۂ تر سے مجھے — چاہوں تو صحرا کو بھی دریا کروں

دل کو لے کر جلا دیا تو نے — شمع رو ہائے کیا کیا تو نے
غیر کی بات اک طرف ظالم — آشناؤں سے کیا کیا تو نے

کس ستم گر کو دل دیا ہم نیں — ہائے رے ہائے کیا کیا ہم نیں
گالیوں تک پہنچ گئی نوبت — نام بوسے کا جب لیا ہم نیں
فصل گل تک کوئی یہ بچتا ہے — گو گریباں اب سیا ہم نیں

مآل اول نہ سمجھے تھے خوشی کا — رلایا مجھ کو آخر اس ہنسی نیں

مری چشم خونبار ہے اندنوں — گریباں گلزار ہے اندنوں

راحت کا منہ نہ دیکھا کم بخت دل کے ہاتھوں
روتی ہی اپنی گذری اک لخت دل کے ہاتھوں

Marfat.com

دل کا خیال اتنا نہیں کچھ بیان میں — بدلا کرے ہے رنگ بڑا آن آن میں
کون اس طرح سے چاہ کے کھاتا ہے لے ہما — سچ کہہ کی کیا مزا ہے مرے استخواں میں

کہیں کعبے میں یہ جلوہ نظر آتا ہے زاہد کو
دیا ہے حق نے میرے تیں عجب بت خانہ پہلو میں

اے جان و دل شورش اس گردش دوراں میں
کوئی آپ سا بھی دیکھا اس حضرت انساں میں
خوش چشمی آہو کی افراط سے کیا کہیے
پھولا ہے گویا تختہ نرگس کا بیاباں میں
اس نوح کے طوفاں میں کشتی پہ بچا عالم
کشتی ہی ہوئی غارت اس چشم کے طوفاں میں

کفر ہے گر دوئی کا خیال کریں — ایک تو ہے ہزار آنکھوں میں
کس مصیبت میں رات کاٹا ہوں — یار سیل و نہار آنکھوں میں

کیوں نہ دیکھوں میں تجھ کو دنیا میں — تو ہی پیدا ہے چشم بینا میں
آبلے دل کے یوں چمکتے ہیں — نور چمکے ہے جوں ثریا میں
دل کی حالت بیان کیا کیجے — لاکھوں موجیں ہیں ایک دریا میں

اشک بہار میرا گذرے اگر چمن میں — سب غنچے پھول بیٹھیں اک بار پیرہن میں

Marfat.com

اے جان تو آ جا مرے بر میں — مرتا ہوں کوئی گھڑی بھر میں
سینے کے ہیں داغ یوں نمایاں — جوں پھول جڑے ہوئے سپر میں

یاروں کا یار ہے کہوں کیا میں — زور دلدار ہے کہوں کیا میں
جانتا غیر سارے عالم کو — اپنا پندار ہے کہوں کیا میں
کاش ابرو کے اس کی مت پوچھ — ایک تروار ہے کہوں کیا میں

اب کون ہے شراب تجھ بن — دل جل کے ہوا کباب تجھ بن
ہو خاک شگفتہ غنچۂ دل — کس گل کو ہے آب و تاب تجھ بن

خون نابہ جگر سے ہوئی لال آستیں — ہوتی نہ کاش آنکھوں کی رومال آستیں
شورش کی آنکھیں تر گئیں طوفان نوح سے — تیرا پتا کہ ہووے گا کیا حال آستیں

قیس و فرہاد کو حسن کام سے رم کرتے ہیں
تیری الفت میں مری جان وہ ہم کرتے ہیں
بے ادب بات اگر منہ سے نکل جاتی ہے
شمع کی طرح زبان اپنی قلم کرتے ہیں

ہم سے رقیب بولتے ہیں کیسی بولیاں — سنیو خدا کے واسطے یار ٹھٹھولیاں
کیا جانے یہ غریب ابھی طرز گفتگو — ان سے شعور زیادہ رکھیں ہیں یہ بولیاں

Marfat.com

اس چشم کے ہاتھوں میں اک آفت میں پڑا ہوں
جوں شمع میاں روتا ہوں جلتا ہوں کھڑا ہوں
میں نام نہیں لیتا محبت کا زباں پر
عالم کی وفاداری سے اتنا ہی ڈرا ہوں

شیخ جی کہتا ہوں تم سے دوبدو　　کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَقَ اللّٰہُ بَاطِلُوْ
کنت کنزؔ کلمہ قدسی ہے یار　　پڑھ کر اس کو بھول جا تو آپ کو

قطعہ

امید سبھی رکھتے ہیں تجھ لطف و کرم کی
کرتا نہیں کیوں پیار مرے یار کسی کو
اک میں ہوں گنہگار ہے ساری ہی خلقت
بیزار کوئی کرتا ہے دلدار کسی کو
کہنے لگا چل پوچ نہ بک سامنے میرے
اس کہنے پہ چاہے مری بیزار کسی کو

جن ترے خار ہیں آنکھوں میں گلستاں مجھ کو　　بلکہ فردوس سے بہتر ہے یہ زنداں مجھ کو
میں تو دل تنگ تھا غنچے کی طرح کیا کہیے　　مسکرانے لگا کیا ہے ترے خنداں مجھ کو

قفس میں یار کی بو کیوں نہ پہنچائے صبا مجھ کو
نہ آئی راس اب کے سال کی ہر گز ہوا مجھ کو

Marfat.com

مدتوں روتے پھرے آخر نہ پہنچے داد کو
اب کہاں لے جائیں ظالم اس دل ناشاد کو

ہاتھ میں رکھتا ہوں ناخن فکر تیشہ گی کرے
پیش پا افتادہ بھی سوجھے نہ کچھ فرہاد کو

بھگو سکتے ہیں اکثر آستیں کو
ڈبونا کام رکھتا ہے زمیں کو

بھلاؤں دل سے کیونکر نام تیرا
اٹھا سکتا ہوں حرف دلنشیں کو

قطعہ

قتل کیوں کرتا ہے ناحق بعد توبہ آ میاں
حسن پہنچا ہے ترا اب ایسی ہی تاثیر کو
صوفی و شیخ و برہمن واعظ و ناصح سبھی
باؤلے ہو جائیں تیری دیکھ کر تصویر کو

گویا نیلم جڑا ہے لعل کے بیچ
لب مے گوں کے خال کو دیکھو

ابروئے یار گر نہ دیکھا ہو
آسماں پر ہلال کو دیکھو

گر نہ دیکھا ہو تم نے مجنوں کو
شورش خستہ حال کو دیکھو

عاشق کو جان تجھ بن سودا نہ ہو تو کیا ہو
ہر کوچہ اور گلی میں رسوا نہ ہو تو کیا ہو
جس تشنہ لب کو ساقی کوثر سے جام دیجے
پینے پہ اس کے آب دریا نہ ہو تو کیا ہو

Marfat.com

خفا ہوا ہے مرا یار دیکھیے کیا ہو
عجب طرح کا ہی خوں خوار دیکھیے کیا ہو
میں دیکھوں کون اب آتا ہے منھ پہ قاتل کے
دل و جگر میں ہے تکرار دیکھیے کیا ہو

آپنے کو جو منھ دیکھاتے ہو
سینہ صافوں کو کیوں رلاتے ہو
غیر کی چاہ گر نہیں دل میں
آنکھیں کس واسطے چراتے ہو
خوش رہو غیر سے پرائے صاحب
پاس شورش کے تم کب آتے ہو

مزاج اپنا رونے سے برہم نہ ہو
اگر شورش چشم ترکم نہ ہو
شگفتہ رہے زخم دل مثل گل
اگر درمیاں پاسے مرہم نہ ہو

کیا چشم ہے وہ چشم کہ جو چشم تر نہ ہو
وہ آہ کیا بلا ہے کہ جس میں اثر نہ ہو
انسان اس کا نام ہے ہمت ہو جس کے بیچ
وہ نخل مثل چوب ہے جس میں ثمر نہ ہو

اس دل ربا کو دل سے سروکار ہو نہ ہو
دل اس کا یار ہو چکا وہ یار ہو نہ ہو
مجھ کو لباس فقر کا کرنا ادب ضرور
گر اس میں کوئی صاحب اسرار ہو نہ ہو

میں مارے دکھ کے کرتا ہوں ان آنکھوں سے رواں آنسو
وگرنہ دوستی یہ ہے کہاں میں اور کہاں آنسو
مزاج آیا ہے رونے پر کدھر کو اب گیا آنسو
بہت بہتا تھا شدت سے کہو اب کیا ہوا آنسو

Marfat.com

اس درد کی حالت کو مری آہ نہ پوچھو کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں میں باللہ نہ پوچھو

کم نہیں آنسو مرا دانے سے مرواریدکے
تم کو گر باور نہ ہو کوئی اسے رخ اکلا تول لو
چار دن ہے چاندنی پھر تو اندھیری رات ہے
بلبلو! شورش سے تم سب جتنا چاہو بول لو

قطعہ

شورش گیا میں یار کے کوچے میں ایک روز
آگے نظر وہاں پڑے بے جان ایک دو
پوچھا میں ساکنوں سے وہاں کے جو اسکا بھید
کہنے لگے انھوں سے سخندان ایک دو
معلوم نہیں کہ کیا ہے مزا تیغ یار میں
ہوتے ہیں قتل شوق سے ہر آن ایک دو

داغ دل ہے دکھانا ہمدم کو رکھیو جراح تو نہ مرہم کو
ہم نشینوں نہ کیجیو جلدی ہم بھی چلتے ہیں یاں سے کوئی دم کو

کون سمجھاوے کہ مت کر عشق تو، دیوانے کو
باز رکھ سکتا نہیں کوئی جلنے سے پروانے کو

Marfat.com

کچھ نہ پوچھو عشق میں اس کے سمندر کی طرح
آگ دے بیٹھے ہیں اپنی صاف ہم کاشانیکو
عشق کی آتش سے ہرگز ہم تو گھبراتے نہیں
شمع ساں رہتے ہیں بر لب مستعد جل جانیکو

گرچہ ایذا ہے سراپا عشق میں　　آدمی نہیں وہ جسے یہ غم نہ ہو

گر تو رکھتا ہے مرے قتل کی خواہش دلمیں　　میں بھی حاضر ہوں دل و جان سے آ بسم اللہ

کھل کے تیرے ڈر سے میں رونے نہیں پاتا ہوں آہ
کچھ نکل پڑتے ہیں آنسو کچھ ہی پی جاتا ہوں آہ

دکھا نہ مجھ کو کھلے سر کے اپنے بال سیاہ　　ہماری جان کو کافی ہے خط و خال سیاہ
سمجھتا کون ہے یہ بات چشم آہو کی　　کرے ہے خال کا تیرے صنم خیال سیاہ

کرے ہے دل کے تئیں مہر حب جاہ سیاہ　　کہ جوں خسوف سے ہوتا ہے روئے ماہ سیاہ
الٰہی راہ محبت میں سرخ رو رکھنا　　نہ ہووے ایسا کرے عاقبت گناہ سیاہ

کس پہ کرم دم بدم کس پہ ستم واہ واہ　　واہ صنم واہ واہ، واہ صنم واہ واہ
دل میں بھرا ہے غم جسم جو ہے وہ بھی کم　　اس پہ یہ کہتے ہیں ہم گذرے جو دم واہ واہ

Marfat.com

گو باغ جہاں کے ہیں اے یار بہت تحفہ
ہے داغ سے سینے کا گلزار بہت تحفہ

لال لب کو میاں چھپا مت رکھ　　بولنے کی کسی کے جا مت رکھ

اتنا میں چاہتا ہوں خدا سے دل عزیب　　ایسا نہ ہو کہ جاوے کسی بے وفا کیساتھ

کون کہتا ہے مجھے ربط نہیں یار کے ساتھ
دوستی ہے گی دلی بلکہ بہت پیار کے ساتھ
چھوڑ زنداں میں مجھے آپ گیا یار کے ساتھ
دل نے کیا کام گیا مجھ سے گرفتار کے ساتھ

ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی　　سیاہی ہو گئی گئی دل کی آرزو نہ گئی

جوں زلف ستم گر کی تصویر نظر آئی　　وہیں مری آنکھوں میں زنجیر نظر آئی

نہیں میں چھوڑنے کا آشنائی　　دوانہ گو کہے ساری خدائی
نباہ اس کا نہیں ہوتا ہر اک سے　　بہت مشکل ہے پاس آشنائی

روتے روتے چشم مری بہہ گئی　　دیکھنے کی دل میں حسرت رہ گئی
غنچۂ گل سب کھلے پڑے ہیں آج　　کان میں باد صبا کیا کہہ گئی

Marfat.com

جو ہمسفر تھے راہ میں سب یار وہ گئے
ہمراہ ان میں گنتی کے دو چار رہ گئے

داغ اگر دل پہ ہو کچھ عیب نہیں — سچ ہے سپاہی کو سپر چاہیے
شورش بے باک کو مت چھیڑنا — چھیڑ لے کو اس کے جگر چاہیے

شیشہ دل لے کے کدھر جائیے — سنگ حوادث ہے جدھر جائیے
.... لذت جاوید نہیں — آپ سے ایک دم جو گذر جائیے

.... گھڑی یہ اس کے ملنے کی
پھر کچھ اور ہی صورت سے یہ کج رفتار کیا کیجیے

کس طرح اس کے دل میں جائیے — بس نہیں چلتا آہ کیا کیجیے

عمر گراں مایہ کو دیتے ہیں برباد ستم — غیر کو کیا روئیے اپنا ہی غم کیجیے
یہ تو کہو کس طرف جائیے ہو تم سیر کو — آئیے ٹک بیٹھیے یاں بھی کرم کیجیے

ایک کو معبود جانا چاہیے — لاکھ ہیں موجود جانا چاہیے

اور کیا شکوہ کریں یار کی بدمستی کا
توڑنا شیشۂ دل میں تو ہنر اس کا ہے

Marfat.com

بتا قاصد شتابی کام کیا ہے   تو خط لایا ہے یا پیغام کیا ہے
وہی آتش ہے فرقت کی یہاں بھی   مجھے اس گور میں آرام کیا ہے

باندھے فتراک میں بہت سے دل   دیکھ وہ شہ سوار آتا ہے
مثل نرگس کے چشم ہے نگراں   شاہد نو بہار آتا ہے

ستم بھی اہل معنی کا دلوں پر عین رحمت ہے
جو دانہ آنچ نہیں کھاتا وہی پھر خام رہتا ہے

کس شوخ بے وفا کو تو نے بھی دل دیا ہے
شاباش مجھ کو شورش تیرا ہی حوصلہ ہے
دنیا میں آشنائی دیکھا تو دل بدل ہے
میں اس کا مبتلا ہوں وہ میرا مبتلا ہے
خوبی سے دل ربا کے میں کیونکے دل بچاؤں
مانند کاہ میں ہوں وہ مثل کہربا ہے

لطف و کرم کا تیرے امیدوار دل ہے   پامال کرنا اس کو آخر اے یار دل ہے

صوفی صافی کے تیں مذہب ستی کیا کام ہے   اس کا تم مذہب جو پوچھو تو خدا کا نام ہے
اپنی شامت آپ ہر تکلیف لاتی ہے ہزار   یہ فلک ناحق بیچارہ مفت میں بدنام ہے
جانتے ہیں اس فلک کو باعث ایذا و رنج   وہ سو اپنی حرکتوں سے آپ بے آرام ہے

Marfat.com

احولوں کی چشم میں انواع تصویرات ہے
مردم بینا کی نظروں میں تری اک ذات ہے

اب کے فصل گل ہیں میری یوں بندھی تصویر ہے
ہم ہیں اور زنداں ہے اور پاؤں بڑی زنجیر ہے
باوجود اسکے کہ دیکھا نیں کسی نے آنکھ سے
تسپہ تیرے نام پر یہ دھوم دیہ تقریر ہے
عشق کا حاصل جو پوچھو ہم سے تو درد ہے
اس سوا جو کچھ کہ ہے سب دام اور تزویر ہے
رنج پہنچانا کسی کے دل کو شورش خوب نیں
جتنی ہی تقصیر اس کے ساتھ اک تعزیر ہے

فلک تو اپنی ہی گردش میں آپ حیراں ہے
نہ رکھو اس سے توقع کہ خود پریشاں ہے
ہزار پرزے کروں اس کے تو سہی شورش
یہ آج ہاتھ ہمارا ہے اور گریباں ہے

داغ دل کی بہار تجھ سے ہے — یہ چمن لالہ زار تجھ سے ہے
ایک کو ایک سے جلا رکھنا — یہ ستم روزگار تجھ سے ہے

Marfat.com

مجال کس کی جو دلے میں عمر اہم چشم
گھٹا بھی شرم سے پانی میں ڈوب جاتی ہے

وہم میں کچھ، گماں میں کچھ ہے — دید میں کچھ، بیاں میں کچھ ہے
بات میں اس کی کچھ ثبات نہیں — دل میں کچھ ہے زباں میں کچھ ہے
کوئی صورت نظر پہ چڑھتی نہیں — ہے وہی گردشیاں میں کچھ ہے

جینے کی تمنا جو کریں بوالعجبی ہے — مرنے کی دعا مانگیں تو یہ بے ادبی ہے
کیا اپنے پیمبر کی کہوں تم سے حقیقت — باطن میں وہ اللہ ہے ظاہر میں نبی ہے

..... دل سامنے..... بوالعجبی ہے — میں تجھ کو سمجھتا ہوں جو کچھ . . . .

موجود کو تنہا تو نہ کر بزم میں ساقی — لا دختر رز جلد کھلی ہے یا بری ہے
بے رنگی پہ یہ رنگ ہے کیا رنگ ہے باللہ — سو رنگ سے اے یار ترا رنگ بری ہے

دل کا لینا اگر تجھے منظور ہے — کون رکھ سکتا ہے کیا مقدور ہے
جان دیے تک ادا ہوتا نہیں — دوستی کا مرتبہ کیا دور ہے
آبلوں کی طرح سے شورش ترا — دل کہاں ہے خوشۂ انگور ہے

کرتا نہیں کوئی گوشش مری بات کو ہرگز
معلوم نہیں . . . . . .

Marfat.com

ہر چند میں چھوڑوں ہوں نہیں چھوٹتی شورش
کیا دخترِ رز ہاتھ کو دھو پیچھے پڑی ہے

چشمِ خدا میں سے دیکھ غیرِ خدا کون ہے
مردمِ بینا سے پوچھ اس کے سوا کون ہے
مجمعِ خوباں ہے آج پردۂ دنیا کے بیچ
شورشِ غم خوار کہہ یار ترا کون ہے
کہنے لگا وہ مجھے چشمِ جہاں بیں تری
غیر دکھاتی ہے یاں غیر بھلا کون ہے

اغیار کا وہ یار گرفتار ہے سو ہے
اور نام سے ہمارے وہ بیمار ہے سو ہے
تیرے سوا جہان میں کوئی دوسرا نہیں
دل سے زباں سے لب پہ یہ اقرار ہے سو ہے

لوگ کہتے ہیں مجھے معشوقِ یوسف ہے ترا
میں کہاں اور وہ کہاں جو نہیں ہیں یہ سب ہے سو ہے
اپنے تئیں تقلید سے شورش کسی کے کام نہیں
شعر کہنے میں نرالا سب سے اک ڈھب ہے سو ہے

پاؤں جل جاتے ہیں رکھتے خاک
دل جلا شاید کوئی مدفون ہے
جن کے تئیں حق کی میسر دید ہو
اس کے تئیں ہر روز روزِ عید ہے

Marfat.com

شان و شوکت سے ہرا دل یک قلم بیزار ہے
اس کو کچھ درکار ہے تو اور ہی درکار ہے

دل میں اپنے دیکھتا ہوں کچھ عجب اسرار ہے
اور ہی کچھ سیر ہے کچھ اور ہی بازار ہے

کیا کیا میں تن کے تیں اور کیا صحیفے ہو گئے
ایک نقطے کا جہاں میں کس قدر ستار ہے

کیوں پھنسا رکھا ہے ساقی عقل کے گرداب میں
اک توجہ میں تری عالم کا بیڑا پار ہے

مذکور خدا کا جب تلک ہے   اپنا بھی قیام تب تلک ہے

عاشقی اور رہے نہ ہے شورش   دل سے سب ننگ و عار کھوتی ہے

خط کے آنے سے کس کو ہو تسکیں   کہیں اوسوں سے پیاس جاتی ہے

نہ جانے کس طرف چلتا رہا وہ شوخ بے پروا
تمنا وصل کی اسکی مری دل گیر پھرتی ہے
مری آنکھوں کو گردش ہے گی دامن ساتھ یوں تیرے
جوں فانوس خیالی میں تری تصویر پھرتی ہے

Marfat.com

دردِ دل سے میرے شورش کون یاں آگاہ ہے
عالم غیب اور شہادت کوئی نیں اللہ ہے
عشق میں محنت کسی کی رائیگاں جاتی نہیں
داد ملتی ہے ہر اک کو جس کی جتنی چاہ ہے
دل سے لیکر تا زباں کچھ اور ہم رکھتے نہیں
ایک آہ سرد ہے اور نالۂ جانکاہ ہے

کیا بوجھ کر بھلا تو اس سے بگاڑتا ہے سن تو ارے دیوانے سودا تجھے ہوا ہے

سجدۂ شکر ادا ہوتا تو ہم سے معلوم سر پٹکنے کی ترے در پہ مگر خوشی ہے

جان و دل کو جو کوئی نثار کرے وہ تجھے یار اپنا لیا کرے

عارف حق کے جو دیکھا تو فنا اور ہی ہے
وے جو کہتے ہیں بقا ان کی بقا اور ہی ہے
گوش دل سے جو سنا ان کے محقق کا کلام
اتنا سمجھے کہ نصیری کا خدا اور ہی ہے
جب سے مہجوری کا عالم ہے ہمارے شورش
تب سے غیروں کے دماغوں میں ہوا اور ہی ہے
بلبلیں باغ کی کرتی ہیں فضا کی تعریف
شورش اس سینۂ عاشق کی فضا اور ہی ہے

Marfat.com

یاد تیری ہے یار جو دم ہے — بھولنا مت اگر تو ہمدم ہے
شاہ خوباں کی تم نہ کچھ پوچھو — ان دونوں اور اس پہ عالم ہے
نامرادی ہے عین دل کی مراد — پوچھتا ہے وہی جو محرم ہے

مر جاؤں تیرے ہجر میں آرام یہی ہے
میں کشتۂ الفت ہوں مرا کام یہی ہے
جس واسطے نالاں ہیں یہ سب بلبل و قمری
وہ فخر چمن سرو گل اندام یہی ہے

ننگ و ناموس صاف کھو بیٹھا — دل کی میرے یہ کارسوائی ہے
دید کو ان بتاں کی مجھ کو عزیز — زندگانی ہے زندگانی ہے
ہم نے شورش جو کچھ کہ دیکھا ہے — اب وہ قصہ ہے اور کہانی ہے

پلا دے جام صبوحی وہ مجھ کو اے ساقی — کہ جس کے پینے سے باقی نہ کچھ خمار رہے
قصور عشق پہ اطلاق کرتے ہیں اس کو — ذرا جو ننگ سے دل میں یا کہ عار رہے

خوف میں جان کے نت کیوں نہ دل زار رہے — جب کھنچی اس سے تری ابرو کی تلوار رہے

قطعہ

یار نے آج کہا کہہ دو دوانوں سے مرے
جو کوئی دوست ہو وہ مرنے کو تیار رہے

Marfat.com

گو گنہ ان کا نہیں مجھ پہ یہ ہے ثابت لیکن
کب تلک تیغ مری میان میں بیکار رہے
دیکھ کر ہم کو شگفتہ نہ ہوا گل کی طرح
زاہد خشک کی آنکھوں میں سدا خار رہے

تو عیادت کو بھی آیا نہ مری اے ظالم — تا لب گور ترے طالب دیدار رہے

گرم اس میں شعر کوئی ہوتا نہیں — یہ زمیں بھی کس قدر مرطوب ہے

دل پر درد کو میرے ستائے جس کا جی چاہے
اسے مانند شبنم کے رلائے جس کا جی چاہے
میاں پتھر کے کھودنے سے کوئی فرہاد ہوتا ہے
بھلا اک سنگ پر تیشہ لگائے جس کا جی چاہے

مجھ کو شکوہ ہے سخت جانی سے — باز رکھتی ہے جاں فشانی سے
شوق رکھتا ہوں دل میں ارنی کا — کب ڈروں ہوں میں لن ترانی سے
دل تو بے چین ہے تنک شورش — نیند آتی ہے کب کہانی سے

دنیا کے بہت در پر گھستے رہے پیشانی — پر کچھ نہ ہوا حاصل اے وائے سی نادانی
اب کس سے کروں ظاہر کیفیت انسانی — پائی یہاں جاتی ہے سب حالت ربانی
انسان کی کیا طاقت جو عرش پہ چڑھ جاوے — ظاہر ہوئی پردے میں وہ قدرت سبحانی

Marfat.com

کعبے کا سفر کرنا گو فرض ہے پر مجھ کو   رخصت نہیں دیتی ہے یہ بے سروسامانی
تو فکر ستایش میں مصروف رہ اے شورش   اس حرص و ہوا کے تیں لکھتے ہیں سبھی فانی

مزا بلبل کے رونے کا کہو صیاد کیا جانے
وہی جانے جو عاشق ہو نہیں جلاد کیا جانے

کیفیتوں سے کون ہے واقف شراب کے
پردے ابھی اٹھائی ہے دل سے حجاب کے
معلوم نیں کہ کیا ہوا قاصد کو میرے آہ
مرتے ہیں انتظار میں خط کے جواب کے
شورش تجھے تو عشق نے پیر کر کیا جوان
ورنہ تو کب کے جاتے رہے دن شباب کے

پڑا جب ہاتھ میں اس تندخو کے   گریباں کب رہا قابل رفو کے

کیا کہوں میں آہ مارے پیار کے   جی ہوا جاتا ہے صدقے یار کے
کیا مضائقہ خط ہوا پیدا ہے خود   گل کہیں دیکھا بھی ہے بے خار کے

کیا ابر کی مجال بجز چشم تر مرے
خوں نابۂ جگر سے زمیں کو ڈبو سکے

Marfat.com

ممکن ہے دردِ عشق مرے دل سے جا سکے
وہ ظرف کون سا ہے جہاں یہ سما سکے
آتش ہمارے عشق کی کیونکر کے سرد ہو
وہ اور ہی آگ ہے جسے پانی بجھا سکے
صورت کو اپنے دوست کی شورش تو یاد رکھ
اور سب کے تیں بھلاوے جہاں تک بھلا سکے

کیا کیا مزا دکھاتی ہے شورش کا مجھ کو یہ
ہوتا ہوں جان و دل سے میں قربان زندگی
دل تیرے دردِ ہجر سے اے جانِ زندگی
کرتا ہے چاک چاک گریبان زندگی

پھولی پھلی نہ ہرگز کچھ چاہ کوہ کن کی
گئی گور میں حسرت ہمراہ کوہ کن کی

گو نخلِ آہ میں ہے نہیں برگ و بار کچھ   لیکن اثر کا اپنے ثمر دیوے ہے مجھے
شورش میں کیونکے دور کروں دل سے داغ کو   تروار سے پناہ سپر دیوے ہے مجھے

دیتے نہیں ہیں چین یہ اہل جہاں مجھے
یارب تو دینا ہاتھوں سے انکے اماں مجھے

Marfat.com

وہ ستم گار نہیں رکھتا ہے بیکار مجھے
ایک نہ ایک دیا کرتا ہے آزار مجھے
ہچکیاں دم نہیں لیتی ہیں ذرا آنے میں
یاد کرتا ہے گا شاید وہ مرا یار مجھے
میں تو بہترا ہی چاہا کہ نہ روؤں شورش
چین کب دیتی ہے یہ دیدۂ خوں بار مجھے

تاب لا سکتا نہیں دل عشق کے آزار کی
دیکھیے ہوتی ہے کیا حالت دل بیمار کی

قطعہ

پوچھتا ہے کون تیغ ہر زگالی کو میاں
مچ رہی ہے دھوم تیرے ابروے خمدار کی
یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا جو سنکھ ہو گئے
کب اٹھا سکتا ہے رستم ضرب اس تروار کی

ظہور ذات کی خاطر بنائی شکل انساں کی
جو کیفیت تھی وحدت میں سو کثرت میں نمایاں کی
یہ نوبت اگے پہنچی ہے ہمارے چشم گریاں کی
کہ دہشت دل میں رکھتا ہے اک عالم اسکے طوفاں کی
ترے اس آہ نالہ سے اے مجنوں کو ن سوتا ہے
پلک سے لگ نہیں سکتی پلک چشم غزالاں کی

سنا تو کر لیتے ہیں ہم بات کان سے سب کی
و لے کسی سے نہیں کہتے اپنے مطلب کی

Marfat.com

عجب نہیں کہ کلیجہ ہو لعل کا پانی
کہ اس لیے آنکھوں سے دیکھی ہے سرخی تجھ لب کی

... زلف دہ کامل کا نہیں لازم ہے بہتر ہو
وہی زنجیر بہتر ہے جو دیوانے کے کام آوے
میاں اپنوں کی خدمت تو ہر اک کوئی جی سے کرتا ہے
بڑا وہ مرد ہے سب میں جو بیگانے کے کام آوے
ہوا تو تو خاکستر کا اے زاہد تو کیا حاصل
وہ مشت خاک بہتر ہے جو پیمانے کے کام آوے

ہوا کے رخ پہ جو کوئی گرد اڑاوے   یقیں جانو کہ پھر کر منہ پہ آوے
ترے دست مبارک میں ہے وہ نور   ید بیضا سا جس سے رشک کھاوے

فلک پر کیا مقرر ہے ٹھکانہ یار کا زاہد
ہر اک جاگہ میں تو دیکھے جو تجھ کو کچھ نظر ہووے
اب اس شورش سے روتا ہے ترا فرہاد شیریں
اگر کوئی سنگ   چشم تر ہووے

دلوں میں اپنے بندوں کے اگر الفت خدا دیوے
تو میں حق سے یہ کہتا ہوں کہ مہر مرتضیٰ دیوے

Marfat.com

امیر ہو کر جہاں میں دیکھا نہیں ہے چڑ دولت کو پائے زاری
فقیر ہو کر جو خوب سمجھے تو زور ، دولت ہے خاکساری
ہوا ہوں عاشق میں جب سے تیرا ابھی سے دل کو ہے غم نے گھیرا
...... نہ میرا رہے ہے آنکھوں سے اشک جاری
کہاں تو بیٹھا ہے جا کے ظالم نہ آپ ہی آوے نہ خط ہی بھیجے
دل و دو دیدہ ستم رسیدہ کریں ہیں کیا کیا نہ آہ و زاری

کوئی آپ سے بھی دل یہ اٹھاتا ہے بیکلی
آتی نہ ہو وے نیند تو آرام کیا کرے
الفت نے میرے پاؤں میں ڈالی ہیں بیڑیاں
شورش جنوں کو یاں کوئی بدنام کیا کرے

ممکن نہیں کہ چھوٹے ہم سے یہ عشق بازی
گو دوستاں کریں ہیں ناصح سے کارسازی
سولی پہ چڑھ کے بولا منصور بے محابا
باقی ہے راستی کی دولت یہ سرفرازی
اس پردہ زمیں پر ظاہر ہے نیک و بد پر
تیری یہ جبہ سائی میری زباں درازی

نہ کوئی ہمدرد رکھتا ہوں جو میرے درد کو پہنچے
نہ کوئی ہمدم ہی ایسا ہے جو آہ سرد کو پہنچے

ناصحو کیا مزا دکھاتا ہوں
منھ تلک میرے جام تو پہنچے

Marfat.com

ممکن نہیں شیشۂ جو گرے تار نہ ٹوٹے
دل اس سے بھی نازک ہے خبردار نہ ٹوٹے
میں اپنے تو مرنے سے ہراساں نہیں قاتل
دھڑکے ہے مرا دل تری تروار نہ ٹوٹے

مانع اشک نہ ہو دل تو مجھے رونے دے
گھر اگر ہوتا ہے ویراں مرا ہو لئے دے

گھڑیاں بھی کٹیں رو رو کے اور آٹھ پہر بھی — رکھتی ہے الٰہی یہ شب ہجر سحر بھی
پامال کیے گل تو بہت بلکہ شجر بھی — ہاتھ آیا ہے ظالم ترے کچھ اسکا ثمر بھی
گر قصد کرے سیر کو گلشن کی صبا تو — ٹک لیتے ہوئے جانا مرے دل کی خبر بھی
یاں تک تو کیا نالہ و فریاد نے شورش — ہنستا ہے جو کوئی کہتا ہے اے کاش کہ مر بھی

میں تو کچھ کہتا نہیں اے گلبدن کس واسطے
اپنی کم گوئی پہ یہ طول سخن کس واسطے

باتیں نہ کر تو مجھ سے اے ناصح کڑی کڑی
آنکھوں پہ کیف عشق کی جس کے چڑھی چڑھی
ناصح میں کیوں کے چھوڑ دوں خرابات کی نشست
خوابت دا سے جس کی جو کچھ کہ بڑی بڑی

Marfat.com

کیوں کر دل کو چین پڑے اس کے ہجر میں
چبھتی ہے سانس پھانس کی صورت گھڑی گھڑی

کب تمنا ہے مجھے عیش میں اوقات کٹے
یاد میں تیری کٹے دن کٹے یا رات کٹے
تجھ کہو شیخ جی میں باز نہیں آنے کا
سر بھی گر عشق میں اے قبلۂ حاجات کٹے
ایک دم ایک طرح سے تو گذرتی ہی نہیں
سخت مشکل ہے کہ اوقات مساوات کٹے
روز و شب روتا ہی رہتا ہے بیچارہ شورشؔ
کون تدبیر کریں جس سے یہ برسات کٹے

قطعہ

جی میں یہ آرزو تھی مدت سے
پاس میرے وہ دل ربا بیٹھے
ناگہاں مل گیا وہ مجلس میں
ان نے چاہا کہ دور جا بیٹھے
میں کہا اس سے کچھ مضائقہ نہیں
آشنا پاس آشنا بیٹھے
سن کے کہنے لگا کہ چلیے دور
پاس تیرے مری بلا بیٹھے

Marfat.com

یہ حالت ہوئی ہے ہماری جہاں میں ۔ کہ جوں تھک کے کوئی بیچ منزل میں بیٹھے

عشق کا دعویٰ میں کر سکتا نہیں اے سنگ دل
پر ترے بھلا میں کروں اک چاہ پیدا تو سہی
گر لب بام آ کھڑا ہووے ہمارا ماہ رو
چھوڑ کر یوسف کے تیں دوڑے زلیخا تو سہی

طاقت ہے اس کے سامنے تیر قضا چلے
اس تند خو سے وہ بھی ذرا سر جھکا چلے
شاہ و گدا کو شوق ترا ہی ہم یہی کا ہے
جس کو تو کہہ دے ساتھ ترے وہ جلا چلے
اس طرح جائے دل تو کھنچا یار کی طرف
جوں کاہ کہربا ہی کی طرف کو کھنچا چلے

ظالم بھلا کہاں تک ہم صبر کر رہیں گے
گھبرا کے بس کسی دن ناچار مر رہیں گے
پرواز کا ارادہ تیری ہی طرف کرے گا
جب تک کہ مرغ دل کے یہ بال و پر رہیں گے
مت کھینچ اے مصور تصویر اس پری کی
مر جائے گا اک عالم خالی یہ گھر رہیں گے

Marfat.com

آنکھوں کا میرے آنسو ممکن نہیں کہ سوکھے
پہلو میں گر ہمارے دل اور جگر رہیں گے
شورش ترا یہ رونا گر ایسے ہی ہے ہر دم
باقی جہاں میں کیوں کر دیوار و در رہیں گے

جو کوئی جسم و جان رکھتا ہے — خوف تجھ سے ہر آن رکھتا ہے
زیست کرتا ہے اس جہان کے بیچ — تجھ سا جو مہربان رکھتا ہے
برہمن سے نہ بول شورش — وہ بھی منہ میں زبان رکھتا ہے
میں تو عاشق ہوں ایسے یوسف کا — دوست جسکو جہان رکھتا ہے

اپنا مطلب بیان کیا کیجے — ہے گی ساکت زبان کیا کیجے
نیستی میں کمال رفعت ہے — ایک نام اور نشان کیا کیجے
کسی صورت سے وہ پرچتا نہیں — ہے بڑا بدگمان کیا کیجے

جو کوئی دل کو آفتاب کرے — سیر عالم کی وہ شتاب کرے
زلف میں تیری دل ہوا ہے گم — کہہ دے شانے کے تیں طلب کرے
جز نہ دشمن کہوے کسی کے کیساتھ — حق میں ناداں کے یہ خراب کرے

دشت یا در میں تجھے یار کہیں دیکھا ہے — یاد پڑتا ہے کہ اک بار کہیں دیکھا ہے
مجھ کو سب کہتے ہیں مختار ہوا سکے گھر کا — بندہ بھی قابل مختار کہیں دیکھا ہے
جان کو اپنے دیا حق سے نہ گذرا ہرگز — کہہ دو منصور سا سردار کہیں دیکھا ہے

Marfat.com

قطعہ

ایک دن روٹھ چلا میں تو بلا کر یہ کہا
دوسرا مجھ سا طرحدار کہیں دیکھا ہے
پھر تو میں نے بھی کہا اس سے کہ اے بندہ نواز
دوسرا ایسا گرفتار کہیں دیکھا ہے

بے ہنر ہیں اس طرح اہل ہنر ممتاز ہیں
چشم نابینا میں جوں اہل بصر ممتاز ہے
چشم عالم سے ہماری چشم تر ممتاز ہے
آب دریا سے غرض آب گہر ممتاز ہے

زلیخا کیا کہوں تجھ سے کہ میرا یار کیسا ہے
ترا یوسف بایں خوبی یہ اس کا ایک بندا ہے

ہم اسی حسرت میں یارو مر چلے
آئے تھے کس کام کیا کر چلے
درد و غم کا اس جہاں سے گور میں
لے کر اپنے ساتھ اک دفتر چلے
حاصل اس دنیا سے یہ ہم کو ہوا
خاک رکھ چھاتی پہ اور پتھر چلے

کب دل کو مرے تو نے کبھی شاد کیا ہو
ناشاد کر دیا ہے برباد کر دیا ہے
اک پر نہ دیوے خالی صیاد اس قفس سے
اکارہ جان مجھ کو آزاد کر دیا ہے
کب جانتے تھے لینا تم دل کسی کا پیارے
دل دے کے ہم نے تم کو استاد کر دیا ہے

Marfat.com

قربان اسکے جاؤں جس نے پہ تیرے قد کو ... قمری کے دل کی خاطر شمساد کر دیا ہے

اے چشم ذرا دیکھ مری جان یہی ہے ۔۔۔ گر تجھ کو شناسائی ہے پہچان یہی ہے
بینائی جسے کہتے ہیں حکمائے زمانہ ۔۔۔ وہ مردمک دیدۂ انسان یہی ہے
افراط کسی چیز کا ہر چند نہیں خوب ۔۔۔ اے عشق جلا دے مجھے ارمان یہی ہے

اس غنچۂ دل سے ہے مجھے جنگ صراحی
ہونا نہ مرے رونے سے تو تنگ صراحی
تشبیہیں گردن کی دوں کیونکر کے کسی کو
مشہور ہے یہ بات کہ ہے سنگ صراحی
اس واسطے منہ تم کو لگاتی نہیں سن لو
جانے ہے تمھیں شیخ جی بے ڈھنگ صراحی

جو کوئی مری جان گرے تیری نظر سے ۔۔۔ ہر چند اٹھاویں نہ اٹھے نوع بشر سے
تقصیر نہیں رونے میں آنکھوں کی ہمارے ۔۔۔ آنسو تو چلا آتا ہے ہر آن جگر سے
وہ یار نکلتا ہی نہیں گھر سے اے شورش ۔۔۔ ہر چند کہ سر ماروں ہوں دیوار و در سے

گر میرے تصور میں وہ تصویر نہ ہوتی ۔۔۔ جینے کی مسیحا سے بھی تدبیر نہ ہوتی
اے دل تجھے پتھر سے بھی بدتر سمجھتا ۔۔۔ گر آہ تری صاحب تاثیر نہ ہوتی
افراط محبت نے دوانہ کیا شورش ۔۔۔ ورنہ مرے پاؤں میں یہ زنجیر نہ ہوتی

Marfat.com

دل دیوانے کے نہ کچھ زور نہ زر ہاتھ میں ہے
اتنا جانوں ہوں کہ رونے کا ہنر ہاتھ میں ہے
وہ تجلی ہے کف دست میں تیرے ظالم
جو کوئی دیکھے تو جانے کی قمر ہاتھ میں ہے
فکر کونین کی مجھ کو نہیں ہرگز شورش،
یار بیداد مرا میرے اگر ہاتھ میں ہے

نفرت کرے وہ ہم سے، رقیبوں کو بٹھاوے
دشمن کے بھی دشمن کو خدا یہ نہ دکھاوے
یہ وہ ہے ستم گر کہ سنا ہووے گا تم نے
جی جیتے ہی چھاتی یہ جو دیوار اٹھاوے

کچھ عاشقی کرنا تو برا کام نہیں ہے
پر ایک مصیبت ہے کہ آرام نہیں ہے
شیشہ ہی مرے منہ سے لگا دے مرے ساقی
اس وقت مرے پاس اگر جام نہیں ہے

لاکھ تدبیر کرے باد صبا کیا ہووے غنچۂ دل نہیں بے ذکر خدا کھلتا ہے

اے دل ربائے عالم ہم سے حجاب کیا ہے
کر بے حجاب ہم سے منہ پر نقاب کیا ہے

Marfat.com

ایک پرتو ہے تیرا جس سے یہ روشنی ہے
اب آگے کیا کہوں میں یہ آفتاب کیا ہے
ظاہر جو زخم دل میں وہ سو سے کم نہیں ہیں
پوشیدہ ہیں جو دل میں ان کا حساب کیا ہے
زلف رسا سے شورش کہنا کہ بل نہ کھاوے
حاضر ہیں دل دہی کو پھر پیچ و تاب کیا ہے

جہاں میں مرا آشنا ایک ہے — نہیں جھوٹ کہتا خدا ایک ہے
کسی نوع سے کوئی یاد اس کی کر لے — ہر اک ذکر کا مدعا ایک ہے
دوئی ہو تجلی میں شورش کہاں — ہر اک شمع کی میاں ضیا ایک ہے

ہمارے قتل کی تم نے جو ابرو سے اشارت کی
بہت ہم خوش ہوئے دل میں غرض کیا ہی کرامت کی
بھلا اے شیخ جی تم نے نماز مقتدی کھولی
بصارت تھی نہ آنکھوں میں تو کیوں تم نے امامت کی

کل یار دل میں اس کی محبت جو آ گئی — قالب میں میرے روح سی گویا سما گئی
آ کر بہار جاتی رہی چار دن کے بعد — جوں ہما کو اڑ دل کے کھلے تھے اٹھا گئی
کیا آگ تھی غضب تری الفت میں اے میاں — مانند طور خانۂ دل کو جلا گئی

Marfat.com

کچھ بڑھ چلوں میں تم سے میری مجال کیا ہے
پر شیخ جی یہ کہیے تم میں کمال کیا ہے
وے اور ہی ہیں گے معنی جس میں کشود ہوئے
نزدیک عارفوں کے یہ قیل و قال کیا ہے
ہے پوچھنا تو اس سے جس نے لکھا ہے نامہ
شورش تو ایلچی ہے تجھ کو سوال کیا ہے

جو کچھ دل میں میرے تری چاہ ہے — خدا ہی مرا اس سے آگاہ ہے
عدم کے مسافر ہیں سب پیش و پس — جہاں میں نہیں کوئی گمراہ ہے
خدا ساتھ شورش تجھی کو نہیں — ہر اک بندے کو اک خودی راہ ہے

کشتی چاہ آہ یوں ڈوبی ، یہ بھی اپنے نصیب کی خوبی

وہ کام کیے جاتا ہوں الفت میں بتاں کی
مجنوں کی طرح میرا بھی افسانہ لکھیں گے

جو راہ سے واقف نہیں وہ رہنمائی کیا کرے
جس کی نظر بینا نہ ہو . . . . . کیا کرے

شورش کی جو مصور تصویر کھینچتا ہے
اول اک اس کی خاطر زنجیر کھینچتا ہے

Marfat.com

ہے صفائے دل کی شرط اے زاہد
کیا ہوا ریش ہوئی جو تار سفید
سیاہی روپے کی دل سے جاتی نہیں
گو کہ ظاہر میں ہیں ہزار سفید

جی سے بھاتا ہے مجکو اے شورش
چاندنی میں لباس یار سفید
اور پھولوں کی سیج جام شراب
موتیوں کے گلے میں ہار سفید

رباعیات

ہر رنگ میں دیکھا تو اسی کا ہی ظہور
خورشید کا ہی ذرے میں ہے جیو کر نور
بینائی شرط ہے جو دیکھے کوئی
شپرک سے ہے دیکھنا خورشید کا دور

گر کفر اور اسلام کے تیں خوب نگاہ
دیکھا تو ہے دونوں رستے پیدا اک راہ
مشرک تو وہی ہے کہ جیو جانے دو ہے
میں ایک سمجھتا ہوں گا واللہ باللہ

Marfat.com

کیا آنکھ کوئی لگا دے اس شوخ بیوفا سے
سائے پہ جو ہمارے شمشیر کھینچتا ہے
زاہد کے پاس بیٹھوں کس طرح سے اے شورش
اپنی طرف وہ مجھ کو لے پیر کھینچتا ہے

قطعات

ہے جمیع صفت کے تو موصوف
غائبانہ میں ہوں ترا مصروف
بندگی حق کی جوں بلا قبلہ
کچھ ملاقات پر نہیں موقوف

انسان کی نہ پوچھو شاہوں کا شاہ یہ ہے
اور دین میں جو دیکھو تو دیں پناہ یہ ہے
لش پر کہا نبی ﷺ احمد ملوں میں بلا میم
وہ ذات پاک شورش بے اشتباہ یہ ہے

کعبے کو اگر جاویں تو
آتش کو اگر پوجیں تو جلنے کا گماں ہے
ہر بات میں اک نوع کی ہے تکلیف اے شورش
دنیا کی غرض پردے میں آرام کہاں ہے

Marfat.com

کیا مدح کرے کوئی تمھاری پاشاہ
تم عالم ایجاد کے ہو پشت پناہ
کچھ فرق نہیں تم میں نبی میں مطلق
اس دعوی اوپر ملک بھی ہے گواہ

اے پیر مغاں دل کو نہ کر میرے کباب
اس تشنگی مے میں پلا مجھ کو شراب
باقی نہ رہے دل میں تمنا اس کے
مٹ جائے جو یہ نقش کبھی مثل حباب

جان دل سے میں چاہتا ہوں تجھکو ظالم
صد دل سے میں چاہتا ہوں تجھکو ظالم
موت کرم کرے ہے شورش یہ مرے
بہ دل سے میں چاہتا ہوں تجھکو ظالم

Marfat.com

شیون

میر احسن شیون، ساکن عظیم آباد، مردے بود، سپاہی پیشہ، گاہے فکر شعر فارسی وگاہے ریختہ ہم می نمودند و در محفل مشاعرہ تشریف می آوردند، بافقیر اخلاص تمام داشتند۔ آخر الامر ترک روزگار نمودہ ترک روزگار نمودہ فقر اختیار کردند و از شاہ کام جو رصحبت برار ساختند و از دوستاں ترک ملاقات فرمودند و جان بجاناں دادند۔ یک شعر یاد ماندہ، ہماں نوشتہ شدہ۔ از دست :

اے شیخ تو یہ خرقۂ سالوس جلا دے
ڈاڑھی نہیں یہ پھوس ہے، یہ پھوس جلا دے

مرغ بسمل کے بال پر کھینچو
اس دل بے قرار کی صورت
آج نرگس کی آنکھ میں دیکھا
خوب ہم انتظار کی صورت

شائق

میر قمر علی شائق تخلص، ساکن عظیم آباد :۔

شب کو تیری بزم میں اغیار سب سوتے رہے
ایک ہم کمبخت بیٹھے صبح تک روتے رہے

قاتل کے روبرو سے پھر آیا نہ جائے گا
تیغ نگہ سے دل کو بچایا نہ جائے گا

Marfat.com

اے شیخ نہ بندا ہوں نہ میں شاہ و گدا ہوں
تم جس کو صنم کہتے ہو میں اوس کا خدا ہوں

ہم نے دلبر کو بھر نظر دیکھا
آج اس آہ کا اثر دیکھا

جس گھڑی ہم . . . . . . گئے
دیکھ کر اغیار سارے جل گئے

یار سینہ کا داغ پھر چمکا
جو بجھا تھا چراغ، پھر چمکا

شجاع

نواب شجاع قلی خاں، شجاع تخلص، نورچشم نواب منیر الدولہ نادر جنگ غفرلہ۔ از چند سال در مغل پورہ تشریف می دارند و اوقات بخوبی بسر می برند حق تعالی سلامت دارد۔ از دست . . .

بھلا نہیں جو برا مجھ کو پیش غیر کہو
پر اس میں ہے جو تمھاری خوشی تو خیر کہو
ہے جلوہ گاہ بتاں زاہد و ازل سے یہ
حرم کہو دل عاشق کو تم کہ دیر کہو

(۱) ایک ہی ورق میں شجاع کا ذکر دو بار کیا گیا ہے لیکن دونوں تحریروں میں الفاظ

Marfat.com

کا خاصا تفاوت ہے پہلی بار اس طرح ذکر کیا گیا ہے :۔

نواب شجاع قلی خاں، فرزند رشید نواب منیر الدولہ نادر جنگ غزلہ دریں روز ہا فکر شعری فرماید۔ ایں مطلع تا احقر رسیدہ، مرقوم ساختہ :۔

اتنا نہ کر اضطراز دم لے
دم لے دل بے قرار دم لے

بھلا نہیں جو برا مجھ کو ہیش غیر کہو
گر اس میں ہے جو تمہاری خوشی تو خیر کہو

شاہ

ابو الحسن تانا شاہ، شاہ تخلص، بادشاہ دکن، مرید شاہ سلطان قلزم ؒ

کس در کا ہوں، جاؤں کدھر، مجھ دل کو بل بچھرات ہے
اک باٹ سے گئے ہوں لگے کہی، پرجی تو بارہ باٹ ہے

سید ابو الحسن بادشاہ دکن ملقب بہ تانا شاہ غفراں پناہ ۔ خوبی عدل و انصاف حضرت ایشاں تا حال در دل خاص و عام منقوش است۔ بادشاہ اورنگ زیب مخاطب بخطاب عالم گیر از محنت سالہا از قبضۂ قدرت ایشاں برآوردہ، خود متصرف گردیدہ و ہماں جا مدفون گشتہ ۔

Marfat.com

صانع

صانع ساکن بلگرام[1] ۔ از وست :

کیا دے کر سگ لیلیٰ کو رخصت استخواں اپنا
نہ چھوڑا ہائے کچھ مجنوں نے صحرا میں نشاں اپنا

صنعت

مغل خاں صنعت از اقربائے نواب نظام الملک آصف جاہ است۔

از وست :

غمزے سے مارتا ہے جلاتا ہے ناز سے
کیا ملک حسن کا صنما! تو خدا ہوا

یار گھر جاتا ہے یارو کیا کروں
ہائے گھر جاتا ہے یاروں کیا کروں

درو دستی قافیہ ایں شعر تردد است[2] ۔

صمصام

نواب[3] امیر الامرا خانِ دوراں ... م الدولہ صمصام تخلص می : ... از وست :

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گزر چمن میں
اب شور کر لے بلبل آنے جو تیرے بن میں

---

(۱) گردیزی ص ۱۰۱
(۲) گردیزی ص ۱۰۱
(۳) گردیزی ص ۱۰۱

Marfat.com

صوفی

مہربان دلی، میر منظہر علی، صوفی تخلص ساکن پرگنہ راج گیر، سرکار صوبہ بہار۔ درعلم ظاہر عالم بسیار مردم شاگرد اوست۔ الحال در فقر می کوشند۔ اکثر فکر شعر فارسی وگاہے فکر شعر ریختہ ہم می نمایند۔ بر احوال فقیر توجہ بسیاری فرمایند۔ از وست :

بس اب یہ اٹھنے کا نہیں ناتواں جہیں کا ہوا
بسان اشک جہاں گر پڑا وہیں کا ہوا

چھوٹ جاویں غم سے ہر دم کے جو نکلے دم کہیں
خاک ہے یہ زندگی جیتم کہیں اور تم کہیں
سارے عالم کو ڈبایا کیا چاہے ہے اور
بس خدا کے واسطے اے چشم گریاں تھم کہیں

صفدری

صفدری عظیم آبادی، بسیار مرد غیور بود و در فن شعر فارسی خوش گو۔ گاہے فکر شعر ریختہ ہم می نمود۔ باایں ہمہ مصور، و تیر انداز و خوش نویس و بریدہ تراش بے بدل بود چنانچہ نواب نظام الملک ہزار روپیہ قیمت یک فیل بریدہ می داد۔ قبول نہ کرد کہ مرا ازیں پیشہ زر گرفتن نیست۔ یک روپیہ روزانہ سرکار خواجہ محمد مقیم برادر نواب خانِ دوراں می یافت۔ ہما اکتفا نمودہ۔ گاہے بخانہ کسے نرفتہ آخر در دہلی وفات یافتہ و یکے از کمالات آں ایں بود کہ در گنبد ہائے رفیع الشاں بے نردبان

Marfat.com

بخط چوب میان گنبد آیتہائے قرآنی معہ بسم اللہ می نوشت اما کسے راہمراہ نمی برد۔
از وست :

تجھ دہن سے قرض ہنسا لے کے اس تنگی کو بھول
کیا شگفتہ ہو کے بیٹھے ہے گل گلشن میں پھول

سجن نے پان کھا مسی ملی ہے
دہن گویا کر لالے کی کلی ہے

صبائی

صبائی احمد آبادی۔

زرست ہے آشنائی زر سے ملے ہے بھائی
زر نہیں تو ہے جدائی دنیا میں جو ہے زر ہے

ضیا

میاں ضیاء الدین ضیا تخلص، متوطن دہلی، جوانے است مودب و مہذب متواضع با فقیر ربطے بسیار دارد[2] ہمیں قدر در تذکرہ میر رقوم است۔ از وست :

جنت کا ست دیو مژدہ مجھ خاک میں رلے کو
آرام داں بھی معلوم ایسے جلے بلے کو

گریباں وفا کے اڑاتا جیوں ابھیوں بگولا
صحرا میں تو نے مجنوں وحشی ضیا ہم دیکھا

(۱) نکات، ص ۱۰۱
(۲) نکات :

Marfat.com

میر ضیاء الدین از چند سال حوبہ عظیم آباد وارد اند۔ در محفل مشاعرہ رونق
تشریف آوردہ بودند لکن بایں نمط کہ مردم ندانند کہ ایں ضیا است۔ از فضل الٰہی
نور بصارت ہر یک دوستان بر شناخت اسود درست بود۔ چگونہ ضیا پوشیدہ
ماند۔ شناختند اما شعر نہ خواندند۔ آنچہ مناسب بود تواضع نمودہ آخر رخصت
شدند۔ بعد چندے معلوم شد کہ رفیق راجہ بہادر بودند۔ در محفل ہولی مردمان
بے ادبی کمال نمودند۔ خانہ نشینی اختیار نمودہ بودند۔ وقتیکہ راجہ بہادر صوبیدار عظیم آباد
شدند طلبیدہ باز رفیق ساختند لکن میر موصوف ناز دستار بر سر نہ نہادند۔ الحال
سخن بطور فقرای فرمایند۔ از وست :

تخم انساں میں حق کا جھاڑ چھپا
تنکے کی اوٹ میں پہاڑ چھپا

کون سے صدمے کی یہ آہٹ ہے
پھر درِ دل پہ کھٹکھٹاہٹ ہے

ڈر سے کسی کے نالہ بھی لب سے نہ ہٹ گیا
جوں نَوں کے سانس اٹھا تھا سو پھر پلٹ گیا

خم ہی میں بیٹھے بیٹھے ادھلی پڑی ہے باہر
دخترِ مغاں نے اپنی کتنی دلیری کی ہے

در اول مصرع لفظ اُدھلی کا ہے بسمع فقیر مولف نہ آمدہ و در آخر مصرع شراب را
دخترِ مغاں قرار دادہ است، اگرچہ دختر رز و دخترِ تاک و بنت العنب

Marfat.com

شراب را می گویند لیکن دختر مغاں گاہے نشنیدہ ۔

(فقیر مولف)

طالع

شمس الدین طالع[1] جوانے خوش طلعت و پاکیزہ رو، در عین جوانی جان بجاناں دادہ، حق سبحانہ تعالیٰ رحمت کند۔ از دست :

عرصے میں ہے اے زاہد اس دور میں پیمانہ
مسجد کے تئیں جاویں کیوں چھوڑ کے میخانہ
آباد کر اے طالع تو چل کے بیاباں کو
مرنے سے تیرے مجنوں کے ویران ہے ویرانہ

نہ جانا صبح کی باتوں پر وہ تیرا درد کیا جانے
وہی کر تو ارے دل جس میں اپنا کچھ بھلا جانے

زبس معمور ہے سینا گلوں سے داغ الفت کی
شگاف دل کو اپنے ہم در گلزار کہتے ہیں

طالب

از میر طالب علی ساکن الہ آباد برادر زادہ حضرت مصیب غزل :

ڈھلتی ہے بلا جو تہ افلاک سے نیچے
ڈرتا ہوں الٰہی کہ یہ ظالم کدھر آوے

---

(۱) گردیزی : ۱۰۳

Marfat.com

ریں شعراز انتخاب نیست۔ وقت تحریر ہمیں شعر بدست آمدہ والاشعر ایشاں اندک رتبہ دارد، ومشاق قدیم اند۔ محض برائے یادگار نوشتہ اگر دیگر بدست خواہد آمد باز خواہم نوشت۔

طالب

طالب[1] علی طالب تخلص برادر شیخ غلام علی راسخ ساکن شاہجہان آباد ذوق شعر از عظیم آباد نمودہ وشاگردی میاں فدوی اختیار نمودہ:

دیکھا چراغ وشمع مہ و لالہ زار کو
پہنچے ہے میرے کوئی دل داغدار کو
کس کس کو روؤں لوٹ لیا آہ عشق نے
عقل وخرد کو ہوش کو صبر و قرار کو

اپنی ضد پر یہ چشم گر آوے
شمع کیا ابر بھی نہ تر آوے

ظاہر

خواجہ محمد جان ظاہر، شاگرد حضرت مرزا مظہر مدظلہ العالی۔ بوسیلہ خویش علی نواز خاں، رفیق نواب غلام حسن خاں پسر نواب اعظم خاں از دہلی بہ عظیم آباد تشریف آوردہ۔ اشعار ایشاں ہنوز شہرت نیافتہ بود کہ بحبت شتافت انز دست:

---

(۱) طالب علی طالب کا ترجمہ حاشیے پر درج ہے

Marfat.com

پھر زلیخا نہ نیند بھر سوئی
جب سے یوسف کو خواب میں دیکھا

محبت کوہ کن کی رنگ اگر جا کر نہ پھیلاتی
نہ خسرو سرخ ہو آتا نہ شیریں زرد ہو جاتی

اے آہ اس قدر تو گر بے اثر نہ ہوتی
ممکن نہ تھا کہ اوس کے دل کو خبر نہ ہوتی

باطن میں گو کسی سے مجھے دوستی نہ ہو
لیکن تجھے رعایت ظاہر ضرور ہے

ظہور

میر محمد باقر، خلف فخر اللہ خان ساکن عظیم آباد۔ بعد شہادت خان موصوف تشریف بہ شاہجہان آباد برد و بخدمت برادر نسبتی خواجہ محمدی خان صاحب غفرلہ رسیدہ۔

و شاگرد مرزا مظہر گردیدہ، حزیں تخلص یافتہ چنانچہ مشہور و معروف است کہ صاحب دیوان بودہ۔ آخر در وقت نواب زین الدین احمد خاں ہیبت جنگ از دہلی مراجعت نمودہ، در سرکار نواب موصوف نوکر گشتہ۔ بسیار بعزت و حرمت اوقات بسری برد۔ دیوان دیگر در ڈھاکہ درست فرمود و تخلص ظہور قرار دادہ چوں بار دگر در عظیم آباد آمدہ، ساقی نامہ و ترجیع بند تصنیف نمودہ۔

Marfat.com

آخر ہمراہ نواب صولت جنگ بوسیلہ پیر محمد وحید صاحب قبلہ مغفور در پٹینہ رفت و جان بجاناں داده - ڈر روضہ حضرت شاہ مصطفےٰ جمال الحق قدس سرہ زیر چبوترہ جاے مدفن یافتہ - از وست :

جب سے دل آئینہ رویاں کا بلاگرداں ہوا
ہم جدا حیراں ہوے اور دل جدا حیراں ہوا
کیا مزا پھر آشنائی کا رہا ہے دل سمجھ
یار کو ملنا نہ ملنا جب ترا یکساں ہوا

ذرا دم لے ، میں حاضر ہوں ، جفا بنیاد کر لینا
نئی طرحیں ستم کی بلکہ اور ایجاد کر لینا

اپنی جدا خبر لے ، دل کی جدا خبر لے
یہ ایک جی ہمارا کس کس کی کہ یا خبر لے
برسات کے دنوں میں حاضر شرب تھے
شاید ظہور کس وقت ابر و ہوا خبر لے
لٹے وفا کا شکوہ کرتا ہے کیا سمجھ کر
اسے بیٹھ بے مروت اپنی تو جا خبر لے

اس شوخ بیوفا نے ناحق ہمیں ستایا
یاں تک کہ درد کا بھی ہم نے مزا نہ پایا

Marfat.com

ملا جب ہم سے وہ ہمدم ہمارا
کچھ اور ہی ہو گیا عالم ہمارا

دل میں رکھتے ہیں یار کی صورت
ہے ہمیشہ بہار کی صورت
دیکھ کر باغ باغ ہوتے ہیں
اپنے اس گل عذار کی صورت

شاید بہار آئی دوانوں کو کل نہیں
آتی ہے ہائے ہو کی صدا ہر گلی سے آج

غیر سے تجھ کو چھپاؤں کس طرح
جی سے تیرے اپنے ملاؤں کس طرح

(رباعی)

جب سے پڑے ہیں بحر توحید میں ہم
کرتے ہیں ہمیشہ زندگی دید میں ہم
کچھ کام نہیں کسی کے مشرب سے ہمیں
پڑتے نہیں کہنے سے تقلید میں ہم

---

(۱)
ادب سے رہ گئیں شوخی کی حسرتیں دل میں
کبھو نہ تجھ سے ہوا جان دل مرا گستاخ

---

(۱) یہ اور اس کے بعد کے اشعار حاشیے پر درج تھے۔

Marfat.com

دوستی اس کی بھلا کر زندگی کرتے ہیں ہم
تو بھی آجاتی ہے بعضے وقت ان چاہوں کی یاد

نہیں سکتا ہے میرے درد کی تحریر سہ کاغذ
مرے آنسو کے ریلے سے جلا جاتا ہے یہ کاغذ

جان پر سختی نہ کرتا وہ بھی دلبریاں تلک
ہم کسو پتھر پہ اتنا مبتلا ہوتے اگر
جمع کی تھی رات مجلس عیش کی تم نے سنا
کیا برا ہوتا صنم ہم بھی بھلا ہوتے اگر

وصل میں بھی جب خیال آتا ہے ڈر جاتا ہوں میں
غم نہیں بھولا صنم تیری جدائی کا ہنوز

کوئی دن درد . . . . دیکھا
آخر اس عشق نے ہم کو کیا ناشاد کہ بس

کیوں نہ ایسی مے سے ہو ساقی کے پیمانے کو رقص
دیکھ جس کا حسن آجاتا ہے میخانے کو رقص

یار سے باتوں میں تو تندی نہ کر ہرگز ظہور
ہے تجھے کام اس سے کچھ تجھ سے نہیں اسکو غرض

Marfat.com

ظاہر

مخلص دلی، میر لطف علی، ظاہر ولد میر محمد باقر ظہور۔ جوانیست شائستہ ونیک نیت یار باش۔ در علم موسیقی فہمید درست دارند و کارہا می کنند و گاہے شعر ریختہ ہم می فرمایند۔ در محفل مشاعرہ نیز تشریف می آوردند.... الحال ہمراہ میر ابو صاحب می باشند۔ از وست :

ہے یہ وہ آہ سنگ ہو پانی
اس کے دل پر نہ کچھ اثر دیکھا

دیکھ سرگرم سخن غیروں کو تجھ سے پیارے
لگ اٹھی آگ مرے سینۂ سوزاں کے بیچ
اب نہ کوئی چاہ نہ کوئی دل میں ہوس باقی ہے
دیکھا کیا کیا نہ کچھ اس گردشِ دوراں کے بیچ

محبت میں پایا مزا کچھ نہیں
بجز درد و غم کے ملا کچھ نہیں
ذری بات میں ہو گئے غیر کے
میں دیکھا تمھاری وفا کچھ نہیں

گو لاکھ طرح کے پھول پھولیں
آتی نہیں خوش بہار تجھ بن
دے جام پہ جام آج ساقی
کھینچا ہے بہت خمار تجھ بن

Marfat.com

ایک وہ بے وفائے عالم ہے
ہم سے مرگئے ہزار، کیا غم ہے
آتش ہجر کا جلا، نہ بچے
ہاں مگر وصل یار مرہم ہے

آ دیکھ اے آفتاب تجھ بن
بے نور ہے ماہتاب تجھ بن
اے مست شراب یہ تغافل
دل جل کے ہوا کباب تجھ بن

اور سے کام کیا تجھے ظاہر
نقش کر دل میں یار کی صورت

جدا ایک دم مجھ سے رہتا نہ تھا
مرے دل کو اب ہائے کیا ہو گیا

آرام کہیں نہ چین پایا
اس دل کے لئے جدھر گئے ہم

کون سی جا ہے کہ جس جا نہ گزر اس کا ہے
دیدۂ و دل ہیں جہاں دیکھئے گھر اس کا ہے

Marfat.com

اوروں سے ہے اختلاط، ہم پہ ستم واہ واہ
چاہئے یوں نہ ہیں تمھیں واہ صنم واہ واہ

ممکن ہے تری بزم میں اغیار نہ ہووے
کیا معنی جہاں گل ہو وہاں خار نہ ہووے

جب نظر مجھ کو یار آتا ہے
میرے دل کو قرار آتا ہے

کیا کہوں دل میں جان ہیں کچھ ہے
واپسیں دم زبان میں کچھ ہے

مجھے رات دن جو تری یاد ہے
اسی یاد سے دل مرا شاد ہے

یہاں مو سے باریک گردن ہے ظاہر
اٹھے عشق میں کس سے بار گریباں

کٹے گی کس طرح یہ آج کی رات
کہانی خوش نہیں آتی نہ کوئی بات
تو زاہد زہد کے جذبے نہ دکھلا
بہت دیکھی ہے خشک ایسی کرامات

Marfat.com

محفل میں تو اس بت کے غیروں کی رسائی ہے
اور ہم پڑے پھرتے ہیں، اظہار خدائی ہے

ظہور

ظہور اکبر آبادی۔ در موزونان عصر[1] بخوش گوئی مشہور است۔ و در ریختہ تتبع دیوان انعام اللہ خاں یقین می کند ولیل و نہار بیشتر در ہیں کار بسری برد از دست:

تمھیں خدا کی سوں لے جان لو ہوا سو ہوا
بھلا دو غصے کو آؤ چلو ہوا سو ہوا

جی نکلتا ہے مرا اس بے وفا کے واسطے
اوس کو لے آوے کوئی مجھ تک خدا کیو اسطے

عاصمی

خواجہ برہان الدین عاصمی۔ شاعریست خوش فکر چنانچہ کلام شاہد حال است۔ عاصم[2] از خطاست۔ متوطن شاہ جہاں آباد۔ در[3] علم تاریخ مہارتے دارد و در لطیفہ گوئی نیز۔ از دست:

چمن کے تخت پر جس دن شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو کے یاں غنچہ تھا یاں گل تھا

---

(۱) گردیزی ص ۱۰۳
(۲) گردیزی ص ۱۰۵
(۳) نکات ص ۱۱۷

Marfat.com

رات کو میں شمع کے مانند رو کر رہ گیا
صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

عارف

محمد عارف عارف تخلص متصل(۱) دہلی دروازہ می باشد۔ اکثر تلاش لفظ تازہ می کند بنا بر کم می گوید و شاگرد میاں مضمون است۔ دیگر احوال معلوم نیست۔ از دست :

دختر رز کو کہ کے اس سے مل
ورنہ عارف افیم کھاوے گا

ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلف سیہ کا پیچ اوس کے منہ پہ کھل جاوے

عاشق

عاشق شاہ جہاں آبادی۔ از دست :

خط سے زیادہ او رہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ او کھاڑا بہا کا

عزیز

شاہ عزیز اللہ عزیز(۲) تخلص۔ از شاہ جہاں آباد است۔ رتبۂ شاعری از

---

(۱) نکات ص ۱۲۵

(۲) اس کا ماخذ غالباً گردیزی (ص ۱۰۶) ہے

Marfat.com

شعر پیداست :

ڈرتا نہیں ہوں باتک و کٹاری کے زخم سے
بانکی نگاہ دیکھ تیری بل گیا ہوں میں
کان نمک ہوا ہوں تیرا حسن سبز دیکھ
لونی برہ کی جب سے لگی گل گیا ہوں میں

عمدہ

سیتارام عمدہ تخلص۔ از کشمیر جنت نظیر است۔ در ریختہ تتبع[1] دیوان انشاءاللہ خاں یقین می نماید و شعر را بخوبی می گوید۔ از دست :

پھنسا کر آپ کو بالوں میں اس شانے نے کیا پایا
پہن کر پاؤں میں زنجیر دیوانے نے کیا پایا

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولوں کی چادر کی
کہ میرے نعش پر وسرو گل رخسار پہنچے گا

کہے گا یار سے اے دل غم اپنا تو تو کیا ہوگا
دکھ اپنا شمع سے کہکر کے پروانے نے کیا پایا
نہ کیجیو خاکساری ہیچ گر اے عمدہ تو ہر گز
ملا کر آپ کو ماٹی میں ویرانے نے کیا پایا

---

(۱) گردیزی ص ۱۰۷

Marfat.com

کسو کے سینے میں ہرگز میرا سا داغ نہ تھا
مرے چراغ سے روشن کوئی چراغ نہ تھا
چمن میں کھینچ کے لائے ہیں گل رخاں مجھ کو
وگرنہ سیر چمن کا مجھے دماغ نہ تھا

مدام کیوں کہ مراجی رہے نہ صہبا میں
کوئی شراب سی شے دوسری ہے دنیا میں

یہ ٹوٹے ہے سخن سخت سے، وہ پتھر سے
مرے سے دل کی کہاں نازکی ہے مینا میں

مرنے کے وقت یار نے مجھ سے کہی یہ بات
اے عمدہ تو چلا ہے کدھر اس جہاں کو چھوڑ

دل ہمارا دست دہاموں کا ہے دیوانا ہنوز
مر چکے ہیں تس پہ خوش آتا ہے ویرانا ہنوز

حکم کیا ہے اسے راتوں کو ترے کوچے میں
دل میرا نالہ و فریاد کرے یا نہ کرے
عمدہ اب ہم تو بہت یاد اسے کرتے ہیں
یا نہ ہم کو وہ پری زاد کرے یا نہ کرے

Marfat.com

عزلت

صاحب طبع والا فطرت، سید عبدالولی عزلت پسر سید سعد اللہ[۱] قدس سرہ۔ مرد یست[۲] عالم و فاضل بزرگ و متوکل۔ مشق شعر فارسی ہم نمودہ اند لکن مزاج مبارک ایشاں میلان طرف ریختہ بسیار دارد۔ تازہ وارد شاہجہان آباد اندبا ایں ہمہ کمال ایں قدر وسعت مشرب دارند کہ در ہر رنگ مثل آب می آمیزند از دست :

اون کو پہنچی خبر کہ جیتا ہوں
کسی دشمن ستی سنا ہو گا

عزلت گمان یوں تھا کہ جل کر ہوا ہے راکھ
پھر دود آہ دل نے میرا دیدہ تر کیا

بندہ ہیں تیرے چھب کے مہ سے جمال والے
سب گل سے گال والے سنبل سے بال والے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا
سوائے بیکسی اب اور آشنا نہ رہا

نہ پوچھو یہ بگولا ہے میرا ہم تول صحرا میں
یہ قبر حضرت مجنوں ہے ڈانواڈول صحرا میں

---

(۱) گردیزی ص ۱۰۱
(۲) نکات ص ۹۳

Marfat.com

فقیروں سے نہ ہو بیرنگ للا افضل ہولی میں
تیرا جامہ گلابی ہے تو میرا خرقہ بھگوا ہے

نخل امید بے وفاؤں سے
دل سلامت پھرے تو پھل پایا

دل میں رندوں کے پھپھولا ہوا عمامۂ شیخ
یارب اس بزم سے یہ زہر کا ٹکڑ جاوے

ہوش دل لے کر ہمارا اب نہیں لیتے سلام
دے جواب اے مروت ہم نے تیرا کیا لیا

عمر

خان عالی شان، معتبر خاں عمر تخلص از[1] منصب داران سرکار والا بود شاگرد ولی۔ از دست:

او تری رونے سے مرے ابرو کماں کے بھوں سے چیں
کس طرح ٹھہرے کماں اس بارش برسات میں

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو
کیا اسیروں کے مار ڈالوں گے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو
جمع کر کیا اجاڑ ڈالوں گے

(۱) گردیزی ص ۱۱۶

Marfat.com

تن میں دل لے کے یوں مکرتے ہو
کہ گویا ان تلوں میں تیل نہیں

عشق

میر[1] زین الدین عشق شاہجہاں آبادی۔ باعث عدم موافقت روزگار ناہنجار کہ باکسے اہل کمال ناخۃ است، نخواہد ساخت تا بعظیم آباد رسیدہ و بدولت خانہ حضرت شاہ گھسیٹا صاحب مدظلہ العالی فرود آمدہ مردیست مجسم بعجز و انکسار و نوادرۂ روزگار۔ شاعر فارسی، صاحب دیوان، گاہے فکر ریختہ ہم می نماید۔ از دست :

کون پوچھے ہے دل و جاں کو اگر یار نہ ہو
جنس بے قدر ہے اس جا کہ خریدار نہ ہو
کس طرح محبس ہجراں سے رہائی پائے
وعدۂ وصل اگر دل کا مددگار نہ ہو

عاصی

نور محمد عاصی تخلص۔[2] از برہان پور است۔ دیگر احوال معلوم نیست

از دست :

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے بھی دل دیا
بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے، نظر کہیں

---

(۱) عشق کا ترجمہ حاشئے پر ہے۔
(۲) گردیزی ص ۱۱۷

Marfat.com

آتا تھا میرے منھ کے مقابل جو آفتاب
ایسا گرا کہ تیغ کہیں ہے سپر کہیں

عشق

میر یحیٰ مخاطب بہ عاشق علی خاں، عشق تخلص، متوطن دکن۔ ازوست:

ہیں شہید کربلا سب سرخ پوش
مصطفےٰ کے آل کا کیا رنگ ہے

وقت بد میں کیا کسی سے ہے رفاقت کی امید
بھاگتا ہے جب زوال آتا ہے سائے سے رفیق

صاف دل آرسی سا کوئی نہیں
رے کے منہ دیکھے آشنائی ہے

ہاتھ پر ہاتھ مرے دھر کے چلے آئے ساتھ
دیکھو طالع کی مدد آج مرے ہاتھ پڑے

عاجز

عارف[1] علی خاں، عاجز تخلص۔ مدت است کہ در برہان پور قیام داشت
الحال احوال او ہیچ معلوم نیست۔ ازوست:

---

(۱) غالباً اس کا ماخذ نکات (ص ۹۷) ہے۔

Marfat.com

(۱)
اے زرد پوش تم ہو اگر شاخ زعفران
عاجز بھی باغ عشق کا رنگیں پلنگ ہے

تیری برگشتہ مژگاں کا خیال آتا ہے یوں دل میں
دکن کی فوج جیوں بھالے پکڑ ہنگاہ پر آوے
تیری بانکی گلی میں ہم گزر کر سر سے بیٹھے ہیں
خدا وہ دن کرے قاتل کر خواہش راہ پر آوے

جنجال زندگی سے کیا ہو گیا جو چھوٹے
عاجز ابھی پڑا ہے ملک عدم کا جھگڑا

عطاؔ

(۲)
عطا نام اوباشے بود، در وقت عالم گیر بادشاہ۔ ازوست:
عطاؔ در مفلسی دو ٹوک رہتا ہے
سمجھتے بوجھتے نادان سنے رہ

اے در نبرد حسن تو کشتہ بچھار اچشم
زیر مژہ نہفتہ چو آہو بچھاڑ چشم
ایں شعر ندکور، در تذکرہ میر مرقوم است لکن قافیہ معلوم نمی شود چگونہ نوشتہ اند۔

---

(۱) اشعار کا ماخذ گردیزی (ص ۱۱۹) ہے۔
(۲) نکات ص ۴۶۔

Marfat.com

عبدالرحیم

عبدالرحیم[1]

آیا فراق اب پیو کا، سدھ بدھ گنوا مجنوں کیا
جس باٹ وہ لیلے اگئی اوس باٹ مجھ جانا پڑا

عبدالبر

عبدالبر[2]

سجن کے ہجر کا نیزہ جگر کے بیچ لاگا ہے
نہ چونکے کیوں کہ اب طالع[1] کہ سوا جاگا ہے

عزیز اللہ

عزیز اللہ[3] - غزلے گفتہ کہ تمام اولیا را ورد ذکر کردہ، مقطعش اینست :

مجھ نوجواں میں کیا بولوں جو ولیاں کی صفت
عاجز عزیز اللہ اوپر دکھن کے سب پیراں مدد

عاجز

عاجز[4] شخصے است نظر کردۂ میاں کمترین - ازدست :

دل بغل مارے لے جاتے ہیں یہ سب مکتب کے طفل
شیخ سعدی تم بھی اب لیکر گلستاں دوڑیو

---

(۱) نکات ص ۱۰۴
(۲) نکات ص ۱۰۴
(۳) نکات :- ۱۰۵
(۴) نکات ص ۱۴۲

Marfat.com

عاشق

خان رفعت نشان، علی اعظم خاں خلف خواجہ محمدی خاں غفرلہ، ساکن دہلی۔ مرد یست شجاع و در سخاوت یکتا، خوش اختلاط، از چندے ترک روزگار نمودہ، فقر اختیار فرمودہ۔ گاہے گاہے فکر شعر بصلاح حضرت مرزا گھسیٹا صاحب مدظلہ العالی می نمایند و عاشق تخلص می فرمایند۔ از دست:

روز و شب تجھ سے گر ملا کیجے
چین اس پر نہ ہو تو کیا کیجے

یہ دل اور ہی طرح سے آج کچھ فریاد کرتا ہے
کوئی بیداد گر شاید ہماری یاد کرتا ہے

شمع کی طرز کون رو جانے
جس کے دل کی لگی ہو سو جانے

مشرب تیرے عاشق کا مذہب سے جدا ہے
ہندو نہ مسلماں نہ ادھر کا نہ ادھر کا

تسخیر کو عاشق کے نیا طور نکالا
کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

Marfat.com

ٹک غور کر دیوانے وہ سب میں جلوہ گر ہے
ہے یار پاس تیرے تو ڈھونڈتا کدھر ہے

مرے دل کا ادب ہے تم کو لازم
کہ اس میں ہے تمہارا اسم اعظم

چشم بد دور یار کی صورت
ہے قیامت بہار کی صورت

عشاق

سید احمد بخش، عشاق تخلص، فرزند حضرت مخدوم احمد چرم پوش ساکن محلہ امبیرمن محلات حویلی بہار۔ از دست :

خبر بہار کی لڑکو جنوں کو لا دینا
اگر سویا ہو تو زنجیر کو ہلا دینا

زنہار دل کسی کا اے جاں نہ توڑیے
یہ خانۂ خدا ہے اسے ہاں نہ توڑیئے

عاصی

میر اسد علی عاصی تخلص ساکن حویلی بہار۔ دریں روز ہا فکر شعری نماید از دست[1] :

---

(۱) ترجمے کے بعد کوئی شعر درج نہیں ہے۔

Marfat.com

عزت

شیخ غلام بنگالی، عزت تخلص، پسر شیخ لطف اللہ مرحوم، ساکن محلہ دیوان پادشاہی من محلات بلدۂ عظیم آباد۔ بعد وفات پدر خود نوکری سپاہ گری اختیار نمودہ و باعث صحبت دوستاں و آشنایاں اول منقبت می گفت بعدہ جنگ نامہ مشتمل بر فتح نواب زین الدین احمد خاں بہادر ہیبت جنگ و شکست مصطفیٰ خاں ببر جنگ بوجہ احسن سر براہ نمودہ۔ گاہے گاہے فکر غزل ہم می نمود آخر سودائے بہم رسیدہ، راہ گرفتہ:

تھا نظر بند تو کرتا تھا کبھی پھیرا دل
پائے زنجیر ہوا ہائے کہیں میرا دل

عشق

حضرت شاہ رکن الدین عشق عرف مرزا گھسیٹا مدظلہ العالی، صاحب دیوان ریختہ، ساکن شاہ جہاں آباد، نبیرۂ حضرت شاہ فرہاد نقشبندیہ قدس سرہ از بست و سال در عظیم آباد تشریف آوردہ و ترک روزگار نمودہ استقامت فرمودہ و توکل را رفیق خود ساختہ۔ خلائق را در علم ظاہر و باطن تربیت می فرمایند خصوصاً کتب ہائے علم تصوف مثل مثنوی حضرت مولوی و شرح رباعیات حضرت مولوی جامی و لمعات وغیرہ اکثر مردم می خوانند و مخلص بزرگاں می مانند و سماع را دوست می دارند آنچہ انسان کامل را می باید، ہمہ می دارند حق تعالیٰ سلامت دارد:

چشم میں خلق کے گو مثل حباب آتا ہوں
عین دریا ہوں حقیقت میں بہا جاتا ہوں

Marfat.com

دم ہم تلک نہ پہنچا ہم دم تلک نہ پہنچے
کیا مفت مر گئے ہیں ہمدم تلک نہ پہنچے

جس کے تیں زلف نے دکھائی شام
پھر اسے دوسری نہ آئی شام

کیا کیا جفائیں ظالم ہم نے تری سہی ہیں ،
لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہیں
کیوں کر کے چین آوے گر بعد قتل مجھ کو
جو حسرتیں تھیں دل میں سو جیوں کی تیوں ملی ہیں
مرنے کے بعد ہم نے عاشق کا حال دیکھا
لخت جگر کہیں ہیں اور چشم تر کہیں ہیں

غرور حسن وہاں مانع یہاں بھی ناتوانی تھی
گلا آپس میں بیجا ہے نہ ہم پہنچے نہ تم پہنچے

اے آہ تو نے اور ہی شعلہ اٹھا دیا
داغ جگر کو .... جلا دیا

وادی غفلت میں تو سوتا ہے کیا
دیکھ آنکھیں کھول کر ہوتا ہے کیا

Marfat.com

نہیں سمجھتے ہو تم لطف منہ چھپانے کا
کہ اس جہان میں مضمون ہے دکھانے کا

آنکھیں دکھلانے کا بہانا تھا
برچھیاں اپنی آزمانا تھا

گو مری آہ نے اثر نہ کیا
پر خدا کا بھی تو نے ڈر نہ کیا

وہ تصور میں کب نہیں آتا
بے خود ہوتے ہیں جب نہیں آتا
عشق یا وحشت بخیر اے یارو
آگے آتا تھا، اب نہیں آتا

غلط ہے مجھے جستجو ہے کسی کی
مری صورت ہی ہو بہو ہے کسی کی

آہ جاں سوز کو سر دفتر دیوان کیا
عشق نے دیکھتے ہو پہلے ہی طوفان کیا

عرش تا فرش سیر کر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

Marfat.com

تیر کے نام پر تڑپتا ہے
اس طرح کا کہیں جگر دیکھا

اپنی آنکھوں سے پوچھ لے خوش چشم
مجھ سے کیا پوچھتا ہے کیا دیکھا

دل ہوا جل کے توتیا تو بھی
تیری آنکھوں سے آشنا نہ ہوا

منہ کو دکھا اپنے دو خورشید رو
شام غریبان کو سحر کر گیا

حرم میں نام سنا دیر میں نشاں دیکھا
سوائے تیرے نہ دیکھا غرض جہاں دیکھا

کیا کہوں تم سے کہ میں آپ کو کیا کیا سمجھا
اتنا سمجھا کہ جو کچھ سمجھا سو بے جا سمجھا

ہنسی بے اختیار آتی ہے باتیں ہیں کہنے کی
ہماری نعش پر اے سنگدل تو چشم تر ہو گا

Marfat.com

نہ پوچھا حیف تو نے مر گئے ہم
پسِ دیوار کوئی نیم جاں تھا

تری چینِ ابرو مرا غنچۂ دل
وہ عقدے ہیں یہ جس کو کھلتا نہ دیکھا
کریمی تری جب سے سمجھا ہوں دل میں
کبھی فکرِ امروز و فردا نہ دیکھا
خدا کی خدائی ہے قائم پہ تجھ سا
نہ دیکھا، نہ دیکھا، نہ دیکھا، نہ دیکھا

شگوفہ باغ میں ہنستا تھا اس کے خام دعوے پر
تری آنکھوں کے آگے سبز یہ بادام کیا ہوگا

اور کو مت دکھائیو صورت
ایک میں بس جہان سے گزرا

کوئی باقی نہ رہا سنگ ترے کوچے کا
جس سے سینہ کو دوانے نہ کوٹا کوٹا

دل کھول کے لے لو یار ہم سے
ایسا بھی کبھو خدا کرے گا

Marfat.com

دل حلقہ بگوش ہو گیا ہر چند سنبھالا
ہے حلقۂ تسخیر ترے کان کا بالا

نہ کم آیا نہ حق سے پیش آیا
جن نے جو کچھ کیا سو پیش آیا

آہ اے ساقی دلبر دے مجھے جام شراب
عشق کے ہاتھوں ہوا ہے جل کے دل میرا کباب

مثال جام یہ لبریز ہے سینہ محبت سے
خیال غیر میرے دل میں آسکتا ہے کیا قدرت

سمجھا غنی وہ حق ہے گو اور ماسوا فقیر
کیوں اغنیا سے عشق کرے التجا عبث

آنے دیا تھا عشق دیوانے کو کن نے یہاں
جو بے مزہ کیا مجھے صحن چمن کے بیچ

بس کر رکھتا ہے تصور تری آنکھوں کا یہ دل
ہو رہا ہے شوق سے لبریز پیمانے کی طرح

Marfat.com

اگرچہ کم ہے وہ گستاخ اختلاطوں میں
دلے ہے قہر ستانے کو تند خو گستاخ

دل تو مت کر فغاں بطور جرس
ہے خموشی میں معنی فریاد

لکھ کے لاتا ہے عبث شیخ مزور تعویذ
داغ محبوب سوا کون ہے بہتر تعویذ

کی ہے کون و مکاں کی ہم نے سیر
جز خدا کے کہاں ہے یار و غیر

بلبلیں دیتی ہیں لوری اور جھلاتی ہے نسیم
طفل غنچوں کو پنگھوڑے میں سلاتی ہے بہار

باتیں بنا نہ اتنی زاہد تو بیٹھ جا کر
پایا ہے اب صنم کو ہم نے خدا خدا کر

دیکھ کر تیرے گلے میں یہ قبائے تنگ سبز
گل رخوں کا ہو گیا ہے چہرۂ گلرنگ سبز

۴۴۴

Marfat.com

ہم سے روٹھا ہے گل عذار افسوس
مفت لٹتی ہے یہ بہار افسوس

ہے نظر میں اگرچہ خستہ وریش
بادشاہ دو کون ہے درویش

خوب رویوں کو خوب دیکھا میں
کوئی نہیں عشق قابل اخلاص

ناصح اب بکنے کا تجھ سے میں نہیں پاتا دماغ
ہے نصیحت تیری ظالم داغ بر بالائے داغ

اثر کرتے نہیں اوس سنگدل میں
اس آہ نارسا کے ہوں تصدق

جاتے ہوئے دل کو بھلا روکے کوئی کبتک
آیا ہے تو آجا کہ نفس باقی ہے ابتک

---

(۱) رہی یہ آرزو آخر کے دم تک
نہ پہنچا سر میرا تیرے قدم تک
نشانا اور کوئی منظور ہے آج
جو تیر اس کا نہیں آتا ہے ہم تک

---

(۱) یہ اور اس کے بعد کے اشعار حاشیے پر ہیں۔

Marfat.com

ترے ہاتھوں سے چشم تر گئے ہم
غرض روتے ہی روتے مر گئے ہم

کہنے کو ادھر اودھر گئے ہم
تجھے تیری طرف جدھر گئے ہم
تا جاں نہ ہوئی عدول حکمی
تونے کہا مر، تو مر گئے ہم

جان ہی کو جہان سمجھے ہیں
یہ سمجھ ہم ندان سمجھے ہیں
یہ تبسّم نہیں ہے کچھ بے چیز
ہم بھی اے مہربان سمجھے ہیں

آفت جاں ہیں یا بھبھوکے ہیں
چشم بد دور یہ کسو کے ہیں

ایسا جگر جو رکھے سو اوس کے دو بدو ہو
منہ دیکھو آئینہ کا جو اوس کے روبرو ہو

دلبری تونے دل ربا کیا کی
آشناؤں سے آشنا کیا کی

Marfat.com

بن رُخ و زلف کچھ نہیں منظور
اپنی لیل و نہار کے صدقے

مجھ کو نظروں سے یوں ہوا معلوم
دل نا مہربان میں کچھ سا ہے

لے صبح تا بہ شام فلک چرخ کھا سکے
سرگشتی ہماری کو لیکن نہ پا سکے

فیض باراں سے ہے تبسم گل
جب میں روتا ہوں یار ہنستا ہے

کروں میں شکر اون کا کیا الٰہی
دم خنجر نے آخر تک نباہی
خراب ہوں اس قدر لے خانہ آباد
تباہی کھینچتی ہے یاں تباہی

تیرے لعل جاں بخش کی سن کہانی
ہوا آب حیواں خجالت سے پانی

غریب

محمد اماں غریب تخلص۔ در تذکرۂ تقی میر[1] مرقوم است کہ جوانے بود

(۱) نکات ص ۱۳۵

Marfat.com

غوش ظاہر، زبانش لکنت داشت، ازیں سبب گاہے الکن ہم تخلص می آورد۔ ازوست:

تیرے بغل ہی میں دل پر داغ ہے غریب
حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہے غریب

بات رہ جاوے گی قاصد وقت رہنے کا نہیں
دل تڑپتا ہے شتابی لا خبر دلدار کی
دل دیکھ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
کھل گئی ہیں آج آنکھیں نرگس بیمار کی
کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب
بھول سب جاتا ہے باتیں دیکھ صورت یار کی

غلام شاہ

از مرزا[2] غلام شاہ ساکن شاہ جہاں آباد، پسر رحمت یار خاں بن عثمان یار خاں۔

موجود بہر وجود رب ہے
یہ جلوہ گری جہاں میں تب ہے

غم

میر اسلم غم[3] تخلص برادر میر ابو صاحب :-

---

(۱) آخری دو شعر حاشیے پر درج ہیں۔
(۲) مرزا غلام شاہ کا ذکر شاہ کی رعایت سے "ش" کے ذیل میں بھی کیا گیا ہے۔ ترجمہ اور نمونۂ شعر میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔
(۳) غم کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

ہے جو مزا سکوت میں فریاد میں کہاں
پر ضبط اس قدر دلِ ناشاد میں کہاں

غواصی

غواصی دکھنی۔

(۱) جو کوئی اس مزرعِ دل پر برہ کے بیج بوتا ہے
تو ہرگز اوس کے بستاں میں گلِ امید ہوتا ہے

فطرت

از فطرت کہ موسوی خاں خطاب داشت، موسوی[۲] و معز و فطرت ہر سہ تخلص می نمود۔ احوال او در تذکرہ سراج الدین علی خاں آرزو مفصل مرقوم است این شعر ظاہرا ازوست:

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے
در گلشن آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

فہمید

میر میران صاحب کہ سید نوازش خاں خطاب دارد، فہمید تخلص می فرماید ازاوست:

آہ اگر باغ میں وہ سرو خراماں گزرے
اشک قمری کا گلستاں میں طوفاں گزرے

---

(۱) نکات ص ۱۰۳
(۲) نکات ص ۲۶
(۳) نکات: (ص ۱۰۶) میں میر میران کا ذکر ہے مگر ان تخلص بھید بتایا گیا ہے نہ کہ فہمید۔ نکات کی روایت قابلِ ترجیح معلوم ہوتی ہے۔ ’’مجموعۂ نغز‘‘ میں (صفحہ ۱۱۳) ’’بھید‘‘ کی وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے ’’بہ ہائے خفی کہ بہندی راز است۔‘‘

Marfat.com

فغاںؔ

مشفق و مہرباں، اشرف علی خاں مرحوم، فغاںؔ تخلص۔ در عشرہ ماہ محرم قبل از شمشیر خانی در عظیم آباد تشریف آوردہ و بخانۂ نواب خان بہادر ملاقات شدہ۔ بسیار گرم جوش و صاحب اختلاط بہ نظر آمدہ۔ چند روز نہ گذشتہ بود کہ بموجب طلب احمد شاہ بادشاہ روانہ طرف دہلی گردیدہ، در آنجا کوکا خاں خطاب یافتہ۔

بعد تخلل سلطنت شاہ موصوف بار تشریف بہ عظیم آباد آوردہ و بخدمت مہاراجہ شتاب رائے دوستی پیدا نمودہ و بوسیلۂ ظرافت چناں پیش آمدہ کہ التماسا ہم رسانیدہ و خطاب ظریف الملک، مصاحب الدولہ، یکتا زجنگ یافتہ واقعی در ظرافت و مثل گوئی مثل نہ داشت۔ صاحب دیوانِ ریختہ بودہ و گاہ گاہ فکر شعر فارسی ہم می نمود۔ شاگرد قزلباش و مرزا ندیم بودہ با احقر دوستی بسیار داشت و در محفل مشاعرہ تشریف می آورد۔ آخر بجنت شتافت۔

ساقی نہیں یاں آپ سے کچھ چشم تر آیا
دل دیکھتے ہی ابر کو ناچار بھر آیا

آوارہ پریشاں و شکستہ دل و بدنام سنتے تھے فغاں جس کو سو آج ہی نظر آیا

شکوہ کرے ہے کیوں تو مرے اشک سرخ کا
کب آستیں تری مرے لوہو سے بھر گئی

ایں شعر را مرزا محمد رفیع سوداؔ قطعہ در غزل خود فرمودہ و ایں ہر سہ شعر در تذکرۂ میر تقی میر (۱) مرقوم است۔ دیگر خیر۔

روزے می گویند کہ خان آرزو از راہ خوش طبعی از اشرف علی خاں پرسید کہ بطرف بنگالہ کسے زنانہ ہم بنظر آمدہ؟ گفتہ: "آرزو ہے"۔

---

(۱) نکات: ص ۷۶

Marfat.com

روزے اشرف علی خاں صاحب مرحوم ایں شعر تقی میر می خواند وی گفت:

دل پا کے اس کی زلف میں آرام رہ گیا
درویش جس جگہ کی ہوئی شام رہ گیا

مصرع ثانی ترجمہ فارسی است:

"درویش ہر کجا کہ شب آمد، سرائے اوست"

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

می فرمود کہ صدا در اصطلاح ہندوستان زایان گوزرا می گویند۔

روزے مزاج اشرف علی خاں مغفور طرف لطیفہ حاضر بود شخصے پرسید کہ خاں صاحب یا پیک وان نقرہ چرا نمی آید۔ گفت: "چاندی میں کون تھوکے" ہمیں قسم بسیار لطیفہ از و مشہور است۔ اشعار ایشاں آنچہ ایں احقر انتخاب نمودہ اینست:

عالم میں اگر عشق کا آزار نہ ہوتا
کوئی کسی صورت کا گرفتار نہ ہوتا

وہ چاہے یا نہ چاہے فغاں آپ چاہیئے
اپنی طرف [سے] ہاں مرے مَنا نباہیئے

تیر نگہ حریف دل بے قرار ہے
یک جنبش مژہ میں کلیجے کے پار ہے

Marfat.com

اے شیخ اگر کفر سے اسلام جدا ہے
بس چاہیے تسبیح میں زنار نہ ہوتا

آیا ہے خط نمود میں اس خوش نگاہ کا
شاید اثر ہوا ہے مرے دودِ آہ کا

ہاتھ تو نے تو رفو سے نہ اٹھایا ناصح
اُڑ گیا سیتے ہی سیتے یہ گریباں میرا

کچھ مدارات بھی اے خونِ جگر پیکاں کی
تشنہ مرتا ہے کئی دن سے یہ مہماں مرا

زور پہ ہوتا نظر آتا نہیں یہ زخمِ دل
دیکھیے کیا ہوا ہے خدا حافظ ہے اس بیمار کا

جب تک رہے قفس میں یہی شغل نت رہا
سر کو جھکا جھکا کے پر و بال دیکھنا

سن لی خبر کہاں سے مرے اشکِ چشم کی
کس نے تیرے یہ کان میں موتی پرو دیا

Marfat.com

اس کف پا پر ترے رنگ حنا
جس نے دیکھا ہاتھ ملتا ہی رہا

شگفتگی سے نہ ہے غنچہ کتیں پریشانی
بھلا ہوا کبھی کافر تو مجھ سے را نہ ہوا

میرا قطرۂ اشک دریا نہ ہوگا
گر آنکھیں یہی ہیں تو کیا کیا نہ ہوگا

اتنا کوئی کہدے کہ میرا یار کہاں ہے
تا اللہ میں لینے کا نہیں نام کسی کا

اب کیا کرے گا اس کو مشبک خدنگ ناز
میرا جگر تو خانۂ زنبور ہو گیا

رقیب دیکھ میرا حال زار روتا ہے
یہ وہ مثل ہے جو کہتے ہیں سنگ آب ہوا

تیری تو حد سے زیادہ میں گالیاں کھائیں
بس اب سنبھالو تم اپنی زبان مرے صاحب

Marfat.com

چشم پوشی اس قدر ساقی مجھے لازم نہیں
دو پیالے دے کر ہو جائیں سبھی ایکبار مست

میرا ہم چشم یار و ابر ہو سکتا ہے کیا قدرت
کوئی میرے برابر آج رو سکتا ہے کیا قدرت

جذبۂ عشق نپٹ خانہ خرابی پر ہیں
حائل یار ہوئے ہیں در و دیوار عبث

یاد کر گوشۂ داماں کو اوس ظالم کے
سخت الجھا ہے میرا ہاتھ گریبان کے بیچ

مرتا ہوں زلف و عارض و گلگون یار پر
ٹک چشم وا کرو مرے لیل و نہار پر
ممکن نہیں کہ غیر نہ ہووے رکاب میں
تجھ کو خدا نہ لا دے ہمارے مزار پر

ہوتا اگر نہ خانہ خرابی میں کچھ مزا[1]
کاہے کو بحر بیچ دباتا حباب گھر

---

(۱) یہ اور اس کے بعد کے اشعار حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

نہیں جفا سے خفا ہوں نہیں وفا سے خوش
رہے ہے یہ دل محزوں تیری رضا سے خوش

ہوا ہے آہ شرربار سے تری ثابت
فغاں تجھے تو کسی شعلہ رو سے ہے اخلاص

تمھارے جور سے گو غیر کم ہوئے محظوظ
جو ہم سے پوچھتے ہو تم تو ہم ہوئے محظوظ

نہ کوئی گور غریباں اوپر جلائے چراغ
جلے ہیں داغ دل عاشقاں بجائے چراغ

ان بلاؤں سے فغاں جاں پر نظر آتا نہیں
تیغ ابرو یک طرف ہے تیر مژگاں یک طرف

افسردہ ہو چلا ہے سر شام داغ دل
یہ وہ نہیں چراغ کہ ٹھہرے سحر تلک

یہ جانا ہیں کہ تم ہو کوہ تمکیں
ذرا بولو تو رستا ہے مرا دل

Marfat.com

بے گور ہیں چشم تر گئے ہم
روتے روتے ہی مر گئے ہم

مجھے دشنام تو دیتا ہے میں سن سن کے روتا ہوں
اگر تو ڈر اگلتا ہے تو میں ہونی پروتا ہوں

کس طرح بجھی شمع سحر گاہ نہ پوچھو
احوال دل سوختگاں آہ نہ پوچھو

اے دل خیال عشق کو کم رکھ سمجھ سمجھ
تو راہ عاشقی میں قدم رکھ سمجھ سمجھ

مانند لالہ داغ ہے دل میں مرے فغاں
گو ہوں جگر جلا پہ سزاوار داغ ہوں

عاجز ہوں ترے ہاتھ سے کیا کام کروں میں
گر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

زاہد کو حرم دیر برہمن کو مبارک
میں کشتۂ الفت نہ ادھر ہوں ادھر ہوں

Marfat.com

کہتا ہے یہ بہشت میں مستوں کو جا نہیں
زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا انیس

ہو کر ترے قفس سے میں آزاد کیا کروں
بے بال و پر ہوں اے مرے صیاد کیا کروں

بوئے کباب سوختہ آتی ہے خاک سے
دامن سے کیا گرا کوئی لخت جگر فغاں

فدوی

مرزا بچو، فدوی تخلص۔ ساکن شاہجہاں آباد، شاگرد حضرت مرزا گھسیٹا صاحب مدظلہ العالی۔ جوانے است پست قد و شیریں کلام و با علم موسیقی ہم ربطے دارد و صاحب دیوان ریختہ است۔ غزل بوضع درست می گوید۔ در محفل مشاعرہ تشریف می آورد۔ از وست:

دل میرا ہے یہ شمع ساں اپنا
سر جلا دیں کہاں کہاں اپنا
درد دل کس سے کہیے یاں کوئی
مشفق اپنا نہ مہرباں اپنا
اپنے ہاتھوں اجاڑ بیٹھے ہیں
کس سے پوچھیں ہم آشیاں اپنا

Marfat.com

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا
یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا

یاد جب تجھ کو دلاتی ہے شراب
اور بھی چھاتی جلاتی ہے شراب

آرام نہیں بغیر تیرے
کیا کام کہیں بغیر تیرے

کام ہے یاں اوس سے جس سے کام لے سکتے نہیں
منہ میں اوس کا نام ہے اور نام لے سکتے نہیں

پوچھ مت اے ہم نشیں کیوں آج چہرا زرد ہے
درد کو وہ جانتا ہے جس کے دل میں درد ہے

شام پھولی دیکھتے ہیں زلف کی آشفتہ وہ
جس کے آگے باغباں صبح چمن بھی گرد ہے

قاصد یہ اعتماد نہیں کچھ دغا نہ دے
یارب یہ اس کے آگے مرے تیں بھلا نہ دے

Marfat.com

اس اشکِ سرخ سے جاوے گی آستیں پکڑی
غضب کرے گی یہ خود ہی اگر کوئی پکڑی

فدوی یہ خونِ دل ہے کسی کا حنا نہیں
باور نہ کیجیو ہاتھ وہ جب تک دکھا نہ دے

فرحت

شیخ فرحت اللہ، فرحت تخلص۔ می گویند کہ صاحب دیوان فارسی و ہندی است۔ شعرش از فصاحت و بلاغت خالی نیست۔ (۱)

یک روز بھی وہ بت نہ ہوا رام ہمارا
برباد گیا مفت میں اسلام ہمارا

نہ پہنچوں تیری گلی تک میں ضعف سے ہرگز
خیال قد کا ترے گر نہ ہووے مجھ کو عصا

ہوائی اڑ گئی یک بار گی منہ پر دو عالم کے
مرے سینے سے جب یہ نالۂ آتش فشاں نکلا

ہرگز نہ کسی شمع کے منہ پر نظر آیا یا
جو نور کہ ہم نے ترے رخسار میں دیکھا

---

(۱) فرحت کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

دیکھ کر مجھ کو بگولا گلے لگ کر رو دیا
ان نے پھر قیس کے تیں بادیہ پیما سمجھا

قامت اس کا کہے ہے یوں ہر دم
میں قیامت ہی کر دکھاؤں گا

تیرے کوچے کی میاں خاک بھی چھانی جا کر
پر دل گم شدہ کو اپنے نہ پایا ہم نے

فضل علی

شاہ فضل علی دکھنی۔ طبع بلند داشت۔ از وست۔
مصور گر تری تصویر کو چاہے کہ اب کھینچے
لگا دے ایک سارا چاند چہرے کے بنانے کو

سجن کو میں کہا ٹک منھ تو دکھلا
کہا آئینہ رونے بیٹھ منھ دیکھ

زلف کے سلسلے کے طالب کو
پیچ دے کر مرید کرتے ہیں

---

(۱) گردیزی ص ۱۲۲

Marfat.com

فدائی

از فدائی احوال او در تذکرہ بنظر نہ آمدہ۔ ایں قطعہ مرقوم بود۔ از وست

(۱) مست شراب بند قبا وا کئے ہوئے
پوچھا میں اس طرح سے چلے ہو کہاں میاں
کہنے لگا لے تیغ کو غصہ سے ہاتھ میں
سنتا ہے بے یہ کون زباں ہے میاں میاں

فدوی

از فدوی۔ احوال ایں فدوی در تذکرہ نہ دیدہ۔ یک غزل در بیاض میر اولاد علی ساکن دہلی پسر میر نظر علی سلمہ اللہ تعالیٰ بنظر آمدہ۔ انہم مربوط نہ بود۔ یک شعر نوشتہ می شود۔ از وست

ناحق کی ہے تہمت کہ تو غیروں پہ ہے عاشق
گر تیرے سوا اور کو چاہیں تو قسم لے

فضلی

فضلی راست۔ تقی میر (۲) مثنوی ہم دیدہ اند، شاعر خوبے بود۔

رکھا ہوں نیم جاں جاناں تصدق تجھ پہ کرنے کو
کیا سب تن کو یں درپن انچھوں درسن پائے ہوں

ربط بین المصرعین مطلق معلوم نمی شود کہ چہ می گوید۔ آنچہ رائے میر درست است۔

---

(۱) گردیزی: ص ۱۲۳ (فدا کے زیر عنوان)
(۲) نکات ص ۱۰۰

Marfat.com

قائمؔ

محمد قائم متخلص قائم بشنیدہ می شود کہ جوانیست و حسن پرست و نوکر پیشہ (۱)

دریا ہی بھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا
اٹھ جائے گر یہ بیچ سے پردا حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو دردِ تہ جام مے کشو
ذرہ ہے یہ بھی آخر اسی آفتاب کا

دردِ دل کچھ کہا نہیں جاتا
آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا
ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم
کیا کروں پھر رہا نہیں جاتا

بنا دے کوئی عمارت سو کس توقع پر
پڑا ہے قصر فریدوں بن آدمی سونا

نیک و بد جو تجھے کرنا ہے سو کر لے قائمؔ
پھر امید نہیں یہ کہ جواں ہووے گا

ہم سے بے بال و پر اب جائیں کہاں اے صیاد
کاش میں ذبح کیا ہوتا جو آزاد کیا

Marfat.com

یہ کہیو اے قاصد کہ ہے پیغام کسی کا
پر دیکھیو لیتا ہے کبھی نام کسی کا

یک دگر خفگی جب آئی دہے، تو جھگڑا کیا ہے
تم کو خواہندہ بہت مجھ کو طرحدار بہت

بھلا دے ابر مژگاں اب تو بس کر
ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر

بہار عمر قائم ہے کوئی دن
اسے جیوں گل پیارے کاٹ ہنس کر

موافقت کی بہت شہریوں سے میں لیکن
وہی غزال ابھی رم رہا ہے آنکھوں میں
وہ محو ہوں کہ مثال حباب آئینہ
جگر سے اشک نکل تھم رہا ہے آنکھوں میں

صحرا پہ گر جنوں مجھے لاوے عتاب میں
کھینچوں ہر ایک خار کو پائے حساب میں

دل تو کہے سنے سے سمجھتا بھی رہے ہے کوئی
جو کچھ کہو سو دیدۂ خانہ خراب کو

Marfat.com

روکے ہے کون تیغ مری عشق نے کہا
بولا ادھر سے داغ جگر لے سپر کہ ہم

نہ دل بھرا ہے نہ اب غم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی روئے تھے سو خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

یارو کیوں بکتے بے فائدہ مجھ سے جاؤ
اتنی کہتے ہو مجھے اتنی اسے سمجھاؤ
وہ نہیں تو کہ تجھے غم ہو کسی عاشق کا
یا کوئی جیو نصیبوں سیتی یا مر جاؤ

سنگ کو آب کریں پل میں ہماری باتیں
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سنتے ہو

جی میں چہلیں تھیں جو کچھ سو تو گئیں یار کے ساتھ
سر پٹکتا ہی رہا اب در و دیوار کے ساتھ
میں دوانا ہوں سدا کا مجھے مت قید کرو
جیو نکل جائے گا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

موقوف شغل گریہ مری چشم اگر کرے
استنار ہے نہ آس کہ لب کوئی تر کرے

Marfat.com

دہن کو تیرے پایا بات کہتے
ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے

نہ لگا دل کو اس کے مژگاں سے
اپنے حق میں تو کانٹے مت بو دے

میں جاتا ہوں کعبے سے اب دیر کو
بھلا یہ بھی دیکھو خدا کیا کرے

نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن
خداوندی سے کچھ چارہ نہیں ہے

یارب کوئی اس چشم کا بیمار نہ ہووے
دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے

مرا کوئی احوال کیا جانتا ہے
جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

بھٹکا پھروں ہوں یاں میں اکیلا ہر ایک سمت
اے ہمرہان پیش قدم تم کدھر گئے

Marfat.com

افغان آہ کشتہ بیداد کیا کرے
جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے

کیا پشم ہے دنیا ہے سوئے اہل نعیم
بے قدر کریں ہم کو جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو نہ کیجے سجدہ
محراب جو خم نہ ہو برائے تعظیم

قدر

قدر تخلص۔ شخصے[1] است وارستہ از قید مذہب و ملت، او باش وضع
در دہلی می باشد۔ از وست:

آئے ہو آج تو رہ جاؤ سجن رات کی رات
لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدرت

قدرت اللہ، قدرت تخلص۔ تقی میر[2] در تذکرۂ خود می نویسد اگرچہ عاجز سخن
است لیکن برائے خاطر میر عارف کہ از یاران درست فقیر است نوشتہ شد
از وست:

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی
حالت نپٹ بری ہے دل بے قرار کی

---

(۱) نکات: ص ۱۴۱
(۲) نکات: ص ۱۴۷

Marfat.com

شاہ قدرت اللہ مردیست صاحب انصاف کسے از وے پرسید کہ میر چنیں نوشتہ است۔ دراں وقت ہمیں حالت بود۔ الحال از فضل الٰہی خوب شعری گوید و پسر ایشاں نیز فکر شعری کند۔ غرض حق تعالیٰ سلامت دارد۔
دریں روز ہا تشریف در ڈھاکہ می دارند۔ از وست:

کیا ہے شمع نے کیا سر فروشی میں ہنر پیدا
کٹاتے دیر نہیں ہوتی کہ پھر ہوتا ہے سر پیدا

بر سر جلوہ جو کل وہ بت ہرجائی تھا
سو جگہ چاک مرا جیب شکیبائی تھا

کب تلک اے نالہ زیر لب رہے گا تو گرہ
حوصلہ باقی نہیں بس جی تو گھبرانے لگا
مجھ کو غفلت نے خبر ایام فرصت کی نہ دی
آہ جب جاتے رہے دن تب میں پچھتانے لگا

کچھ دیر ہوئی اشک نہیں آنکھوں سیتی گرتے
شاید تہ مژگاں کوئی لخت جگر آیا

بے تابیوں سے یہ دل بے تاب رہ گیا
اپنی تپش میں جل کے یہ سیماب رہ گیا

Marfat.com

دل ہوا اسیر زلف سیہ فام رہ گیا
صید ضعیف مر گئے تہ دام رہ گیا

جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ
سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ
میں کیونکہ تجھ کو لکھوں خط جب اشک و آہ سے یاں
ادھر چلے قلم اور اس طرف جلے کاغذ

از خویش رفتگاں کو کیا کام گفتگو سے
گویا سنی نہ ہم نے ہرگز زبان تصویر

سینے کو دیکھ اس دل سوزاں کے داغ داغ
جلتی ہے شمع اشک سے ہے گا چراغ داغ

عجب گرے تیری نظر سے کوئی ہم جیتے ہیں
کشتۂ تیغ تغافل ترے کم جیتے ہیں
ہر قدم میں ترے اعجاز مسیحائی ہے
جس زمیں پر تو چلے اہل عدم جیتے ہیں

رقم زنجیر ہو جاوے ہے مضموں چل نہیں سکتا
حدیث زلف کا قدرت میں جب افسانہ لکھتا ہوں

Marfat.com

نامہ بر جلد پہنچ ٹک تو کہ دن تھوڑا ہے
جی دھڑکتا ہے نہ پڑ جائے تجھے شام کہیں

ابر آیا ہے سوئے میکدہ رو کرتا ہوں
ہو سو ہو پھر میں گرو رہن سبو کرتا ہوں
دست چالاک جنوں تو نہ رہے گا بیکار
پھر گریباں تری خاطر میں رفو کرتا ہوں
تا سوئے قبلہ ابرو کوئی سجدہ ہو قبول
ہر سحر خون جگر سے میں وضو کرتا ہوں

اب ہمیں تاب انتظار کہاں
صبر کیدھر ہے اور قرار کہاں

گراں ہے ترے جی پہ بار گریباں
کروں گا جدا تار تار گریباں

آہ یہ زخم جگر پاوے گا کیوں کر التیام
یاں سدا ناخن کو شغل کاوش انگور ہے

ہو گئے ہم تو خاک، پر اس سے
نیں دل سے غبار نکلے ہے

Marfat.com

خاک میں اپنی زبس آوارگی کا جوش ہے
ہر بگولا دشت کا یاروں سے ہم آغوش ہے

سرگشتگی نصیب کی جاوے نہ بعد مرگ
بنتی ہے آسیا مرے لوح مزار کی

وابستہ دم اپنے ہی کا سب کون و مکاں ہے
پیارے وہ مثل ہے گی کرجی ہے تو جہاں ہے

دم نہ لے گریۂ ندامت بن
چشم غم تا کہ نم رہے باقی

اپنے سے ترک کوے یار ہوسکے یا نہ ہوسکے ؟
ایسے مقام سے کنار ہوسکے یا نہ ہوسکے ؟

لب قدرت سے جز فریاد کچھ اب رس نہیں گرتا
یہ کچھ شاعر نہیں ہے اپنے دل کا مرثیہ خواں ہے

قلندر

منشی یار محمد[1] قلندر تخلص، ساکن دہلی۔ قبل ازیں از قوم کایستھ بود آخر

---

(۱) منشی یار محمد قلندر کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

اسلام آمد و بہ ارادۂ روزگار در مرشد آباد رسیدہ۔ در سرکار نواب شہامت جنگ نوکر شدہ۔ گاہے فکر شعر فارسی وگاہے ریختہ می نمود۔ ازوست:

خوب رویاں سے قلندر کیوں نہ ہو حاصل خدا
ہے کھلا صورت میں ہو کر راہ بیت اللہ کا

قاسم

قاسم دکھنی۔ از شاگردان عزلت است۔ ازوست:

دیکھ تجھ چہرۂ طلا کا رنگ
اڑ گیا آج کہربا کا رنگ

مجھے اے سرو قد تجھ ناز نے مارا نزاکت سے
بجائے گل ہماری قبر اوپر ناز بو رکھیو

قادری

سید خلیل[2]، قادری تخلص، متوطن دکن۔ ازوست:

خوش لگا سب سے فقر کا کمبل
پشم کر بوجھتا ہوں دنیا کو

قلندر

شاہ غلام قلندر، قلندر تخلص۔ ساکن قصبہ تکھرہ سرکار صوبہ بہار۔ مرید

---

(۱) گردیزی ص ۱۲۶
(۲) گردیزی ص ۱۲۷

Marfat.com

حضرت میر محمد اسلم عظیم آبادی قدس سرہ ونور مرقدہ۔ قریب بست سال است که طرف مغرب تشریف می دارند۔ اشعار ایشاں وقت تحریر تذکرہ بدست نہ آمدہ۔ آنچہ شعر از فکر قدیم یاد بود ارقام نمودہ۔ از وست :

قلندر را نہیں تنہا گناہ ہے ہم سے
ازل میں کھایا تھا نان خطائی آدم نے

قلندر وقت مرنے کے جو یار آیا تو کیا حاصل
جو اتنی عمر گزری ہے تو یہ بھی دن گزر جاتے

---

(۱) کیا کہوں غم میں ترے عمر کس عنواں گزری
دن تو گردش میں کٹا رات پریشاں گزری
عرصۂ عشق میں کچھ ہم نے نہ پایا آرام
حالت وصل و جدائی مجھے یکساں گزری
وصل کے روز شب ہجر کے اندیشے سے
اتنا رویا میں کہ گویا شب باراں گزری
گر تجھے تخت حکومت کی قلندر ہے ہوس
فرض کر دل میں کہ ہم دوش سلیماں گزری

قاسم

قاسم شاعر است احوال او ہیچ معلوم نیست۔ از وست :

---

(۱) یہ غزل حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

زباں نہیں ہے مرے کیا کروں بیان فراق
جگر کو چاک کرو دیکھ لو نشان فراق
ہزار طرح کی آتش بلند ہوتی ہے
اگر بیان کروں ایک داستان فراق

قبول

مرزا گرامی قبول تخلص پسر غنی بیگ کشمیری۔ چوں[1] دید کہ ہنگامہ ریختہ گرم شد ہوائش شعر ریختہ گفتہ

حاضری بن محل نہیں کھاتا
بیکلی ہے پنیر سنم کا

قاسم

از قاسم مرزا در تذکرہ تقی میر[2] ہمیں قدر مرقوم است۔ دیگر خبر از دست :

گلے میں سر کی لٹ سیلی سوال سے ذال کا دانا
ہوئے جوگی تو کیا یہاں وہاں جدھر نکلے ادھر نکلے

کلیم

محمد حسین کلیم ساکن دہلی برادر نسبتی تقی میر۔ صاحب دیوان ریختہ۔ مرد سیست کامل روزگار۔ بزبان حضرت عشق مدظلہ بسمع فقیر رسیدہ کہ ترجمہ خصوص و د مجلس بزبان ریختہ نمودہ۔ از دست :

---

(۱) نکات ص ۲۹
(۲) نکات ص ۱۰۰

Marfat.com

تا صبح تجھ بغیر عجب میرا رنگ تھا
روشن تھی شمع آہ دل اس پر پتنگ تھا

نہ کچھ برا ہوا پرویز کا نہ شیریں کا
ترے ہی سر ہے اے فرہاد جو ہوا سو ہوا

نشاں مجھ دل کا مت پوچھو یہ مجنوں
کہیں اس طرف ویرانے کے ہو گا

قبر میں بھی لیے ہمراہ گیا اپنے کلیم
آہ کیوں درد دل اپنا نہ کسو کو سونپا

اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ مار پیچ
رکھتا ہے زلف یار کا کوچہ ہزار پیچ

جو صدا آتی ہے اس وادی سے ہے سینہ خراش
یہ کوئی دل روتا جاتا ہے نہیں بانگ جرس

پوچھ مت غم کی داستاں اے دل
گر پڑا ٹوٹ آسماں اے دل

Marfat.com

مانند سرو ہوں کہ نہ گل ہے نہ بر مجھے
بے کار باغ ہوں پہ سزاوار باغ ہوں

درازی شب ہجران زلف یار کلیم
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

صبح دم گلشن میں جا کیا تم نے زلفیں کھولیاں
لے گئی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست
وہ دن گئے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا

اب دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے
ہر دم مرے حساب میں روز شمار ہے

سو روضۂ رضواں میں ٹک آن میں دیکھا
جب گل کی طرح جھانک گریباں میں دیکھا

اس کے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیے
اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیے

Marfat.com

غرورِ حسن ممکن نہیں کسی داد کو پہنچے!
غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

عرق ہے منہ پہ ترے یا گلاب ٹپکے ہے
عجب ہے مجھ کو کہ شعلہ سے آب ٹپکے ہے
رکھوں میں کیونکے تجھے چشم میں کہ ہے برسات
یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہے

کمال

کمال علی ولد سید فضل علی بن سید محمد نصیر خاں، کمال تخلص، ساکن قصبہ گیامان پور نبیرہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ العزیز، متوطن موضع دیورہ، علاقہ پرگنہ اردل۔ فاضل جید شاگرد حضرت مولوی محمد وحید قدس سرہ۔ شاعر فارسی۔ گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می نماید۔ از دست:

لیلیٰ چھپی ہے عکس ہو پردے میں آب کے
پھرتے عناں گسستہ ہیں محمل حباب کے

پیری میں دم سرد نہ ہوں کیونکے غنیمت
کھل جاوے ہے غنچہ کی گرہ بادِ سحر سے

کافر

میر علی نقی، کافر تخلص۔ ساکن دہلی۔ در وقت حکومت نواب میر محمد قاسم خاں

Marfat.com

بهادر عالی جاہ ملاقات بود۔ می گویند کہ بجنت شتافت۔ از دست :-

حسرت سے ان بتوں کے دل پر کدورتیں ہیں
مٹی کی مورتیں ہیں کافریہ صورتیں ہیں

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے
کافران انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھگڑے

(۱) در تذکرۂ تقی میر مرقوم است کہ در دہلی مشاعرہ بخانۂ ایشاں می شد آخر از وضع ناہمواراں برہم خوردہ۔ وکافر شک تخلص می نمود و در محفل دہ مجالس ہمیں تخلص ظاہر می نمود۔ شعر دویم داخل تذکرہ میر مذکور است و می نویسد کہ در بزرگ زادگی ایشاں شکے نیست۔

کمترین

میاں کمترین مرد بیست وارستہ۔ مزاجش میلان ہزل بسیار دارد از از شعراو معلوم می شود :

پلا اس مست نغرانی کو تاڑی
اکھاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

تم بادشہ پسند ہو ہم کمترین تمھارے
کے بیر ہم کو دوگے نازک بدن تمھارے

Marfat.com

(میر) گھاسی

میر گھاسی، ساکن [مغل پورہ من محلات بلدہ شاہ جہاں آباد۔ جوان فہمیدہ][1] احوال او در تذکرہ ندیدہ کہ مرقوم نماید۔ ازوست:

تو ہو اور باغ ہو اور زمزمہ کرتا بلبل
تیری آواز سے جیتا ہوں نہ مرتا بلبل

کریم بخش

حضرت شاہ کریم بخش، ساکن عظیم آباد، فاضل جید و منشی و خوشنویس۔ گاہ گاہ فکر شعر ہم می فرمایند برائے میمنتِ ایں تالیف یک بیت مرقوم می شود لکن از انتخاب نیست۔ ازوست:

عاشق پہ سب حرام ہے لذت جہان کی
دولت بڑی ہے دوست تجھے ہر دم دھیان کی

گریاں

راجہ بھوانی سنگھ بہادر، گریاں تخلص، فرزند مہاراجہ شتاب رائے بہادر ممتاز الملک؛ دریں ولا فکر شعر ریختہ می نمایند و اصلاح از میاں فدوی می گیرند۔

ترے دہن کی ثنا نے زباں کو لعل کیا
پرے خیال سے پایا میں جب خیال کیا

---

(۱) یہ فقرے حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

شمع ساں تا صبح روے شام سے
کام نکلا کچھ نہ اوس خودکام سے
جب سے ہستی نے جگایا ہے ہمیں
ایک دن سوئے نہیں آرام سے
جیوں نگیں گریاں رہے ہے جان کئے
آشنا کس کے ہوئے ہیں نام سے

غلام کبریا

غلام کبریا[1]۔ مرد یست طالب العلم، چنانچہ از بنگالہ برائے تحصیل علم عربی در عظیم آباد رسید۔ الحال بطرف قصبات رفتہ۔ جوانے غریب و شائستہ روزگار است۔ دریں روزہا فکر شعر ہم می نمایند:

مے و مینا ہے چمن ہے اور شب مہتاب ہے
فضل حق سے سب میسر عیش کا اسباب ہے

لسان

لسان[2]، جوانے بود خوش رو و خوش خو رفیق سید فتح علی[1] گردیزی۔ در عین جوانی رخت ازیں عالم بربست و بجنت شتافت۔ از وست:

جدا ہو مجھ سے میرا یار یہ خدا نہ کرے
خدا کسو کے تئیں یار سے جدا نہ کرے

---

(۱) بعض تذکروں میں غلام کبریا کا تخلص گویا بتایا گیا ہے۔
(۲) گردیزی ص ۱۳۰

Marfat.com

تو جب تلک کرے انکار وعدہ مجھ سے سجن
غضب ہے عمر اگر تب تلک وفا نہ کرے

سجن جو تجھ سے ہوا آشنا سو جی سے گیا
خدا کسو کے تئیں تجھ سے آشنا نہ کرے

گناہ مرنے میں لستاں کے چارہ گر کا نہیں
طبیب کیا کرے، تاثیر جو دوا نہ کرے

لطفی

لطفی راست۔ در تذکرۂ غیر ازیں چیز دیگر بہ نظر نہ آمدہ کہ تحریر نماید۔ از دست:

(۱) میں عشق کی گلی میں گھائل مرا تھا تس پر
جویں کا ماتا آ کر مجھ کو کھنڈل گیا ہے

مظہر

ذات شریف از علائق دنیا، مظہر۔ حضرت مرزا جان جاں مظہر اکبر آبادی والد آں حضرت میرزا جان نام داشت، از فرط محبت و شفقت مرزا جان جاں می گفت۔ ازیں سبب ہمیں اسم موسوم گشتہ۔ در علم ظاہر و باطن فرید وقت است۔ خوش تقریر مرتبۂ است کہ در تحریر نمی گنجد۔ دیوان مختصر شعر فارسی در عظیم آباد رسیدہ و اشعار ریختۂ دل اول ازاں شہرت یافتہ۔ اگرچہ شعر گفتن دون مرتبہ است لکن گاہے متوجہ ایں فن بے حاصل نیز می شوند۔ انعام اللہ خاں یقیں و میر محمد باقر حزیں ہر دو شاعران ریختہ شاگرد مستعد آں جناب اند و در فارسی فقیہ صاحب درد مند

---

(۱) نکات ص ۱۰۲

Marfat.com

ونشی بسادن لعل بیدار۔ غرض ذوات والا صفات در دہلی اکمل واقع شدہ است کہ اکثر مردم رشک از شاگردان آں حضرت می برند و چہ خون جگرہا کہ نمی خوانند۔

از وست:

گئی آخر جلا کر گل کے ہاتھوں آشیاں اپنا
نہ چھوڑا ہائے بلبل نے چمن میں کچھ نشاں اپنا

ہمارے ساتھ سے یہ دل بھی بھاگا لیکے جاں اپنا
ہم اوس کو جانتے تھے دوست اپنا مہرباں اپنا

یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزے سے زندگی کرتے
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا

میرا جلتا ہے جی اوس بلبل بے کس کی غربت پر
کہ گل کے آسرے پر جس نے چھوڑا آشیاں اپنا

کوئی آزردہ کرتا ہے سجن اپنے کو بھی ظالم
یہ دولت خواہ اپنا مظہر اپنا جان جاں اپنا

غزالاں بیچ تیرے ابروان کی دھوم ہے ظالم!
ہمیں سے شک دیکھا جارے میاں ترکش کماں اپنا

ہم نے کی ہے توبہ اور دھومیں مچاتی ہے بہار
ہاتھ کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار

لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور
کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار

نرگس و گل کی دیکھو کلیاں کھلی جاتی ہیں سب
پھیران خوابیدہ فتنوں کو جگاتی ہے بہار

ہم گرفتاروں کو اب کیا کام ہے گلشن میں لیک
جی نکل جاتا ہے جب سنتے ہیں آتی ہے بہار

Marfat.com

اتنی فرصت دے کہ رخصت ہولیں اے صیاد ہم
مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آباد ہم

الٰہی مت کسو کے پیش رنج انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے
کہاں اوس کو دماغ اور دل رہا ہے
نہیں ملتا کسی تکیے سے آرام
یہ سر پاؤں سے تیرے ہل رہا ہے
خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

گر گل کو گل کہوں تو تیرے رو کو کیا کہوں
بولوں نگہ کو تیغ تو ابرو کو کیا کہوں

تجلی گر تیری پست و بلندان کو نہ دیکھلاتی
فلک یوں چرخ کیوں کھاتا زمیں کیوں فرش ہو جاتی

جواں مارا گیا خوبوں کے اوپر میرزا مظہر
بھلا تھا یا برا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

Marfat.com

مرتا ہوں میز رائی گل دیکھ ہر سحر
سورج کے ہاتھ چونسری ونپکھا صبا کے ہاتھ

توفیق دے کہ شور سے یکدم تو چپ رہے
آخر یہ میرا دل ہے الٰہی جرس نہیں

حنا تیرے کف پا گر نہ اس شوخی سے سہلاتی
یہ آنکھیں کیوں لہو روتیں انھوں کی نیند کیوں جاتی
اگر یہ سرد مہری تجھ آسایش نہ دکھلاتی
تو کیوں کر آفتاب حسن کی گرمی میں نیند آتی

مخلص

(۱)
رائے آنندرام مخلص تخلص، ساکن دہلی۔ وکیل نواب وزیر اعتماد الدولہ شاعر متقررے فارسی۔ اول از مرزا بیدل اصلاح می گرفت، بعدہ بخدمت خاں آرزو چنانچہ احوال او در تذکرہ خان مرحوم مرقوم است از مدت آزار نفث الدم داشت، آخر از دنیا در گزشت۔ از دست:

دھوم آوے کی کس کے گلشن میں پڑی ہے
ہاتھ ارگجے کا پیالا نرگس لیے کھڑی ہے

زباں خوب نیست، مضمون شعر خوب است۔

---

(۱) نکات ص ۲۹۔

Marfat.com

مضمون

شیخ شرف الدین مضمون تخلص، شاعر ریختہ، شاگرد میرزا مظہر و خان آرزو[1] از نبائر حضرت فرید الدین فرید الحق گنج شکر قدس سرہ و نور مرقدہ است، چنانچہ خود می گوید :

کریں کیوں شکر لبوں کو مرید
کہ دادا ہمارا ہے بابا فرید

چوں دندان او نزلہ افتادہ بودند، خان موصوف او را شاعر بیدانہ می گفتند۔ می گویند کہ باوجود برودت پیری بسیار گرم جوش و خوش اختلاط بود۔ حق تعالیٰ رحمت کند۔

ہم نے کیا کیا نہ ترے غم میں اے محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

ایک تو تھا ہی وہ مہرو خود پسند
ہو گیا دیکھ آرسی کے تئیں روچند

میکدے میں گر سراسر فعل نامعقول ہے
مدرسہ دیکھا وہاں بھی فاعل مفعول ہے

ناحق ستم کسی پر وہ شوخ کد کرے ہے
دیتا ہے ٹانگ اوس کو جو فعل بد کرے ہے

---

(1) ص ۱۳۴

Marfat.com

میرے پیغام کو تو اے قاصد
کہیو سب سے اوسے جدا جدا کر کر

میاں محمد حسین کلیم اصلاح نموده اند، از نوشته تعق میر[1] معلوم شده ۔

میرا پیغام وصل اے قاصد
کہیو سب سے اوسے جدا کر کر

مضموں تو شکر کر کہ تیرا اسم سن رقیب
غصہ سے بھوت ہو گیا لیکن جلا تو ہے

شاعر در مصرع اول نام موزوں کرده بود، اسم اصلاح خاں آرزو است کہ برائے دفع بھوت اسم می خوانند نہ نام، اگرچہ اسم و نام ہر دو یکے لیکن زبان زد اسم است ۔

چلا کشتی میں آگے سے جو وہ محبوب جاتا ہے
کبھی آنکھیں بھر آتی ہیں کبھی دل ڈوب جاتا ہے
میرا یہ اشک قاصد کی طرح یکدم نہیں تھمتا
کسی بیتاب کا گویا لیے مکتوب جاتا ہے

کرے ہے دار ہی کامل کو سرتاج
ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج

اگر پاؤں تو مضموں کو رکھوں باندھ
کروں کیا جو نہیں لگتا میرے ہاتھ

---

(۱) نکات ص ۳۵

Marfat.com

سبزۂ خط کے دیکھ پیارے عجب نہیں
ہو کر کے مست بھنگ بھی تنکے اگر چنے

موزوں

نواب[1] خواجم قلی خاں موزوں، ہفت ہزاری، صوبیدار برہان پور

از دست:

موزوں نیں راہ عشق میں پھر اب قدم رکھا
ہے مصلحت سے دور بجا نے کرے گا کیا

محسن

محمد محسن ساریہ محسن تخلص، برادر زادہ تقی میر و شاگرد میر۔ از دست:

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کا

یوسف مصر پہنچتا ہے کوئی
تجھ سے دلبر عزیز دلہا کو

دوری گئی وہ کو و قیس کی جو تھی
میرے جنوں کا اب تو زمانے میں شور ہے
محسن تمام عمر مجھے روتے ہی کٹی
اس غم کدہ میں آہ کہیں بھی سرور ہے

(۱) نکات ص ۱۰۷

Marfat.com

میرا رنگ درد اس قدر زرد ہے
کہ یہاں زعفراں زار بھی گرد ہے
اگر شیخ گرمی ہے دوزخ میں زور
میرے پاس بھی ایک دم سرد ہے

دل پر آبلہ میرا محسن
رشک آئینہ حبابی ہے

اوس کے کوچہ میں ہے کچھ نالۂ شب کا چرچا
دیکھیو کوئی میاں میرا تو مذکور نہیں

کیا جانیے وہ شوخ کدھر ہے کدھر نہیں
ہم کو تو تن بدن کی بھی اپنی خبر نہیں

اس دشت پرخطر کا میں باشندہ ہوں جہاں
آدم کا ذکر کیا ہے ملک کا گزر نہیں
دل دینے پر ہے جیو تو کر خانماں خراب
یہ عاشقی ہے شیخ جی خالہ کا گھر نہیں

محسن نہ روؤں میں تو بھلا کہہ کہ کیا کروں
اک دل بساط میں تھا میرا اوس کو بھی کھو چکا

Marfat.com

دل میرا وابستہ زنجیر زلف یار ہے
ہے تو دیوانہ پر اپنے کام کا ہشیار ہے
اور یہ عاجز تمہارا کچھ نہیں رکھتا مگر
جان بر لب آمدہ حاضر ہے گر درکار ہے

مر گیا پوچھی نہ پر تم میری زحمت دل
جی کی جی ہی میں رہی ہائے مری حسرت دل

دریں شعر تامل است "مر گئے" می باید "مر گیا" نمی شاید۔ تقی میر در اصلاح و انتخاب تامل نکردہ باشد۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان، اکثر شعر را باعث موقوف نمودہ، در تحریر نہ آوردہ۔

جاں بلب ہوں میں نکل جائے نہ یہ جان کہیں
دل میں حسرت ہی رہی جاتی ہے آ مان کہیں
کب تلک نزع کی حالت میں رہوں میں تجھ بن
ہو اے مردن دشوار اب آسان کہیں

جس دن تیری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر اک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا
پیمانہ کی شکست و درستی کعبہ شیخ
یہ سب کیا پہ شیخ نے دل میں نہ گھر کیا

ایں رباعی بسیار خوب است، ازیں جہت کہ مضمون عمدہ یافتہ است :

Marfat.com

جب تخم محبت ہم نے دل میں بویا
دین و دنیا سے ہاتھ اپنا دھویا
اس عشق کا ہووے خانہ ویراں یارب
دونوں عالم سے ہم کو ان نے کھویا

میر

شاعر بے نظیر میر محمد تقی میر تخلص۔ متوطن اکبر آباد۔ باعث گردش لیل و نہار در شاہجہاں آباد اقامت ورزیدہ و شاگردی سراج الدین علی خاں آرزو اختیار نمودہ و در تذکرۂ خود ہم عصر خود را در پایۂ الزام کشیدہ و اکثرے را ہجو نمودہ مگر بعضے اعزہ کہ از و مربوط بودندہ آنرا محفوظ داشتہ۔ غرض عجب کسے است۔ الحال دیوان ایشاں بہ عظیم آباد رسیدہ لکن بسیار غلط بنظر آمدہ۔ بنابرآں انتخاب نکردہ کہ شاید غلطی کاتب باشد۔ آنچہ شعر در تذکرۂ خود کہ قریب دو صد و پنجاہ خواہد بود، نوشتہ اند، ازاں مرقوم ساختہ۔

و خود را سید نوشتہ اند، مردماں می گویند کہ شیخ است چنانچہ مرزا محمد رفیع سودا می فرماید

دلی کا ایک شیخ زادا گنجے کا میر ہے

یعنی در حقیقت میر نیست، شاید ایں حدیث شریف بگوش ہوش ایشاں نرسیدہ "لعنت اللہ علی داخل النسب و علی خارج النسب"۔ و سوائے ازیں سید فتح علی تبریزی در تذکرۂ خود تقی میر را سید نہ نوشتہ است۔ پس ایشاں برائے استحکام سیادت کاذبہ خود میر تخلص نمودہ اند۔ وجہ تخلص میر الحال معلوم گشتہ۔ بہر حال مارا ازیں چیزہا چہ کار است، دروغ بر گردن راوی۔ از وست

Marfat.com

سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اس نخچیر کا
جس کے ہر ٹکڑے میں ہو پیوستہ پیکاں تیر کا

جس مصرع اول اضافت طرف "صدپارہ" می باید یعنی "دل صد پارہ" انجا قطع اضافت درست داشتہ اند۔ دیگر اینست نوشتہ است" اس نخچیر کا" این درست نمی شود۔ می باید" اوس نخچیر کا" تا از مصرع ثانی التزام یابد و معنی پیدا کند والا شعر بے معنی شود۔

جو ترے کوچہ میں آیا پھر نہیں گاڑھا اسے
تشنۂ خوں میں تو ہوں اس خاک دامنگیر کا

در مصرع اول لفظ "گاڑھا" آوردہ اند۔ در حق مایان سند است لیکن در عظیم آباد مردمان فصیح نمی گویند مگر از زبان می گویند "کھانا کھاڑھا گیا" بہر حال اگر شعر من بود، این طور می گفتم "برائے "آیا" لفظ "گیا" ہم رسانیدہ ام۔ اگر خوب است بہتر والا نہ خیر۔

جو ترے کوچہ میں آیا پھر نہ وہ باہر گیا
(حاشیے پر (جو تیر کوچے میں آیا پھر نہیں چھوڑا اسے)
تشنہ خوں میں تو ہوں اوس خاک دامنگیر کا
کس طرح سے مانئے یاراں کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اڑ جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

شب درد و غم سے عرصہ میرے جیو پہ تنگ تھا
آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا
مت کر عجب جو میر ترے غم میں مر گیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

Marfat.com

جو اس شور سے میر روتا رہے گا
تو ہمسایہ کوئی کیونکے سوتا رہے گا
تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے
ہمیں کچھ کہے گا سو ہوتا رہے گا

عید آئندہ تک رہے گا گلا
ہو چکی عید تو گلے نہ ملا

آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر یار دیکھنا
عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا
ہونا نہ چار چشم اوس ظلم پیشہ سے
ہوشیار زینہار خبردار دیکھنا

تجھ سے ہر آں میرے پاس کا آنا ہی گیا
کیا گلا کیجیے غرض اب وہ زمانا ہی گیا
ہم اسیروں کو بھلا کیا جو بہار آئی نسیم
عمر گزری کہ وہ گلزار کا جانا ہی گیا
جی گیا میر کا اس لیت و لعل میں لیکن
نہ گیا ظلم ہی تجھ سے نہ بہانا ہی گیا

بھری تھی آگ تیرے درد دل میں میر ایسی تو
کہ کہتے ہیں سجن کے روبرو قاصد کا منہ آیا

Marfat.com

جو اے قاصد وہ پوچھے میر بھی ادھر کو جاتا تھا
تو کہیو جب چلا ہوں میں تب اس کا جی نکلتا تھا

دل میں بھرا ز بسکہ خیال شراب تھا
مانند آئینہ کے مرے گھر میں آب تھا

نہ گئی تسبیح اوس کی نزع میں بھی میر سے ہرگز
اسی کے نام کی سمرن تھی جو منکا ڈھلکتا تھا

مغاں مجھ مست بن یہ خندۂ قلقل نہ ہووے گا
مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا

اب تو جاتا ہی ہے کعبہ تو بت خانہ سے
جلد پھر یو تجھے اے میر خدا کو سونپا

خزاں التفات اس پہ کرنی بجا تھی
یہ غنچہ چمن میں ابھی وا ہوا تھا
معنی ایں شعر ہم در خاطر احقر نمی آید کہ خزاں در حق کسے رعایت نمی کند، حکم موت دارد۔

آنکھیں مری کھلیں جب جی میر کا گیا تب
دیکھے سے تجھ کو ورنہ میرا ہی دل جلا تھا

Marfat.com

مر گیا تیشہ پہ سنگ سار کیا
نخل ماتم میرا یہ پھل لایا

دیر و حرم میں کیونکہ قدم رکھ سکوں میں میر
مجھ سے ادھر تو بت پھرا ادھر خدا پھرا

جب کہ تابوت مرا جائے شہادت سے اوٹھا
شعلہ آہ دل گرم محبت سے اوٹھا
عمر گزری مجھے بیمار ہی رہتے ہے بجا
دل عزیزوں کا اگر میری عیادت سے اٹھا

یک پارہ جیب کا بھی بجا میں نہیں سیا
وحشت میں کوئی سیا تو کہیں کا کہیں سیا

دل پہنچا ہلاکت کو نپٹ کھینچ کسالا
لے یار میرے سلمہ اللہ تعالیٰ
کچھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث
برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ رسالا

جس گھر میں تیرے جلوہ سے ہو چاندنی کا فرش
وہاں چادر مہتاب ہے مکڑی کا جالا سا

Marfat.com

افسوس میرے مرنے پر اتنا نہ کر کہ اب
پچھتاؤنا عبث ہے جو ہونا تھا ہو چکا
ہر صبح حادثہ سے یہ کہتا ہے آسماں
دے جام خون میر کو گر منہ وہ دھو چکا

سر سے باندھا ہے کفن عشق میں تیرے یعنی
جمع ہم نے بھی کیا ہے سر و ساماں یکجا

یک قطرہ خون ہو کے مژہ سے ٹپک پڑا
قصہ یہ کچھ ہوا دل غفراں پناہ کا
دریں شعر ہم تامل است لفظ "گو" فہمیدہ نمی شود کہ آنجا چہ کاری کند :-
گو گل و لالہ کہاں سنبل سمن اور نسترن
خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہائے کیا کیا آشنا

مت پوچھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

اے نکیلے یہ تھی کہاں کی ادا
کھب گئی جی میں تیری بانکی ادا

سنو ہو جل ہی بجھوں گا کہ ہو رہا ہوں میں
چراغ مضطرب الحال صبح گاہی کا

Marfat.com

موند رکھنا چشم کا ہستی میں عین دید ہے
کچھ نہیں آتا نظر جب آنکھ کھولے ہے حباب
مت ڈھلک مژگاں سے میرے اے سرشک آبدار
مفت ہی جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب

دیکھ خورشید تجھ کو اے محبوب
عرق شرم میں گیا ہے ڈوب
میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو یہ بات کا اسلوب

دست صیاد تلک بھی میں نہ پہنچا جیتا
بے قراری نے لیا مجھ کو تہ دام بہت

حال گلزار زمانہ کا ہے مانا بہ .... شفق
رنگ کچھ اور ہی ہوا جاتا ہے اک آن کے بیچ

نکلے گی میری قبر سے آواز میرے بعد
ابھریں گی دل سے عشق ترے راز میرے بعد
معنی ایں شعرم در خاطر نمی آید۔ اگر شعر من می بود، ایں طور می گفتم
نکلے گی میری قبر سے آواز میرے بعد
ایسی کہ سن کے رو دیں گے ہمراز میرے بعد

Marfat.com

میرے سنگ مزار پر فرہاد
رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد

اودھر تلک ہے عشق کی مشکل سے ٹک گزر
اے آہ پھر اثر تو ہے برچھی کی چوٹ پر
ہم تو اسیر کنج قفس ہو کے مر چلے!
اے اشتیاق سیر چمن تیری کیا خبر

پاس رہنے کا نہیں ایک بھی تار آخر کار
ہاتھ سے جائے گا سر رشتۂ کار آخر کار

نہ ہونا ہی بھلا تھا سامنے مجھ چشم گریاں کے
نظر اے ابر آپ ہی نہ آوے گا برس بہتر

دیکھوں میں اپنی آنکھوں سے آوے مجھے قرار
اے انتظار تجھ کو کسی کا ہو انتظار
ایں ہر دو مصرع مطلع خوب است لیکن ہر مصرع را مصرع دیگری باید۔
باہم خوش خوب ندارند۔
ساقی تو ایک بار توبہ توڑا میری
توبہ کروں جو پھر میں تو توبہ ہزار بار

Marfat.com

دل دماغ اور جگر یہ سب ایکبار
کام آئے فراق میں اے یار
کیوں نہ ہو فتح ضعف اعضا پر
مر گئے اس فسوں کے سب سردار

مجھ کو پوچھا بھی نہ یہ کون ہے غمناک ہنوز
ہو چکی حشر، میں روتا ہوں تہ خاک ہنوز
اشک لغزش مستانہ پہ مت کیجیو نظر
دامن دیدہ گریاں ہے مرا پاک ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سن کے کہہ اٹھا
جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک میں ہمارے ہے یہ چشم تر ہی بس

مر گیا میں ملا نہ یار افسوس
آہ افسوس صد ہزار افسوس
یوں گنواتا ہے دل کوئی مجھ کو
یہی آتا ہے بار بار افسوس

Marfat.com

سب پہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جب آتی ہے شمع
تجھ بھبھوکے سے کو بیٹھا دیکھ بجھ جاتی ہے شمع

پاؤں پر سے اپنے میرا سر اٹھانے مت مجھکو
تیغ باندھی ہے میاں تم نے کمر میں خوش غلاف

بالیں پہ میرے گھر سے تو آوے گا جب تلک
کر جاؤں گا سفر ہی میں دنیا سے تب تلک

فصل خزاں میں سیر کی ہم نے بھی جائے گل
چھانی چمن کی خاک نہ تھا نقش پائے گل
اللہ ری عندلیب کی آواز دل خراش
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہائے گل

جیتے ہیں تو دکھا دیں گے دعوائے عندلیب
گل بن خزاں میں اب کے وہ رہتی ہے مر کے ہم

گرچہ آوارہ جیوں صبا ہیں ہم
لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم
آستاں پہ ترے گزر گئی عمر
اسی دروازے کے گدا ہیں ہم

Marfat.com

تیرے کوچہ میں تا بہ مرگ رکھا
تختہ منت وفا ہیں ہم

ہم چشم ہے ہر آبلۂ پا کا میرا اشک
از بسکہ تیری راہ میں آنکھوں سے چلا ہوں
دامن نہ جھٹک ہاتھ سے میرے کہ ستم گر
ہوں خاک سر راہ کوئی دم میں ہوا ہوں
آتے ہیں مجھے خوب یہ دونو ہنر عشق
رونے کے تئیں کیتیں اندھی ہوں کڑھنے کو بلا ہوں

سن گوش دل سے اب تو سمجھ بے خبر کہیں
مذکور ہو چکا ہے مرا حال ہر کہیں
اب فائدہ سراغ سے بلبل کے باغباں
اطراف باغ ہوں گے پڑے مشت پر کہیں

تیری زلف سیہ کی یاد میں آنسو جھمکتے ہیں
اندھیری رات ہے برسات سے جگنو چمکتے ہیں

عام حکم شراب کرتا ہوں
محتسب کو کباب کرتا ہوں

Marfat.com

میرے آگو نہ شاعر نام پاویں
قیامت کو مگر عرصہ میں آویں

ملنے لگے ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہے کیا نہیں
تم تو کرو ہو صاحبی بندہ میں کچھ رہا نہیں

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
پاتا ہوں زرد زرد بروز اس جواں کو میں

مرے استاذ کو فردوس اعلےٰ میں ملے جاگہ
نہ سکھلایا بغیر از عشق مجھکو خورد سالی میں

یہ غلط کہ میں پیا ہوں قدح شراب تجھ بن
نہ گلے سے میرے اترا کبھی قطرہ آب تجھ بن

کوئی کانٹا سر رہ کا ہماری خاک پر بس ہے
گل و گلزار کیا درکار ہے گور غریباں کو

اس محلہ کی گو سیر کروں کب تلک کہ ہے
دست ہزار حسرت و دامان آرزو

Marfat.com

جی سے جہاں میں ہر سحر کروں تیری کروں ہوں جستجو
خانہ بخانہ دربدر کوچہ بکوچہ کو بکو

دل پرخوں ہے یہاں تجکو گماں ہے شیشہ
شیخ کیوں مست ہوا ہے تو کہاں ہے شیشہ
شیشہ بازی تو ٹک ایک دیکھیے آ آنکھوں میں
ہر مژہ پر مرے اشکوں سے رواں ہے شیشہ
جا کے پوچھا جو میں کل کارگر مینا میں
دل کی صورت کا بھی اے شیشہ گراں ہے شیشہ
کہنے لاگا کہ کدھر پھرتا ہے اے مست
ہر طرح کا جو تو دیکھے ہے کہ یہاں ہے شیشہ
دل ہی سارے تھے یہ ایک وقت جو کر کے گداز
شکل شیشہ کی بنائیں ہیں کہاں ہے شیشہ

دریں غزل میر گوئے نیکی بردہ است 'حق تعالیٰ سلامت دراز :

جو ہوشیار ہو سو آج ہے شراب زدہ
زمین میکدہ یکدست ہے گی آب زدہ

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

Marfat.com

اس واسطے کانپوں ہوں کہ ہے آہ بنٹ سرد
یہ باؤ کلیجے کے کہیں پار نہ ہووے

الم سے یہاں تپش میں مشق ناتوانی کی
کہ میری جان لے تن پر مرے گرانی کی

لیتا ہی نکلتا ہے مرا لخت جگر رشک
آنسو نہیں گویا کہ یہ ہیرے کی کنی ہے
اے میر جگر ٹکڑے ہوا دل کی طپش سے
شاید کہ مری جیو پہ اب آن بنی ہے

اپنے کوچہ میں نکلیو تو سنبھالے دامن
یادگار مژۂ میر ہیں وہاں خار کئی

میر پھر کہیو سرگذشت اپنی
بارے یہ کہہ مزاج تو خوش ہے

ہم سے دیوانہ پھریں شہر میں سبحان اللہ
دشت میں قیس پھرے کوہ میں فرہاد پھرے

Marfat.com

گیا روبرو اوس کے کیوں آئینہ
کہ بے ہوش اوسکا دم اور ہوش ہے

بتاں تو چھوڑ دیئے کر کے خاک راہ کے صدقے
مجھے محفوظ رکھا اپنے میں اللہ کے صدقے

کیا خط لکھوں میں گریہ سے فرصت نہیں رہی
لکھتا ہوں تو بھرے ہے کتابت بہی بہی

ملوں کیوں کہ ہمرنگ ہو تجھ سے ظالم
تیرا رنگ شعلہ مرا رنگ کا ہے

اب خدا مغفرت کرے اوس کو
میر مرحوم تھا عجب کوئی

ہو گئی شہر شہر رسوائی
اے میری موت تو بھلی آئی
میر جب سے گیا یہ دل تب سے
میں تو کچھ ہو گیا ہوں سودائی

صد کارواں وفا ہے کوئی پوچھتا نہیں
گویا متاع دل کے خریدار مر گئے

Marfat.com

تمام اوس کے قد میں سناں کی طرح ہے
نکیلے پن اس جواں کی طرح ہے
اڑے خاک لگا ہے رہنے گاہ ویراں
خراب اور پریشاں یہاں کی طرح ہے
تعلق کرو میر اس پر جو چاہو
مری جان یہ کچھ یہاں جہاں کی طرح ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمارے گذر گئے
بس اے شب فراق کہ گرمی سے مرگئے

شب خواب کا لباس ہے عریاں تنی میں یہ
جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیے

بے کلی مار ڈالتی ہے نسیم
دیکھیے اب کے سال کیا ہووے

ہے یہ بازار جنوں منڈی ہے دیوانوں کی
یہاں دوکانیں ہیں کئی چاک گریبانوں کی

نہیں وسواس جی گنوانے کے
ہائے رے ذوق دل لگانے کے

Marfat.com

غافل میں رہا تجھ سے نپٹ تابجوانی
اے عمر گذشتہ تری میں قدر نہ جانی

بزم میں سے اب تو چل اے رشک صبح
شمع کے منھ پر تو پھر گئی مردنی

دہر بھی میر طرفہ مقتل ہے
جو ہے سو کوئی دم کو فیصل ہے
روز کہتے ہیں ملنے کو خوباں
لیکن اب تک تو روز اول ہے
ہجر باعث ہے بدگمانی کا
غیرت عشق ہے تو کب کل ہے
مر گیا کوہکن اسی غم سے
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

کل ہم سے اوس سے بارے ملاقات ہو گئی
دو دو بچن کے ہونے میں ایک بات ہو گئی

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے
ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے

Marfat.com

میرے عمداً ابھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

رباعی

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا
میخانہ میں جوشِ بادہ نوشاں دیکھا
اک گوشۂ عافیت جہاں میں ہم نے
دیکھا سو محلِ خموشاں دیکھا

کاہے کو کوئی خراب خواری ہوتا
کاہے کو کسی پر جان بھاری ہوتا
دل خواہ ملاپ ہوتا تو تو ملتے
اے کاش کہ عشق اختیاری ہوتا

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

پیغمبرِ حق نے حق دیکھایا اوسکا
معراج ہے کمترین پایا اوس کا
سایہ جو اوسے نہ تھا یہ باعث ہو گا
کل حشر کو ہوگا سب پر سایا اوسکا

Marfat.com

دل تجھ پہ چلے نہ کیوں کہ میرا بیتاب
یہاں تجھ کو توقع ہے کہ لایا ہے جواب
وہاں اس نے شراب پی کے مستی میں میر
گر کھائے بھی نامہ بر کبوتر کے کباب

محترم

خواجہ محترم خاں فرزند خواجہ محمدی خاں، محترم تخلص، ساکن دہلی۔ قریب بست دو سال است کہ در ملک صوبہ بہار تشریف می دارند۔ درحق ایں فقیر مہربانی می فرمایند۔ از دست :-

جو دل سے گرا اہل دلوں کے وہ کدھر کا
دنیا کا نہ دیں کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا

ہمدم نہ فکر کر کہ میرا کام ہو چکا
جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا

(اس کے بعد فدوی کا یہ شعر ہے :-
گر مرا آزار ہی مطلوب تھا
اس سے ملنے سے نہ ملنا خوب تھا)

مت اٹھا منت عبث تو ناخن تدبیر کی
گل جھڑی کھلتی ہے کوئی اس دل دلگیر کی

Marfat.com

دل تو افسردہ ہوا اب شادمانی پھر کہاں
ہم تو وہ ہی ہیں ولیکن نوجوانی پھر کہاں

ترے کرم کی کرے تو کرے نگاہ سفید
نہیں نصیب کا کیا ہو لکھا سیاہ سفید

مجبور ہو گیا ہوں میں سخت دل کے ہاتھوں
دیکھا نہ تھا سو دیکھا کمبخت دل کے ہاتھوں
صبر و قرار و طاقت رخصت ہوئے سب ہم سے
بچھڑے ہیں یار کیا کیا ایک لخت دل کے ہاتھوں

کس بے وفا سے جا کے ہیں آشنا کیا
اس دل نے ہائے بیٹھے بٹھائے یہ کیا کیا

موزوں

میر رحم علی موزوں[1] ۔ در علم عربی و فارسی دخلے داشت۔ در دہلی گزران می کرد۔ از دست :

اگرچہ خوش کمر موزوں بہت ہیں
فدا ہے جیو مرا اوس مومیاں پر
زرد ہوتے بن نہ دیکھا ہم نے کچھ روئے بھی
پھل یہی پایا جہاں میں تجھ زنخ کو سیو کر

(۱) غالباً گردیزی ص ۱۴۰

Marfat.com

مصیب

حضرت شاہ غلام قطب الدین ولد حاجی فخرالدین بن شاہ خوب اللہ مصیب تخلص، ساکن الہ آباد۔ بوقت حکومت نواب میر محمد قاسم خاں بہادر علی جاہ تشریف بہ عظیم آباد آوردہ، چندے در باغ خواجہ غلام مظفر قیام داشتہ۔ احقر بخانہ اسداللہ خاں مرحوم خلف شیخ عبداللہ ملاقات نمودہ بسیار توجہ نمودہ۔ علم و فضل و درویشی موروثی داشتہ۔ آخرالامر موجب حکم الٰہی ارادۂ حج نمودہ۔ ہر گاہ از فرض فراغت کشیدہ بمدینہ رفت چوں باز از مدینہ در کعبہ آمدہ کہ حج دیگر نماید بتاریخ سلخ جان بجاناں دادہ۔ جاے مدفن بیرون حجرہ حضرت خدیجہ کبریٰ یافتہ۔ از حاجی غلام حسین کہ ہم سفر بودند، دریافتہ نوشتہ۔
در شعر فارسی مہارت کلی داشت و گاہے فکر شعر ریختہ ہم می نمودند۔
یک شعر بوقت تحریر بدست آمدہ :

ہزار وعدے کیے ایک بھی وفا نہ کیا
تمھارے قول کو دیکھا، قرار کو دیکھا

ملک

ملک راست۔ در تذکرہ چیزے دیگر مرقوم نبود کہ نوشتہ شود :-

(۱) تن من فدا کروں اوس ہوشیار ساقی اوپر
یک قطرۂ مے چکھا کر جن بے خبر کیا ہے

---

(۱) نکات ص ۱۰۲

Marfat.com

محمود

محمود راست۔

(۱) محمود تجھ میں دستار پورا ہنر وفا کا
ہے کیا عجب لو بھاوے تو پیو کو اس ہنر سے

مست

شاعر بے محابا میاں علی رضا، ساکن شاہجہاں آباد تخلص تجلص مس
علی رضا و گاہے مست علی۔ جب اتفاق در پتہ جھتلہ پرگنہ بسارہ سرکار حاجی
مضاف صوبہ بہار باعث قرابت قریبہ سید غلام حیدر خاں صاحب وار
بودند۔ احقر نیز ہمراہ خیر خواہ جمہور شیخ عبد الشکور غفر لہ عامل پرگنہ مذکور
رسیدہ بوسیلہ میاں ثابت مذکور ملاقات نمودند و غزلہائے چند خواندند۔
بدانست او شاں بہنر بود نوشتہ دادند۔ از وست :-

اے سرو خوش قدوں سے تو یک رنگ ہے کہ ہم
ٹک چلیو ایک پاؤں سے تو لنگ ہے کہ ہم

از مصرع اول یک گونہ تعریف سرو و در مصرع ثانی مدح خود و مذمت
و بنوعے طعن لنگ بر خوش قداں ہم می شود۔

سجدے ہی کرتے عمر کٹی بات بھی گئی
کیوں اے صنم بھلا تو ہے دل تنگ ہے کہ ہم
میں گز رہا کہ صبر کا جامہ کشادہ ہے
اب اس لباس چست میں تو تنگ ہے کہ ہم

(۱) نکات ص ۱۰۱

Marfat.com

اے مست علی دیکھ کے حیراں ہوگا خوباں کا جمال
دل زلف میں الجھے گا، پریشاں ہوگا، مت لے یہ وبال
یہ چال بری تجھ سے نبھنے کی نہیں انجام خیال
کیا ہنستا ہے بہت پشیماں ہوگا، مت دانت نکال

(۱)
جیتا ہے رضا تو جھ بن اب تک
صد حیف رے تیری زندگانی

کرے ہے آج پھر آنکھوں میں ہشت پہلو بات
دوچار ہوتا ہوں لاچار دیکھیے کیا ہو

محزوں

از مولوی غلام حسین، محزوں تخلص، شاگرد مولوی برکت اللہ الہ آبادی
گر نہ ہوتی یہ گرفتاری او ہلائے چند
حسرت وصل میں مرتے نہ یہ ناکامے چند

ستائے عبث تو رے کے جان محزوں
ابھی تو ہیں آرزو تھی کسی کی

مائل

(۲)
سید ہدایت علی مائل تخلص، ساکن محلہ میر شکاراں من محلات بلدہ عظیم آباد

---

(۱) دو شعر حاشیے پر درج ہیں۔
(۲) حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

درمحفل مشاعرہ تشریف می آوردند۔ ازوست :-

نہ کرشمہ تھا یہ نہ ناز تھا نہ یہ دل بری کا شعار تھا
ہمہ خاک میں جو ملا دیا ترے صاف دل میں غبار تھا

مجذوب

از غلام حیدر مجذوب۔

بےچین جو رکھتی ہے ہمیں چاہ کسو کی
شاید کہ ہوئی کارگر اب آہ کسو کی

از کلام ایشاں ظاہری شود کہ آہ معشوق در دل ایشاں اثر نمودہ شدہ باشد۔

دنیا سے گزرنا بھی عجب کچھ ہے کہ مجذوب
کوئی نہ کبھو روک سکے راہ کسو کی

مفتوں

میاں علی بخش، مفتوں تخلص۔ ساکن عظیم آباد، جوانے غریب وخوش اختلاط، قابل صحبت، عالی سخن، درمشاعرہ تشریف بلاناغہ می آوردند و غزل طرحی فارسی می گفتند وگاہے فکر شعر ریختہ ہم می نمایند۔ حق تعالیٰ سلامت دارد۔ ازوست :-

جس طرح پھریں لاش کو لیے
لے کر صبا پھرے ہے ہمارے غبار کو

نہ کلیجہ ہی غم سے جلتا ہے
دل تڑپتا ہے جی نکلتا ہے

Marfat.com

جیب و دامن کو چاک کر لیویں
جب تلک اپنا ہاتھ چلتا ہے
کیا ہوا نخل آرزو کو مرے
نہ تو پھولے ہے یہ نہ پھلتا ہے

مصدر

ماشاءاللہ جمعدار مصدر تخلص۔ در حکمت ہم دخل داشت :-

تیرے نقش قدم کو لائیے گا
کعبہ اپنا جدا بنائیے گا

ہمارے حق میں بے رحمی بہت صیاد کرتا ہے
نہ ہم کو قید کرتا ہے نہ اب آزاد کرتا ہے

مشتاق

خان صاحب مشفق و مہربان، محمد قلی خان، مشتاق تخلص۔ خلف رشید ہاشم قلی خان داروغہ دیوان خانہ نواب ہیبت جنگ شہید۔ ساکن محلہ مغلپورہ من محلات بلدہ عظیم آباد۔ مردیست سپاہی وضع و آشنا پرست و خوش فکر و عاشق سخن۔ چنانچہ تمام شعر شاعران ہندوستان .... و دکھن جمع نمودہ در فیق خود ساختہ۔ ان شاءاللہ شاعر پر زور خواہند شد۔ از دست :-

یہ دم کب تک مرا ہمدم رہے گا
یہاں کوئی کم رہا ہے کم رہے گا

Marfat.com

اس عالم کی تو ہے کیا بات لیکن
خط آنے پر بھی اک عالم رہے گا

کیا دکھاویں گے منہ وفا کو ہم
چشم میں نام کو بھی نم نہ رہا
ہم نے دیکھا ہے اس کے مکھڑے کو
ایک دم جس نے دیکھا دم نہ رہا

نہ کرنا تھا کبھی اقرارِ عشق، انکار بہتر تھا
اگر مخفی ہی رہتا یار یہ اسرار بہتر تھا
جدا نظروں سے تو نے کیوں کیا بیمار کو اپنے
ترے آگے اگر مرتا ترا بیمار بہتر تھا

پرسش کو آیا اس دم جس دم رہا نہ دم میں
خانہ خراب کر کے خانہ خراب آیا

اے جنوں جا خبر لے داماں کی
اب گریباں تو تار تار ہوا

کون سا نالہ تھا کہ سر نہ کیا
آہ دل میں ترے اثر نہ کیا

Marfat.com

وعدے پہ کل کے مجھ کو نہ رکھ کل بھی پیجیو
اک پیالا میرے ہاتھ سے اے یار لے لے آج

بیتاب بہت دیکھے ہیں سیماب کی طرح
بے تاب کب ہیں اس دل بیتاب کی طرح

فرمائیے قصور بھلا مجھ سے کیا ہوا
نامہرباں کیوں ہے تو اے مہرباں عبث

فرہاد مر گیا پہ نشاں اس کا رہ گیا
باور نہیں تو دیکھ کہ اب تک ہے سنگ سرخ

محو حیرت جو سدا دیکھو ہو آئینے کو
نظر آئینہ ہے اس کی نظر سے پیوند

اگر ملے تری ہیکل کا سیمبر تعویذ
تو اس کو دل کے برابر میں کر رکھوں تعویذ

---

(۱) لب سے گوں سے اپنے اے ساقی
ایک بوسہ کر رفع ہووے خمار
اس تلون کے ہم دوانے ہیں
کبھی اقرار ہے کبھی انکار

---

(۱) [illegible]

مشتاق ہیں جو تجھ سے کہا سر کے ساتھ ہے
سرجاوے بات کڑ کے نہیں جاتے مرد پھر

مزمّل

(۱) محمد مزمل معاصر میاں آبرو بود۔ در سخن تلاش لفظ تازہ می نمود۔ آخر از جنوں فوت کرد۔

راز دل آنکھوں نے جب ظاہر کیا
ہائے کیسا رو دیا، رونا نہ تھا

منّت

منّت تخلص، می گویند کہ فراست کمال دارد۔ از وست

آکر ہماری خاک پر کیا یار کر چلے
خواب عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے
کیا سحر تھا نہ جانے کہ گلشن میں آن کر
بلبل کو گل کی شکل سے بیدار کر چلے
خواہی پیالہ خواہ سبو کیجیو گلال
ہم اپنی خاک پر تجھے مختار کر چلے

جس طرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی
اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی

(۱) گردیزی، ص ۱۳۶

Marfat.com

بلبلو تم کو یہ گلزار مبارک ہووے
ہم کو وہ سایۂ دیوار مبارک ہووے

محوؔ

رحم علی خاں بنگالی۔ محوؔ تخلص۔ مردیست نوکری پیشہ۔ دریں روزہا در عظیم آباد وارد است۔ ہمیں یک بسمع فقیر رسیدہ کر نوشتہ

یہ رنگ پاں نہیں لبوں کو لال کیا
کسی کے خون کو ظالم نے پھر حلال کیا

مہدیؔ

میر مہدی ولد حاجی علی اکبر نیشاپوری۔ ہنوز جوان نہ شدہ است لکن در کاروبار دنیاوی بسیار چست و چالاک۔ گاہے گاہے از ملاقات مسرور می سازد (۱)
از دست :-

مرتضیٰ

شاعر اہل صفا، میر مرتضیٰ، عرف میر ابو صاحب مدظلہ العالی خلف رشید میر قدرت اللہ بن شاہ شکر اللہ قدس سرہ۔ مرتضیٰ تخلص۔ ساکن عظیم آباد دریں روزہا نوکر نواب وزیر بودند۔ ازیں سبب در لکھنؤ قیام می دارند۔ از فضل الٰہی ہمہ خوبیہا دارند لکن سخاوت و شجاعت کہ ہر دو شان سیادت است، دریں امور دست کوتاہ نیست و اخلاق کریمانہ نیز یافتہ می شود، گاہے فکر شعر ہم می نمایند۔
از دست :-

---

(۱) نمونۂ شاعری درج نہیں ہے۔

Marfat.com

چھوڑ کر مجھ کو مرے یار کہا جاتا ہے
دیکھ روتا ہوں پڑا زار کہا جاتا ہے
ہاتھ سے اب تو نہ چھوڑوں گا ترے دامن کو
قتل کر مجھ کو اے خونخوار کہا جاتا ہے

تری نہ چشم ہمیں خانہ خراب ٹپکے ہے
تری جدائی سے دل ہو کے آب ٹپکے ہے

منتظر

خواجہ بخش میاں منتظر۔ ساکن الہ آباد، شاگرد شاہ محمد علیم، شاعر ریختہ در عظیم آباد وارد بودند۔ لکن از احقر ملاقات نشدہ، مشتاق ماندہ، ظاہراً طرف دہلی رفتہ۔ ازوست :-

زلفوں میں گر نہ تیرے جائے پناہ ٹھہرے
بتلا تو کس جگہ جا یہ روسیاہ ٹھہرے
(۱) جب دست قہر تیرا باہر ہوا آستیں سے
ہم کو سوائے دامن کیدھر پناہ ٹھہرے
یہ بھی تیرا کرم ہے اے آتش محبت
دل سے متاع جل کر سینہ میں آہ ٹھہرے
گھر سے نکل کے جیوں اشک آوارہ ایک ہم ہیں
سب پھر پھرا اپنے گھر میں شل نگاہ ٹھہرے

---

(۱) آخری تین شعر حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

مجنوں

میر حمایت علی، مجنوں تخلص، الحال در مرشد آباد قیام می دارند واز شاہ قدرت اللہ سلمہ اللہ اصلاح می گیرند و غزل بوضع احسن سر براہ می نمایند۔ از وست:

میں تجھ سے نہ بولوں گا یہ یار نہ پھر کہنا
مرجاؤں گا میں ظالم زنہار نہ پھر کہنا

آج ہی کے دنوں کو میں کہتا تھا تجھے مجنوں
جی اپنا دیا ہوتا پر دل نہ دیا ہوتا

کہتا تھا سبھوں سے کل بے طرح سے سمجھوں گا
کوچہ میں جو پھر میرے مجنوں نظر آوے گا

ترے دیکھے سے یار جیتے ہیں
ورنہ کوئی بے قرار جیتے ہیں

وہ پھر ہم سے آنکھیں لڑانے لگا [1]
دل اب کے معتبر ٹھکانے لگا

آج تم سے جو ملاقات نہیں ہونے کی
زندگی قبلۂ حاجات نہیں ہونے کی

(۱) آخری پانچ شعر حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

آہ میری جدھر بھٹکتی ہے
اوس طرف آگ سی دہکتی ہے

آج کچھ آواز رونے کی نہیں آتی مجھے
چل بسا شاید جو پہلو میں دل رنجور تھا

منہ لیا موڑ تیغ قاتل سے
یہ توقع نہ تھی ہمیں دل سے

مخلص

میر باقر مخلص، ساکن مرشد آباد، شاعر دلچسپ، شوخ طبع، ہشاش وبشاش، بودہ در اندک زمانہ جان بجاناں دادہ، مخاطب بخطاب مخلص علی خاں از دست :-

آئینہ روکے دل میں کوئی راہ کیا کرے
دم مارنے کی بات نہیں آہ کیا کرے

نام تیرا ورد ہے اس دل کو یا مشکل کشا
کر تو آساں میری ہر مشکل کو یا مشکل کشا

میرے کمال کے تیں درک سخن کہاں ہے
سمجھے گا وہ سخن کو جس کو کمال ہو گا

Marfat.com

نومید میں نہیں ہوں حق کے کرم سے ہرگز
آخر کبھی تو مجھ کو اوس کا وصال ہوگا

نہیں عاشق کو عجز کی پروا
ہوں غلام اوس کی بے نیازی کا

حال مخلص جو کرم سے تو کبھی پوچھے گا
کیا قصور آئے گا اے جان تری شان کے بیچ

لب کے تیں رکھتا ہے گستاخانہ لب پر یار کے
نیں پسند آتی ہے ہرگز مجھ کو پیمانے کی طرح

مخلص کیا دریافت ہیں یہ سنگ محک سے — جو عیب کسو کا کہے منہ اوس کا ہو کالا
صاف دل سر پہ بٹھلاتے ہیں سخن سنجاں کو — جس جگہ دیکھا ہیں ہے حرف کے بائیں کاغذ

مجبور

(۲) منشی خوشحال رائے، مجبور تخلص، ساکن عظیم آباد۔

شفق نہیں ہے فلک پر غلط خیال کیا
لہو کے آنسوواں رو رو کسی نے لال کیا
برنگ شمع جلایا یہی مراد تھی کیا
کرم کیا میرے اوپر مجھے نہال کیا

---

(۱) آخری دو شعر حاشیہ پر درج ہیں۔
(۲) مجبور کا ترجمہ "رخ" کے باب میں حاشیہ پر درج ہے۔

Marfat.com

ناجی

محمد شاکر ناجی، جوانے بود، آبلہ رو، سپاہی پیشہ، مزاجش بیشتر مایل بہ ہزل بود، معاصر میاں آبرو۔ شعر ہزل خودی خواند و مردماں را بخندہ می آورد و خود ہم تبسم می نمود۔ وطنش شاہجہاں آباد ہنوز دنیا را ندیدہ بود کہ ازیں جہاں رفت۔ از وست:[1]

رواکب... محمد اپر تیغ کو ہر دم علم کرنا
میری تقصیر بھی کچھ کی ہے ثابت یا ستم کرنا

بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے کہ اے غافل
گھڑی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اور تو نہیں چیتا

نمکیں حسن دیکھ کر بینکا
رنگ گل کا مجھے لگا پھیکا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم
لب صدف کے تر نہیں ہر چند ہے گوہر میں آب

تقی میر مصرع اول را اصلاح دادہ

مت رکھے چشم کرم دولت سے اپنے خورد کی
لب صدف کے تر نہیں ہر چند ہے گوہر میں آب

مجھ کو باتوں میں لگا معلوم نہیں کیا گذ گیا
لے چلا جب دل کے تیں منہ دیکھتا میں رہ گیا

(۱) نکات ص ۴۰

Marfat.com

ڈوب گئے کئی ملک جب کھولی لب دریا پہ زلف
حیف ناجی کو نہ پوچھا کس لہریں بہ گیا

گر سلیماں کو تخت دیں مت لے
کہ سب آخر کو جائے گا برباد

تیری نگاہ کی کثرت سے لے کماں ابرو
ہمارے سینہ میں تودا ہوا ہے تیروں کا

نہ جانا یہ کہ کون اس پر مرے ہے
عبث کرنے گیا میں گور بر گور

اغنیا کے در او پر مقدور جب تک ہو نہ جانا
سخت حاجت ہو تو جا لاچارگی ہے جا ضرور

چاہئے اشراف کو مفلس ہو مجلس میں نہ جا
گو کہ وہ دبلا نہ ہو پر بوجھتے ہیں سب حقیر

خون کا پیاسا تھا میرے بن نے کھلایا تجھ کو پان
کیا بلا لاوے گی تیرے لب کی لالی الحفیظ

Marfat.com

دیکھ دل بر تیری کمر کی طرف
پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف
حشر میں پاکباز ہیں ناجی
بد عمل جائیں گے سقر کی طرف

نرگس کے تیں میں ہرگز لاتا نہیں نظر میں
دیکھی ہے میں نے آخر پیارے تمھاری انکھیں

ملنے کو نو خطاں کے واعظ برا کہے ہے
مجہول ہیں یہ باتیں ہم خوب جانتے ہیں

عید ہوتی تھی جو کوئی افطار کرتا جس کے گھر
اب بتادیں سطے کا روزہ دیکھ کر مہمان کو

آج تو ناجی سجن سے کر تو اپنا عرض حال
مرنے جینے کا نہ کر د سواس پھر ی ہو سو ہو

غم نہیں جو دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ
پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
ایں شعر در حاشیہ کسے نوشتہ است معلوم نیست کہ از کیست۔ بنا بر نوشتہ
کہ مرقوم بود :-

Marfat.com

کیا میری آہ کیا صنم کی نگاہ
ایک ترکش کے تیر ہیں باللہ

کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے
قیامت کا جو دن سنتے تھے کل ہے

ہوا جب آئینہ میں جلوہ گر تب میں لیا بوسہ
جو آیا اپنے قابو میں تو پھر منہ دیکھتا کیا ہے

ایں شعر ناجی برابر ہزار شعر است۔ حق تعالیٰ رحمت کند، خوب کسے بود۔

جہاں دل بند ہو ناجی کا واں آوے خلل کرنے
رقیب لاولد ناصح گویا لڑکوں کا بابا ہے

نثار

"(۱) میر عبدالرسول، نثار تخلص، شاگرد تقی میر، ساکن اکبرآباد، جوان سعادت مند ازدوست :-

جو ہے یعقوب یوسف دیکھنا منظور آنکھوں سے
تو اتنا پھوٹ کر مت رو کہ جاوے نور آنکھوں سے

ٹک دیکھ تو چمن کا کب ہے وہ ڈھنگ تجھ بن
منہ سے اوڑا ہے گل کے گلشن میں رنگ تجھ بن

---

(۱) نکات ص ۱۳۱

Marfat.com

یہاں گل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنی
وہاں عاشقوں کے سر پر پڑتے ہیں سنگ تجھ بن

اکثر ہیں دل فگار و لیکن نہ اس قدر
کہتے ہیں بے قرار و لیکن نہ اس قدر

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاویں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاویں گے ہم

طوفان خلق ہو ہی گا اشک ستم زدہ
ایسا نہ ہوے یار کریں آب دیدہ ہوں

ندیم

علی قلی خاں ندیم تخلص۔ ساکن دہلی۔ حسب اتفاق در عظیم آباد تشریف آوردہ۔ از احقر نیز ملاقات کردہ۔ مرد بزرگ بود، حق تعالیٰ رحمت کند۔ اول مرثیہ ایشاں در عظیم آباد رسیدہ و شعر ریختہ کم چنانچہ نزد احقر بود۔ از میر علی نقی صاحب گرفتہ۔ از وست :

قمری تو خوش قدوں کی ٹک اک چال دیکھنا
جیوں سایہ سرو ہے یہاں پامال دیکھنا
گلشن میں جوش گل سے قیامت لگی ہے آگ
بلبل جلیں نہ تیرے پر و بال دیکھنا

Marfat.com

ایک یار نے زروئے نصیحت کہا ندیم
کب تک تجھے بتوں کا خط و خال دیکھنا
آئینہ دل سا ہیگا بغل میں ترے، کبھی
لازم ہے اپنا صورت احوال دیکھنا

---

(۱) میں نے دیا جواب اسے اوسے یہ کہ اے ندیم
مت پوچھ محض قال، مرا حال دیکھنا
آئینہ عارفوں کو ہے جس پر نظر کریں
اس میں بھی ہم کو اپنا ہی تمثال دیکھنا

اک دن رکھا تھا گوشۂ دستار پر جو گل
سایہ سے اس کے یار کا رخسار چھل گیا

نالاں

میر احمد علی نالاں تخلص، شاگرد مرزا محمد رفیع سودا، از احقر ملاقات نبود لکن دیگر دوستاں دیدہ اند۔ در عظیم آباد چندے تشریف داشتہ بطرف دہلی رفتہ۔ آواز شاگردی خود می نماید، از دیگراں نشنیدہ، واللہ اعلم۔ از وست:۔

غیر سے کیا امید کیا شکوہ
اپنا، اپنا ہی دل، اگر نہ ہوا

---

(۱) آخری تین شعر حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

یہ میری آستیں جل جائے ہے پوچھوں ہوں جب نالاں
اثر رکھتا ہے میرے اشک کا یہ آب آتش کا

اگرچہ حسن لاثانی سجن مہتاب رکھتا ہے
ولے ہو روبرو تیرے کہاں یہ تاب رکھتا ہے

حسرت دل کے سوا یاں سے نہ لے جاویں گے ہم
ایک دن دست تہی ہم بھی چلے جاویں گے

دل سوزاں کو یاراں یوں نہاں رکھتا ہوں پہلو میں
کہ اخگر جیسے خاکستر میں کوئی ڈھانپ رکھتا ہے

نعیم

میر محمدی، نعیم تخلص۔ ساکن شاہ جہاں آباد، شاگرد خواجہ میر درد مدظلہ العالی۔
از چند سال در عظیم آباد قیام می دارند۔ در محفل مشاعرہ تشریف می آوردند۔ از وست :۔

صبا جن دنوں جستجو تھی کسی کی
تلاش ہم کو بھی کو بکو تھی کسی کی

عبث ہم سے ہوتا ہے اتنا تو برہم
تیرا ذکر نہیں گفتگو تھی کسی کی

(۱) عبث گوہر اشک آنکھوں نے کھوئے
جو رہتے تو آبرو تھی کسی کی

(۱) آخری تین شعر حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

مجھے رشک آتا ہے گل سے اے بلبل
اسی طرح ہنسنے کی خو تھی کسی کی
نعیم اس قدر بھی تو کیا بے خبر ہے
تمنا ہمیں بھی کبھو تھی کسی کی

نعیم

نعیم تخلص۔ شاعر شاہجہاں آباد است۔ دیگر احوال او معلوم نیست از بیاض میر اولاد علی نوشتہ کسے خواہد بود۔ از وست :-

تو گو نعیم سے ملتا ہے سرسری لیکن
خیال جی میں مرے سو ہزار گزرے ہے

نثار

محمد قائم نثار تخلص۔ مردیست تیرہ رنگ۔ از فقیر چنداں ربط ندارد، روزے ملاقات نمودہ۔ از وست :-

دل لگا ہے اوس سے جو اس کام سے واقف نہیں
ہم ہوئے بدنام اور وہ نام سے واقف نہیں

صبا کہیو ذرا جا کر تو اس زلف پریشاں کو
کروں میں کب تلک یاں تار تار اپنے گریباں کو

اے چشم عبث زلف یار کو
غارت کیا ہے تو نے دل بے قرار کو

Marfat.com

ہے بعد مرگ بھی ترے دامن سے یہ لگا
ایسا نہ ہووے بھولیو اس خاکسار کو

(۱) مضمون ایں شعر بعینہ مضمون شعر جرأت فیض آبادی است۔ شعر اینست :۔

جس کے غم میں آہ ہم آرام سے واقف نہیں
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں

صبا کہیو ذرا جا کر تو اس زلف پریشاں کو
کروں میں کب تلک یاں تار تار اپنے گریباں کو

اے چشم . . . ہے عبث زلف یار کو
غارت کیا ہے تو نے دل بے قرار کو
ہے بعد مرگ بھی ترے دامن سے یہ لگا
ایسا نہ ہووے بھولیو اس خاکسار کو

نالاںؔ

جان دوستاں میاں محمد وارث نالاںؔ، ساکن عظیم آباد۔ فرزند حضرت سید راستی، قدس سرہ، در مشاعرہ بلاناغہ ہر روز جمعہ تشریف می آوردند و غزل طرحی می گفتند و بہ ادب بر می خواندند۔ با فقیر دوستی بسیار است۔ حق تعالیٰ سلامت دارد۔ از وست :۔

کون سا تیر ناز یار نہیں
جو کلیجے کے وار پار نہیں

---

(۱) یہ عبارت حاشیے پر درج ہے۔

Marfat.com

دل نہ کر قصد سیر کوچۂ زلف
زندگانی کا اعتبار نہیں
کس کے سینہ میں. شعلہ رویوں کا
ایک دو داغ یادگار نہیں
آشنائی تجھے خدا کی قسم
اب مجھے تاب انتظار نہیں
مثل سیماب آتش غم سے
دل بے تاب کو قرار نہیں
اوس کی تیغ نگہ کے زخموں کا
اپنے سینے میں کچھ شمار نہیں
جیب و داماں کو کیا ہوا نالاں
ان دنوں رشک لالہ زار نہیں

شب کو مثل شمع تو روتا ہے کیا
صبح تک تو دیکھ لے ہوتا ہے کیا
داغ دل تو ہے کسی کا یادگار
آنسوؤں سے اس کو تو دھوتا ہے کیا
سرزمین عشق میں کر کشت کار
دل میں تخم یاس تو بوتا ہے کیا
ہار دے دل مت قمار عشق میں
جیتی بازی ہاتھ سے کھوتا ہے کیا

Marfat.com

گر ارادہ وصل کا رکھتا ہے تو
پھر نالاں اس قدر سوتا ہے کیا

نادرؔ

شیخ نظام الدین علی، نادر تخلص۔ ساکن شاہجہاں آباد۔ در [تذ]کرۂ احوال ایشاں مرقوم نیست۔ لکن ایں غزل از مرزا الف بیگ رسیدہ۔ از دست :-

بد وضع کو کون چاہے گو کہ وہ اشراف ہو
کون لیتا ہے وہ نافہ جس میں آوے بوے شیر
حسن کی صافی نہ ہو گی خط کے بنرے مٹ گھٹا
سانپ تو جاتا رہا پیٹے سے کیا ہوئے لکیر
راست رو ہے تو اگر نادر تو کج روسے نہ مل
دیکھ تو کج سے کماں کی کس طرح بھاگے ہے تیر

ولیؔ

واقف رموز خفی وجلی، ولی۔ اسم باسمی بود، صاحب دیوان می گویند کہ در شاہجہاں آباد آمدہ بود و بخدمت حضرت شاہ . . . . واز اشعار خود پارۂ خواندہ چیزے در حق ولے فرمودند۔ چناں شہرت یافتہ کہ احتیاج تعریف ندارد۔ حق تعالیٰ رحمت کند۔ مقبول ولی اللہ بود۔ بہ سخن او قبولیت کلی دارد۔ از دست :-

اے غنچہ نہ کر تو فخر، یہ دل
تکمہ ہے سخن کی بکتری کا

Marfat.com

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت
برنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی
ہوش عاشق رم غزال ہوا

کیوں کے سیری ہو حسن سے تیرے
دھوپ کھانے سے پیٹ بھرتا ہے

اے جان دل وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے تو

کیا غم ہو اوس کو گرمی خورشید حشر سے
بخت سیاہ جس کے سر اوپر ہے سائباں

مت راہ دے رقیب سیہ رو کو ایک بار
ڈریے ہزار بار بلائے مہیب سوں

دشمن دیں کا دین دشمن ہے
راہزن کو چراغ رہزن ہے

Marfat.com

آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے اس کو
کرتی ہے نگہ جس قد نازک پہ گرانی

کہاں ہے آج یارب جلوہ مستانہ ساقی
کہ دل سے تاب جی سے صبر سر سے ہوش لیجاوے

جلد چل ٹک عشق کی رہ میں کہ تا پہنچے کہیں
سالکی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

سن ولی رہنے کو دنیا میں مقام عاشق
کوچۂ زلف ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

دل چھوڑ کے یار کیوں کے جاوے
زخمی ہے شکار کیوں کے جاوے

ولایت

میر[1] ولایت اللہ خاں ساکن شاہجہاں آباد۔ بعد ترک روزگار شاہ ولایت موسوم شدند و ولایت تخلص نمودند۔ از دست :-

ہماری نیستی ہے حق کی ہستی
جہاں تک ہم نہیں واں تک خدا ہے

(۱) ولایت کا ذکر حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

وحشی

"[1] میر بخش، وحشی تخلص۔ ساکن شاہ جہاں آباد۔

واقف

از واقف شاہ۔

خوں اہل فنا کو ہے فنا ہی سے مدام
خندہ بخش شمع نت خمیازہ گلگیر ہے

اول شق ہاد ابند تھی اس سے قاصد
اب تو کیا بات ہے استاد ہوا ہوئے گا

وارث

از شیخ محمد وارث۔ وارث تخلص، شاگرد میاں شاہ غلام قطب الدین الہ آبادی
قدس سرہ۔ از دست :۔

وارثا اپنا دل سوزاں تو کر شمع مزار
ورنہ ہو جاویں گے آخر چراغ گل کے گل

لاکھوں کڑیوں کے تئیں دیکھا اوٹھاتے لیکن
جوگرا دیدۂ و دل سے وہ اوٹھایا نہ گیا

---

[1] وحشی کا ذکر ناتمام ہے اور حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

(۱) ہم تو ہستی میں سبک مثل صبا رہتے ہیں
بار خاطر نہ کسی کے نہ غبار دامن

از مولوی خیر الدین گوینہ

والہ

مبارک علی والہ پسر شاہ قدرت اللہ سلمہ اللہ۔

ان دنوں تھم رہے ہیں ہائے سرشک
لخت دل تو ہی آ بجائے سرشک

یار غیروں کا ہوا یار خدا خیر کرے
ہم کو دینے لگا آزار خدا خیر کرے

خواب غفلت ستی ٹک چونک تو اے والہ
آج بالیں پہ ترے اس کے قدم آتے ہیں

---

(۲) ۔۔۔۔۔۔ جس نے یک نظر دیکھا
پھر اوسے ہم نے چشم تر دیکھا
اب ترا آسرا ہے آہ سحر
نالہ شب کو بے اثر دیکھا

---

(۱) یہ شعر حاشیے پر درج ہے۔
(۲) آخری تین شعر حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

لخت دل جم رہے ہیں آنکھوں میں
تخم الفت کا یہ اثر دیکھا

ہمدم

میر محفوظ علی ہمدم تخلص خلف میر محمد حیات حسرت موصوف۔ ساکن عظیم آباد
دریں روزہا در مرشد آباد تشریف می دارند۔ از وست :۔

گو گور میں نہ کھولیں جیب کفن ہمارا
کچھ واں بھی کر رہے گا دیوانہ پن ہمارا

سخت مشکل ہے آشنا ہونا
بے وفاؤں سے باوفا ہونا

یوں ہی ویران رہا یہ خانۂ دل
تیرے ناوک کا اس میں گھر نہ ہوا

واہ وا ایسے ہی قرار کیا
ایک شب کے تئیں ہزار کیا

ملے ہے دیدہ و دانستہ سب سے
اٹھاتا ہے مری چھاتی پہ دیوار

Marfat.com

میاں وہم دو کا رہے ان دنوں میں
یہ دل نو گرفتار ہے ان دنوں میں

تن جلے شمع وار اب کب تک
دل رہے داغ دار اب کب تک
رات دن صبح و شام ہے وعدہ
اے تغافل شعار اب کب تک

وقفِ ناوک کیا جگر اپنا
تیر اس پر سرا ہیے ہمدم
آہ کی بھی نہیں رہی طاقت
آہ کیوں کر کراہیے ہمدم

تونے اپنا گر ہمیں جانا نہیں
دوست دشمن اپنا پہچانا نہیں

سنے حال پروانے کا یا الٰہی
زباں کے عوض شمع کو گوش ہووے
ملے کیوں نہ آئینہ گرد اپنے منہ پر
جہاں اس صفا کا پڑوسی ہووے

---

(۱) آخر میں چھ شعر حاشیے پر درج ہیں۔

Marfat.com

نکلتا ہے جی اس کی باتوں پہ یارو
کسی طرح ہمدم بھی خاموش ہووے

ہدایت

میاں[1] ہدایت اللہ۔ ہدایت تخلص۔ از دہلی است۔ ریختہ را بطرزی گوید۔ از یاران خواجہ میر صاحب است۔ از وست :-

حیرت میں ہوں کہ تیرے تئیں اے شب فراق
ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا

قطعہ

بھلا بتا دے مری جان کچھ ہدایت نے
تمھارے جور سے شکوہ کبھی کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو
کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات
روتے ہی روتے گزری ساری رات

تجھ بن اے خونخوار ہر دم یاں دم شمشیر ہے
سانس جب الٹی ہے گویا بازگشت تیر ہے

---

(1) نکات ص ۱۲۵

Marfat.com

ہاتفی

ہاتفی راست[1]

تیری انکھاں ہور زلف سے کافر ہوا سارا جہاں
اسلام ہور تقویٰ کہاں، زہد اور مسلمانی کدھر

ہاشم

ہاشم راست[2] :

دکن ہور ہند کے دلبر ہمیں سے بے حجاب اچھے
کر مکھڑے چاند سے پر جن کے خط پیچ و تاب اچھے

یک رنگ

مصطفےٰ خاں یکرنگ، شاعر ریختہ، معاصر میاں آبرو[3] می گویند کہ بسیار آشنائے درست بود۔ از دست :-

ترک عاشق نے ننگ و نام کیا
کام اپنا جو تھا تمام کیا

لب شیریں سے بے زبانوں کو
بولنا تلخ کام ہے تیرا
ہاتھ اٹھا جور اور جفا سے تو
بھی گویا سلام ہے تیرا

---

(۱) نکات ص ۱۰۳
(۲) نکات ص ۱۰۳
(۳) نکات ص ۳۶

Marfat.com

در مرثیہ حضرت امام الہمام امام حسین علیہ السلام می گوید :-

زخمی برنگ گل ہیں شہیدان کربلا
گلزار کے نمط ہے بیابان کربلا
کھانے چلا ہے زخم ستم ظالموں کے ہاتھ
دھو ہاتھ زندگی سیتے مہمان کربلا
اندھیر ہے جہاں میں کراب شامیوں کے ہاتھ
ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

نہ کر گوہر سیتے ہرگز برابر
اگر معلوم ہے رتبہ سخن کا

مجھے مت بوجھ پیارے اپنا دشمن
کوئی دشمن بھی ہو ہے اپنی جاں کا

کم نہیں کچھ بوے گل سیتے فغان عندلیب
برگ گل سے ہیگی نازک تر زبان عندلیب

سنو حسن کے شاہ و گدا ہیں
رکھیں ہیں خوب رو ظاہر کرامات
خیال چشم و ابرو کر کے تیرا
کوئی مسجد گیا، کوئی خرابات

Marfat.com

سچ کہے جو کوئی سو مارا جائے
راستی ہیگی دار کی صورت

نقی میر در تذکرۂ خودی نویسند کہ با عتقاد فقیر بجائے "سچ" حرف "حق" اولیٰ است :-

بدانکہ "سچ" ہندی و "راست" فارسی و "حق" عربی۔ ہر سہ یک معنی دارد غالب است کہ شاعر از حرف حق غافل نباشد لیکن مثل مشہور ہمیں طور است: سچ کہے جو کوئی سو مارا جائے۔ "حق کہے جو کوئی سو مارا جاوے" ایں مشہور نیست۔ و در مثل دخل نمودن درست نیست و "حق" برائے دار خوب است اگر مثل نمی بود، مضائقہ نداشت۔ سوائے ازیں .... معنی غریب۔ لفظ سچ است وانصاف شرط است۔ احقر طرف نمی کند۔

پھر گیا ہم سے ہائے وہ سر رو
سرد مہری عشتے ہوا کی طرح

بنا بر مصلحت ہے یہ جو تم سے
رہا ہے روٹھ دن دو چار یک رنگ

محبت کا عجب یک رنگ ہے رنگ
کبھی عاشق کبھی معشوق ہیں ہم

دریں شعر تخلص لطف نمی دہد، مصرع ثانی متحمل بر نیرنگی است، یک رنگی فائدہ نمی کند۔

تا گلے تیرے لگوں لے یار میں
روٹھتا ہوا اس سبب ہر بار میں

Marfat.com

کیوں کھینچتے ہو تیغ سجن ہم میں دم نہیں
پنہاں نگہ تمھاری یہ گپتی سے کم نہیں

کہتے ہیں ہم پکارے سنو کان دھر سجن
گر غیر سے ملوگے تو دیکھوگے ہم نہیں

تجھ زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال
یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

پارسائی اور جوانی کیوں کے ہو
ایک جا گہ آگ و پانی کیوں کے ہو

اس پری پیکر کو مت انسان بوجھ
شک میں کیوں پڑتا ہے اے دل جان بوجھ

برگ حنا اوپر لکھو احوال دل میرا
شاید کبھی تو جا لگے اس دل ربا کے ہاتھ

جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل
دل بلبل شکستہ کرتا ہے

دیکھو یہ کیا رچاتا ہے
میرا صبر و قرار جاتا ہے

Marfat.com

گر خبر لینا ہے تو اے صیاد
ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

کیا جانیے وصال ترا ہو کسے نصیب
ہم تو ترے فراق میں اے یار مر گئے

نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے
نہ مجھ کو وہ دماغ اور دل رہا ہے

جس کے درد دل میں کچھ تاثیر ہے
گر جواں ہے وہ تو میرا پیر ہے

چشم پیارے کے دیکھ مژگاں میں
گویا سبزے کے بیچ آہو ہے

اوس کو مت بوجھو سجن اوروں کی طرح
مصطفیٰ خاں آشنا یک رنگ ہے

تقی میری نویسد کہ اگر شعر من بود، پیش مصرع ایں قسم موزوں می کردم :-

مت تلون اس میں سمجھے آپ سا
مصطفیٰ خاں آشنا یکرنگ ہے

مصطفیٰ خاں در مصرع اول مذمت رقیباں نمودہ است۔ تقی میر تلون کہ شیوۂ

Marfat.com

مشوقانست موزوں کردہ اند، بہر صورت شعر خوبست۔

اب تو تمھیں نباہے ہی ہم سے سجن پڑے
ہم سب طرح سوں ہار تمھارے گلے پڑے
یکرنگ پاس کیا ہے سجن اور کچھ بساط
رکھتا ہے دو نین جو کہو تو نظر کرے

یکرو

عبدالوہاب، یکرو تخلص، شاگرد میاں آبرو۔ تقی میر در تذکرۂ خود می نویسند کہ ہیچ مدانِ فنِ ریختہ بود لکن ہیچمداں نمی شمرد۔ از وست:۔

دل پر مرے ہیں داغ ترے ہجر کے کئی
گنتی میں جن کی عمر مری سب گزر گئی

یقین

مظہر خاص رب العالمین، انعام اللہ خاں یقین غفرلہ، تقی میر در تذکرۂ خود می نویسند کہ:۔

"انعام اللہ خاں یقین تخلص، شاعر ریختہ، صاحب دیوان۔ ازبسکہ اشتہار دارد، قابل تعریف و توصیف نیست و تربیت کردۂ مرزا مظہر است۔ پدرش اظہرالدین خان نام دارد و باجدش در سرہند ملاقات کردہ بودم، بسیار آدم بامزہ یافتہ، بسلوک پیش می آمد و ضیافت فقیر کردہ تا دیر نشستہ، صحبت مستوفی داشتم۔ شعر فارسی بطرزی گویہ آدم بر سر مطلب۔ میاں یقین را مرد ماں می گفتند کہ مرزا مظہر او را شعر گفتہ می دہد و وامث شعرہائے ریختہ خود گردانیدہ۔ از قبول کردن ایں سعنیش بندہ را خندہ می ید

Marfat.com

کہ ہمہ چیز بوارث می رسد الا شعر، مثلاً کسے بر شعر پدر خود یا مضمون او متصرف شود، ہمہ کس او را دزد خواہند گفت تا بہ شعر استاد چہ رسد۔ (۱)

جواب:۔ احقر از انعام اللہ خاں یقین و از اظہر الدین خاں صاحب سلامت ندارد و بخانۂ جد ایشاں چیزے نخوردہ کہ حق نمک ادا بکند۔ آنچہ در فہم آمد نوشتہ می شود۔ کسے را کہ اندک شعور است دریافت خواہد نمود۔ اول دریں احتمال صدق و کذب می آید و دوست نقصان دوست نخواہد کرد و روادار خفت نخواہد شد مگر دشمن۔ گفتہ دشمن چہ اعتبار دارد۔ چنانچہ بزرگاں گفتہ اند: باطل است آنچہ مدعی گوید۔

ونیز باید دانست آنچہ شعر مرزا مظہر سلمہ اللہ تعالیٰ خود فرمودہ است، بنام او مشہور و معروف است و آنچہ یقین غفر لہ گفتہ است بنام او مشہور است و در تذکرۂ سید فتح علی تبریزی نیز مرقوم است۔ و ایں قدر ہمہ مردم می دانند کہ مرزا شعر یقین را اصلاح فرمودہ است۔ اگر غلطی در شعر یقین یابند، البتہ الزام آں آید، طرف مرزا می شود نزدیک ناقصاں، نزدیک کاملاں نہ۔ ازیں سبب کہ مرزا انسانست و انسان مرکب از خطا و نسیان است، مضائقہ ندارد۔ بوقت اصلاح غلطی در خاطر مبارک او نہ آمدہ باشد۔ و اینکہ می گوید کہ شعر مرزا گفتہ او را دادہ اند، شاگرد است اگر یک مصرع و یا یک بیت در اوائل فکر گفتہ دادن کہ مرداں تحسین کنند تا زیادہ دل ایشاں باعث آفریں را غب شود، باک نیست۔ اکثر استاداں کردہ اند۔ دریں صورت دزدی یقین ثابت نمی شود کہ مرزا خود مرحمت فرمودہ است۔ و آنچہ شعر کہ بنام مرزا مشہور است، اگر یقین بنام خود شہرت دہد، البتہ دزدی او ظاہر گردد۔ ایں خود نیست مگر بحث از تہمت ہمہ کس ناگزیر است۔

---

(۱) نکات ص ۸۲

Marfat.com

ونیز باید دانست کہ استاداں بایں نیت شاگرد را وارث اشعار خود ہا نمودہ اند کہ در حضور یا غیبت دیوان استاد درست نمایند و ہر جا کہ غلطی از بشریت ماندہ باشد آں را درست سازند، باک نیست۔ اکثر بزرگاں بعد وفات دیوان استاد خود درست نمودہ اند چنانچہ حضرت مولوی جامی دیوان استاد خود درست کردہ اند و میر باقر حزیں دیوان و ساقی نامہ وغیرہ را حوالہ میر محمد حیات حسرت پیش از انتقالِ خود بایں نیت نمودہ بودند کہ درست نمایند و ہر جا کہ غلطی ماندہ باشد، آں را رفع سازند لکن در حقیقت کمال شاگرد عین کمال استاد است کہ درست نمودہ چنانچہ فرمودۂ فخر شاگرد ہنرمند بہ استاد رسد۔ و ایں وصیت کسے استاد در حق شاگرد نکردہ است کہ شعر من بنام خود خواہید خواند۔ بفرزندی دہند شاگرد معلوم۔ مرزا کامل بشر است، چگونہ روا دار خفتِ لقین خواہد شد۔ و یقین ہم عاقل و بالغ بود، ہرگز قبول نکردہ باشد۔ و فہم ایں مقدمہ دور نیست، طفل ہم می داند کہ شعر کسے در کارِ کسے نمی آید۔ انچہ خلاف عقل و رواج باشد براں اعتبار نباید کرد کہ مردماں بیشتر باہم مخالف اند چنانچہ کفار مذمت اسلام و اہل اسلام می کردند و بجاے نفریں، آفریں بر عقل و فراست خود ہا نمودند۔ مرزا مرد مسلمان است و یقین ہم مسلمان بود۔ اکثر مردم از و راضی بودند و اکثر ناراضے۔ منافق است کہ ہم راضی باشند۔ ہر چند شیخ سعدی قدس سرہ فرمودہ :.....

لکن ایں ہم بزرگاں گفتہ اند :-

جو کوئی دیکھے اندھے کے تیں چاہ پر

تو لازم ہے لاوے اسے راہ پر

بنا بر نوشتہ والا نہ مرا ازیں چیز ہا چہ کا ۔

و باز تقی میری نویسند :-

Marfat.com

" پر و پوچ چندے کہ یافتہ است کہ ما و شما نیز توانم یافت۔ ایں قدر برخود چیدہ است کہ رعونت فرعون پیش او پشت دست بر زمین می گزارد۔ بعد از ملاقات ایں قدر خود معلوم شد کہ ذائقہ شعر فہمی مطلق نمی دارد۔ و شاید از ہمیں راہ مرداں گرایاں ناموزونیت درحق او داشتہ باشند۔ بجمعے بر ایں اتفاق دارند کہ شاعری او یقینی نیست چرا کہ شاعر ایں قسم کم فہم نمی باشد۔"

در خاطر احقر می آید کہ شاعراں شاگرد حق سبحانہ تعالیٰ و تقدس اند۔ چنانچہ در خطبۂ مفصل بقید قلم آوردہ و در جناب اقدس، سعدی می فرماید :

مراور سد یا و منی
کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

اگر گاہے شاگرد او سبحانہ دعویٰ انا لاغیری، نماید، می سزد۔ میاں اصالت خاں ثابت مذکور گفتند کہ شخصے تقی نام شاعر در دشت او بار پا پیادہ می رفت۔ شاہ قدرت اللہ قدرت تخلص ہمشیرزادہ میر شمس الدین فقیر غفرلہ بر احوال او رحم نمودہ، بر رتبہ خود سوار کردہ، چہار منزل آوردہ۔ در اثنائے راہ شاعر مذکور از راہ غرور با شاہ موصوف یک حرف نگفتہ۔ بجا است کہ رعونت فرعون پشت دست بر زمین می گزارد و اگر ذائقہ شعر فہمی می داشت، از شاہ قدرت اللہ سخن می آمد!

بہر حال اہل غرور ناقص العقل اند، از ایں سبب اہل غیرت را صاحب غرور مثل خود تصور نمودہ، شکوہ می نمایند۔ اگر یقین واقعی غرورے داشت، سید فتح علی تبریزی ہم در تذکرۂ خود می نوشت۔ و مرزا محمد رفیع سودا مصرع یقین را نخس نمی فرمودہ و آں مصرع کہ تضمین فرمودہ است، ایں است :-

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

Marfat.com

بازنیق میری نویسند کہ :-

" از شخصے منقول است کہ بر خانۂ عطیۃ اللہ خاں پسر نواب عنایت اللہ خاں مرحوم یقین نشستہ بود و می گفت کہ ازاں روزے کہ مرزا دستِ استادی از سرمن برداشتہ است، شعرمن ترقی کردہ۔ شخص مذکور ایں مصرع نظامی بہ آواز بلند پیش حضار مجلس خواندند۔ آں مرغ کو خایہ زریں نہاد، حاصل او را بیضہ در کلاہ شکست "۔

یاراں بشنوید ! دروغ گو را حافظہ نی باشد۔ گاہے می گویند کہ یقین فہم و فراست شاعری ندارد و گاہے می نویسند کہ استادیِ مرزا بخاطر نی آرد۔ ازیں معلوم می شود کہ ہمہ غلط است۔

یقین مردے خوب بود بلکہ مثل گل بود کہ در خار زندگی می نمود۔ ناچار بجنت شتافت۔

سوائے ازیں، میر صاحب انصاف فرمایند کہ یقین در دیوان خود گفتہ رفتہ است :-

جوں نما ز اپنے پہ صبح و شام لازم کر یقیں
حضرت استاد یعنی شاہ مظہر کی ثنا

ثنائے مرزا مظہر از تحریر بہ اثبات می رسد، و مذمت از گفتہ مخالف۔ وپیش تحریر تقریر بکار نی آید !!
باز می نویسد کہ :-

" میاں ثاقب کہ احوال او بالا مرقوم گشتہ، نقل می کرد کہ من محض برائے امتحان بخانہ او رفتم و یک غزل طرح کردم۔ من غزل بانصرام رسانیدم و از و مصرع موزوں نشدہ، واللہ اعلم "۔

Marfat.com

جواب ایں مفصل دراحوال ثاقب نوشتہ شدہ، قدرے ایں جاہم می نگارد۔ تقی میر در تذکرۂ خود درحق میاں ثاقب نوشتہ اند کہ ہمہ چیزمی دانند و ہیچ نمی دانند، اصل است کہ ہیچ نمی دانند۔ بس کسے کہ ہیچ ندانستہ باشد چگونہ مثل یقین شاعرہم طرح او شود۔ اگر ہم چشم خود دانست، چیزے می فرمود و ایں ہم احتمال دارد کہ آں غزل میاں ثاقب پیشتر گفتہ باشند و بسمع میاں یقیں رسیدہ باشد، از راہ ستاری چیزے نگفتہ باشد۔

باز می نویسد کہ :

" میاں محمد حسین کلیم کہ احوالش گزشت، قصیدۂ گفتہ مسمی روضتہ الشعرا در و نام تمام شعرا را نقل کردہ۔ ازاں جملہ نام ایشاں را نیز آوردہ لکن بکنایۂ غریبے کہ سخن فہم می فہمد و آں اینست :

یقیں کے شعر پر ہیں بدگماں بعضے کہ اس کے نیں
غلط ہے ہم نے بوجھا ہے گا مرزا جان جاناں کو "

میاں محمد حسین کلیم ایں شعر برائے رفع بدگمانی تقی میر وغیرہ نوشتہ اند، و ایں زا صاحبان بدگماں در حق خود نہ فہمیدہ اند بنابر گناہ بطرف یقیں تصور نمودہ اند۔ وائے بر حال سخن کہ بسخنداں نہ رسد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، " ظن المومنین خیر" آنکس مومن نیست کہ ظن او خیر نباشد، بد باشد۔

باز می نویسند کہ :

" در بزرگ زادگی و شرافت و نجابت میاں یقیں سخنے نیست۔ از خانوادۂ بزرگ است۔ با بندہ ہم آشنائے سرسری دارد "

یاراں بفہمید کہ از زبان تقی میر معلوم شدہ کہ یقیں بزرگ زادہ است و آشنائی سرسری دارد، بنا بر تقی میر ایں قدر نوشتہ اند کہ از احوال آں مفصل آگاہی

Marfat.com

ندارد۔ ایں جانا انصافی تقی میر ظاہر و معلوم می شود کہ از احوال یقین مفصل واقف نیستند و ایں چنیں در کتاب می نویسند ! آشنائے سرسری را چہ اعتبار؟ انساں دریافتہ نمی شود مگر بسیار بدیر !!

نقل است کہ شخصے بزرگے بود، بنام ہر کس کہ در مجلس او بتقریب می آمد، می فرمود کہ از ما خوب است۔ شخصے پرسید کہ حضرت ! ہر کس را از خود خوب می فرمایند، فہمیدہ نمی شود۔ فرمودند کہ احوال خود معلوم است، احوال دیگراں معلوم نیست، پس خوب باید گفت، مبادا خلاف شان او واقع شود، گناہ لازم آید۔ "چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی" و حضرت مولوی می فرمایند: مرد آخر بیں مبارک بندہ است۔

روزے بر سر تقریب انتخاب میاں محمد روشن جوشش گفتند کہ دیوان یقین چگونہ انتخاب خواہید نمود کہ تمام غزل او قابل انتخاب است۔ نزد ایں فہم واقعی است کہ تمام دیوان یقین انتخاب است۔ ناچار قدرے بنویسد۔ اول آنچہ تقی میر در تذکرۂ خود نوشتہ اند، نوشتہ می شود و آں اینست :

دل میں زاہد کے جو جنت کی ہوا کی ہے ہوس
کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا

روا گر دیجیے اس کو بھی تو کچھ عیب نہیں
آئینہ سے بھی گیا گیا دل حیراں میرا

یقیں اس کے در دنداں کی باتیں جو کیا چاہے
صدف کی طرح دھولے آب گوہر سے دہن اپنا

Marfat.com

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامے کا بند
برگ گل کی طرح ہر ناخن معطر ہوگیا

نقی میر در تذکرۂ خود نوشتہ است کہ:

"شعر یقین لفظاً لفظاً تبدل راے آنند رام مخلص است کہ گزشت۔ طرفہ تر اینکہ آنہم در سلیقہ سرقہ یکہ بودہ است۔ خداوند کہ ایں معنی در اصل از کیست شعر اینست:

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما"

ایں جا گمان نقی میر بیجا است۔ اگر آنند رام مخلص ایں شعر اول می گفت، بنام او مشہور می شد کہ مضمون عالی بود۔ شعر میاں یقین مغفور مدت است کہ میر علی اسمٰعیل مستمند تخلص از شاہجہان آباد یاد کردہ بطریق تحفہ بشاعران عظیم آباد آوردہ و از آں جا بہ مرشد آباد و بہ پرینہ وغیرہ رسیدہ۔ بعد ازاں دیوان ایشاں رواج یافتہ و شعر آنند رام مخلص در تذکرہ نوشتہ دیدہ، از زبان کسے نہ شنیدہ۔ غالب است کہ دزدی کردہ باشد۔

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہوگیا

یقیں سوز و گداز اپنے کو گر اظہار میں کرتا
خدا شاہد ہے آتش کا بھی زہرہ آب ہو جاتا

اگر ہر گز نہیں اس شوخ کی خاطر نشاں کرتا
خدا جانے وفا میری کے حق میں کیا گماں ہوتا

Marfat.com

زباں فولاد کی ہو جب جواب کوہکن دیوے
تماشا ہوتا گر پرویز کا عشق امتحاں کرتا

کہتے ہیں کہ تسخیریں آئینے کو آتی ہیں
دل سے نہ ہوا جو کچھ، آئینے سے کیا ہوگا

نہ دیتا عیش کی خسرو کو فرصت قصرِ شیریں میں
جو میں ہوتا تو جائے شیر جوئے خوں رواں کرتا

ناچار ے دل اپنا گیا گور میں یقیں
اس جنس کا جہاں میں [کوئی] قدرداں تھا

عاشق اور معشوق عالم کی سند کرتے ہیں سب
تجھ سے غم خواری کی طرح اور مجھ سے غم کھانے کی طرح

اب جو آ بیٹھیں قفس کے بام پر مقدور نیں
حیف ہم پہلے نہ بوجھی اپنے بال و پر کی قدر

کیا کروں مژگان تر کی ابر نے ڈالا ہے شور
آج بادل بے طرح امڈے ہیں یہ برسیں گے زور

Marfat.com

خال گوشۂ لب کا لیتا ہے مرے دل کو چرا
اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پھرتے ہیں چور

دل نہیں کھنچتا ہے بن مجنوں بیاباں کی طرف
خوش نہیں آتا نظر کرنا غزالاں کی طرف
اس ہوا میں رحم کر ساقی کہ بے جام شراب
دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باراں کی طرف

ہمارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
یہ سب کچھ سن کے ساقی بات پی جانے کا کیا حاصل

جب دیکھتا ہوں تنہا تجھ کو سجن چمن میں
کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میرے من میں
مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو
کیا عیش کر گیا ہے ظالم دوانہ پن میں

نقش، میری نویسند :-

" اگر بجائے خوش نصیبی، خوش معاشی می گفت ایں شعر بسیار تازہ می شد "

در خاطر احقر الناس می آید کہ ہمہ چیز از نصیب تعلق دارد چنانچہ گفتہ :
انچہ نصیب قسمت، بتوی رسد، کسے کہ چیزے در ظاہر بہ تدبیر بہم رساند و بے جا خرچ می نماید، آں را خوش معاشی می گویند۔ و دیوانہ پن محض از نصیب بدست

Marfat.com

می آید بنا بر خوش نصیبی گفتہ۔ و خوش معاشی از عقل تعلق دارد و دیوان پن از بے عقلی۔ پس سودا را خوش معاش نباید گفت۔ ایں جا رائے میر غلطی کردہ است، لہٰذا مرداں می گویند کہ شعور کلی دریں فن ندارد، خان آرزو دیوان درست کردہ دادہ است، چنانچہ کسے گفتہ است :

ہر ورق پر ہے میر کے اصلاح
لوگ جانے ہیں سہو کاتب ہے

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اس کو کہتے ہیں
پھر اٹھنا بے دماغوں کا قیامت اسکو کہتے ہیں

[نہ گزرا ہوگا مجھ سا کوئی رنگیں باؤلے پن میں]
گریباں آپڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں
یقیں سے جلتے بلتے کی خبر کیا بوجھ کر لو گے
پڑا ہے گا دوانہ سوختہ سا کنج گلشن میں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں
مرتا ہے یہ دیوانہ اب کھول دو زنجیریں

وہ ناخن ابروے خوباں سے خوشنما تر ہے
کسو کے کام کی جس سے کوئی گرہ وا ہو

Marfat.com

خواب میں کس طرح دیکھوں تجھ کو بے خوابی کے ساتھ
جمع آسائش کہاں ہوتی ہے بے تابی کے ساتھ
مفت نیں لیتے وفا کو شہر خوباں میں بعیتیں
کس قدر بے قدر ہے یہ جنس نایابی کے ساتھ

زنجیر میں زلفوں کی پھنس جانے کو کیا کہیئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے

اگرچہ عشق میں آفت بھی ہے بلا بھی ہے
نرا بُرا نہیں یہ شغل کچھ بھلا بھی ہے
اس اشک رآہ سے سودا بگڑ جاوے کہیں
یہ دل کچھ آب رسیدہ بھی ہے جلا بھی ہے
یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا
کسی کا دل کبھی پاؤں تلے ملا بھی ہے

ایک پل بھی ٹھہرتا ہائے آنسو کی طرح
اس دل بے تاب کی کوئی تسلی کیا کرے
وصل کی گرمی سے مجھ کو ضعف آتا ہے یقیں
دیکھیے مجھ ساتھ خوبوں کی جدائی کیا کرے

اس بسنتی پوش سے آغوش رنگیں کیجیے
جی میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

Marfat.com

مزے سے عشق کے دوزخ بھی اس فرقہ پہ جنت ہے
خدا ہم کو کرے محشور امت میں محبت کی

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالا کرتا ہوں
مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

[دوانہ ہوں میں اپنے جیو سے مجنوں کے سلیقے کا]
مزہ لے لے کے مرنے کی طرح فرہاد کیا جانے

یار اگر منظور ہے دنیا تو عقبیٰ سے گزر
منزل مقصود ہے دونوں جہانوں کے پرے

خوش آئی ہے مجھے یہ بات اک مجنون عریاں سے
کیا کیجیے کہاں تک چاک گزرے اس گریباں سے

میر در تذکرۂ خودمی نویسد کہ فقیر نیز یک شعر دارد، قریب ہمیں معنی و بہ اعتقاد خود بمراتب ازیں شعر بہتری داند و ایں است :-

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے
اب گریباں ہی سے ہاتھ اٹھایا ہم نے

ہر گاہ خودمی نویسند کہ قریب ہمیں معنی۔ ضرور نیست کہ چیزے در جواب نوشتہ بود لکن یاراں انصاف فرمائید، بنائے شعر بر مضمون مصرع ثانی است۔ مضمون مصرع ثانی تقی میر ہماں است انچہ یقین گفتہ۔ مگر مصرع اول یقیں برائے رعایت مصرع ثانی لفظ

Marfat.com

مجنوں و عریانی آوردہ است و ایشاں ایں چنیں آوردہ اند لکن زبان مصرع اول یقیں خوب است۔ نزدیک صاحب مصرع ثانی ایشاں خوب نیست۔ اگر ایں طور می گفتند، اندک خوب می شد :-

چاک ہوتا ہی گیا جوں جوں سلایا ہم نے

مثل مشہور است: "پھٹے کا کیا پھٹے گا" (چاک پر چاک خوب نیست) سوائے لفظ عریانی در مصرع یقیں ہیچ نگذاشتہ است۔ "چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے"، دریں مصرع نام و نشاں جامہ باقی می ماند۔ دریں صورت مصرع یقیں اولی است۔ شعر فہمی میر صاحب معلوم شد، بنا بر بزرگے فرمودہ

شعر گفتن گرچہ در سفتن بود
لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

و سوائے ازیں میاں یقیں صاحب دیوان بود، تقی میر مالک یک شعر بودند۔ چنانچہ سید فتح علی تبریزی آں شعر را در تذکرۂ خود نقل کردہ است[1] :

انتخاب سید فتح علی تبریزی :-

صاحب تلاش معنی رنگیں، انعام اللہ خاں یقیں۔ پسر اظہر الدین خاں بہادر مبارک جنگ، نبیرۂ حضرت شیخ مجدد الف ثانیست و نبیۂ نواب حمید الدین خاں مرحوم، شہباز خیالش بصید معنی بلند پرواز است و ہمائے اندیشہ اش۔ بر قلۂ قاف سخن بہ پر فشانی ممتاز است۔ بے اغراق ریختہ گوئی را بر طاق بلند گزاشتہ و تخم معنی در زمین کاشتہ۔ استفادہ سخن از افادت گاہ میرزا جان جاں مظہر گرفتہ۔ چنانچہ

---

(۱) گردیزی نے اپنے تذکرے میں (ص ۱۳۸) میر کا صرف ایک شعر نقل کیا ہے۔ شعر یہ ہے :-

بھلا تم نقد دل لے کر ہمیں دشمن گنواب تو
کبھو کچھ ہم بھی کر لیں گے حساب دوستاں در دل

Marfat.com

می گوید :

جوں نماز اپنے پہ صبح و شام لازم کریقیں
حضرت استاد یعنی شاہ مظہر کی ثنا

با مولف اخلاص خالص دارد و اکثر با ملاقات می پردازد۔ از وست :

ہے تیرے داغ سے تر سینۂ سوزاں میرا
آب و رنگ آگ سے رکھتا ہے گلستاں میرا
غم کے ہاتھوں نہ رہا کچھ بھی رفو کے قابل
بسکہ سو بار ہوا چاک گریباں میرا

اڑا دی ان ہوا نے مشت خاک بے کشاں ناحق
غبار ان کا اگر رہتا تو پیمانے کے کام آتا
یہ کوہ طور سرمہ ہو گیا سارا ہی کیا کہیے
کوئی پتھر اگر بچتا تو دیوانے کے کام آتا

ہمیشہ کھینچتا ہوں اشک خوں کو دار مژگاں پر
اگر رونے کو میرے دیکھتا منصور رو دیتا

ہے زخم مرا کاری اس سینے سے کیا ہوگا
اب مرنا ہی بہتر ہے اس جینے سے کیا ہوگا

طلا اس حسن کے شعلے کے آگے آب ہو جاتا
تجھے گر دیکھتا رو پا پگھل سیماب ہو جاتا

Marfat.com

کمی کی خنجر قاتل نے اس کی پیاس کے حق میں
کئی زخم اور اگر لگتے تو دل سیراب ہو جاتا
اگر تجھ کو زلیخا دیکھتی سب کچھ بسر جاتی
تماشا ماہ کنعانی کا اس کو خواب ہو جاتا

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا
ہموں نے ہجر سے کچھ وصل میں دھڑکے بہت دیکھے
ہمارے حق میں اس راحت سے وہ آزار بہتر تھا

شکوہ ہجر سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہیں
یقیں سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا

اجل نے کوہکن کی خوب رکھی شرم خسرو کی
دگرنہ اس کے سنگ زور کو یہ کب اٹھا سکتا

یہ (دل) ایسا خراب کوچہ و بازار کیوں ہوتا
اگر ملتا نہ اتنا گل رخوں سے خار کیوں ہوتا
تری الفت سے مرنا خوش نہیں آتا مجھے ورنہ
یہ ایسا کار آساں اس قدر دشوار کیوں ہوتا

Marfat.com

گرا ہیں آنکھ سے تیری جہاں کے ہاتھ کیا آیا
مجھے پٹکا زمیں میں آسماں کے ہاتھ کیا آیا
مرے ان آنسوؤں نے کھو دیا نور بصر میرا
یہ یوسف بیچ کر اس کارواں کے ہاتھ کیا آیا

اب جوں سرشک خاک سے سکتا نہیں ہوں اُٹھ
آگے میں دل کی آنکھ سے اتنا گرا نہ تھا

صبر کیجے کب تلک ناصح کر کر دیتا ہے عشق
حوصلے کا شہر غارت، خانۂ تمکیں خراب
پاؤں کو اپنے یقیں کی چشم گریاں پہ نہ رکھ
مت کرائے گل آب جو میں دامن رنگیں خراب

تری آنکھوں کی کیفیت کو میخانے سے کیا نسبت
نگہ کی گردشوں کو دور پیمانے سے کیا نسبت

تصور کر کے لیتا ہوں مزا میں اس کی باتوں کا
مرے اس چپکے رہنے کا ہے وہ شیریں سخن باعث

معنی ایں شعر بسیار بلند است، درحقیقت برابر ہزار شعر است و نوشتن ... مناسب حال است۔

Marfat.com

حق کو کب پہونچے بندے جب تک نہ ان لغوں سے دل
کیوں کر ہو زنجیر بن ایسے دوانے کا علاج

رنگ سے مہندی کے ہو جاتے ہیں آنسو لعل تر
رکھ کے ان پاؤں پہ سر کوئی اٹھا دے کس طرح

نہ میرے زخم سے مرہم کی آرزو گستاخ
مرے نہ چاک گریباں سے ہے رفو گستاخ

کون رکھے قامت جاں نا پہ تیرے جز یقیں
غیر شاعر کون دے اس مصرع موزوں کی داد

پوچھتا ہے خوب کیفیت نظارے کی یقیں
اس نگاہ مست سے لیتا ہے خانے کا حظ

اس ہوا میں رحم کر ساقی کہ بے جام شراب
دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باراں کی طرف

Marfat.com

فہرست و ترتیب شعرا

Marfat.com

شاعر	صفحہ	شاعر	صفحہ
آفتاب	۷۱	احمد شاہ	۸۶
انجام	۷۲	امین	۸۷
آرزو	۷۲	امامی	۹۵
آبرو	۷۴	انتظار	۱۰۰
اشتیاق	۷۶	انصاف	۱۰۲
آگاہ	۷۶	اختر	۱۰۲
انسان	۷۷	امیر	۱۰۳
آزاد	۷۷	احتشام	۱۰۳
احسن اللہ	۷۷	آیت	۱۰۴
آشنا	۷۸	آگاہ	۱۰۴
آوارہ	۷۹		
الہام	۷۹	بیدل	۱۰۵
احمد گجراتی	۸۰	بیرنگ	۱۰۶
اثر	۸۰	بیتاب	۱۰۷
اظہر	۸۱	بیچارہ	۱۰۷
الم	۸۴	بسمل	۱۰۸
انشا	۸۴	بیدار	۱۰۸
اشرف	۸۵	بیان	۱۰۸
احسن	۸۵	بیکل	۱۱۲
امید	۸۵	بے قید	۱۱۴

Marfat.com

بہادر علی ۱۱۴
بے نوا ۱۱۴
بہار ۱۱۵
بقا ۱۱۶
بیتاب ۱۱۶
بیدار ۱۱۷
برکت اللہ ۱۱۸
بسمل ۱۱۸
پاکباز ۱۲۴
پیام ۱۲۴

تاباں ۱۲۵
تمنا ۱۳۰
تمنا ۱۳۶
تجرد ۱۳۶
تمکین ۱۳۷
ثاقب ۱۳۷
ثروت ۱۳۸
ثابت ۱۴۰

جرأت ۱۴۳
جگن ۱۴۴
جوان ۱۴۴
جرأت ۱۴۵
جولاں ۱۴۶
جعفر ۱۴۶
جودت ۱۴۶
جوہری ۱۴۷
جلال الدین ۱۵۰
جوشش ۱۵۱

حشمت ۱۷۵
حاتم ۱۷۶
حسن ۱۸۰
حبیب ۱۸۰
حشمت ۱۸۱
حسن ۱۸۱
حزیں ۱۸۲
حسرت ۱۹۴
حیرت ۲۰۵
حیدر شاہ ۲۰۸

Marfat.com

حریف	۳۰۸	دل	۲۴۵
حضور	۲۱۰	دوست	۲۵۶
حال	۲۲۱	دیوانہ	۲۵۷
حیراں	۲۲۳		
حیدری	۲۲۴	ذہین	۲۵۸
حجام	۲۲۴	ذاکر	۲۵۸
حاضر	۲۲۵	ذوق	۲۵۹
حیراں	۲۲۵		
حکیم یونس	۲۲۶	رسوا	۲۶۰
		رضا	۲۶۱
خسرو	۲۲۶	راقم	۲۶۵
خاکسار	۲۲۷	رند	۲۶۸
خادم	۲۲۹	رفعت	۲۷۷
خوشنود	۲۲۹	رنگیں	۲۷۸
		راسخ	۲۷۸
درد	۲۲۹		
دل	۲۴۱	زٹلی	۲۷۹
داؤد	۲۴۲	زکی	۲۷۹
درد	۲۴۲	زار	۲۸۱
دانا	۲۴۲		
دردمند	۲۴۳	سودا	۲۸۱

Marfat.com

سجاد ۳۰۱
سائل ۳۱۳
سعادت ۳۱۳
سراج ۳۱۴
سلامت ۳۱۶
سالک ۳۱۶
سعدی ۳۱۶
سلام ۳۱۷
سوز ۳۱۸
سلیمان ۳۱۹
سلیمان ۳۲۰
ساماں ۳۲۱
سلیم ۳۲۱
سلیم ۳۲۳
سکندر ۳۲۴

شوق ۳۲۵
شاعر ۳۲۷
شاغل ۳۲۷
شوری ۳۲۸
شیفتہ ۳۲۸
شیدا ۳۲۸
شیفتہ ۳۲۹
شاہ ۳۲۹
شور ۳۳۱
شاداں ۳۳۲
شاہ ۳۳۳
شورش ۳۳۴
شیون ۴۱۰
شائق ۴۱۰
شجاع ۴۱۱
شاہ ۴۱۲

صانع ۴۱۳
صنعت ۴۱۳
صمصام ۴۱۳
صوفی ۴۱۴
صفدری ۴۱۴
صبائی ۴۱۵

ضیا ۴۱۵

Marfat.com

طائع ۴۱۷
طالب ۴۱۷
طالب ۴۱۸

ظاہر ۴۱۸
ظہور ۴۱۹
ظاہر ۴۲۳
ظہور ۴۲۶

عاصی ۴۲۶
عارف ۴۲۷
عاشق ۴۲۷
عزیز ۴۲۷
عمدہ ۴۲۸
عزلت ۴۳۰
عمر ۴۳۱
عشق ۴۳۲
عاصی ۴۳۲
عشق ۴۳۳
عاجز ۴۳۳
عطا ۴۳۴

عبدالرحیم ۴۳۵
عبدالبر ۴۳۵
عاجز ۴۳۵
عاشق ۴۳۶
عشاق ۴۳۷
عاصی ۴۳۷
عزت ۴۳۸
عشق ۴۳۸

غریب ۴۴۷
غلام شاہ ۴۴۸
غم ۴۴۸
غواصی ۴۴۸
فطرت ۴۴۹
فہمید ۴۴۹
فغاں ۴۵۰
فدوی ۴۵۷
فرحت ۴۵۹
فضل علی ۴۶۰
فدائی ۴۶۱

Marfat.com

فدوی ۴۶۱
فضلی ۴۶۱
قائم ۴۶۲
قدر ۴۶۶
قدرت ۴۶۶
قلندر ۴۷۰
قاسم ۴۷۱
قادری ۴۷۱
قلندر ۴۷۱
قاسم ۴۷۲
قبول ۴۷۳
قاسم ۴۷۳
کلیم ۴۷۳
کمال ۴۷۶
کافر ۴۷۶
کمترین ۴۷۶
دمیرہ گھاسی ۴۷۸
کریم بخش ۴۷۸
گریاں ۴۷۸
غلام کبریا ۴۷۹
لسان ۴۷۹
لطفی ۴۸۰
مظہر ۴۸۰
مخلص ۴۸۳
مضمون ۴۸۴
موزوں ۴۸۶
محسن ۴۸۶
میر ۴۸۹
محترم ۵۰۷
موزوں ۵۰۸
مصیب ۵۰۹
ملک ۵۰۹
محمود ۵۱۰
مست ۵۱۰
محزوں ۵۱۱
مائل ۵۱۱
مجذوب ۵۱۲
مفتوں ۵۱۲

Marfat.com

مصدر ۵۱۳
مشتاق ۵۱۳
مزمل ۵۱۶
منت ۵۱۶
محو ۵۱۷
مہدی ۵۱۷
مرتضیٰ ۵۱۷
منتظر ۵۱۸
مجنوں ۵۱۹
مخلص ۵۲۰
مجبور ۵۲۱

ناجی ۵۲۲
نثار ۵۲۵
ندیم ۵۲۶
نالاں ۵۲۷
نعیم ۵۲۸
نعیم ۵۲۹
نثار ۵۲۹
نالاں ۵۳۰
نادر ۵۳۲

ولی ۵۳۲
ولایت ۵۳۴
وحشی ۵۳۵
واقف ۵۳۵
وارث ۵۳۵
والہ ۵۳۶

ہمدم ۵۳۷
ہدایت ۵۳۹
ہاتفی ۵۴۰
ہاشم ۵۴۰

یک رنگ ۵۴۰
یک رو ۵۴۵
یقین ۵۴۵

Marfat.com

ماخذ و مراجع

تاریخ اودھ — نجم الغنی — مطبع مطلع العلوم مراد آباد (سنہ ۱۹۰۹ء)

تاریخ بہار و اڑیسہ — سید اولاد حیدر — (اشاعت اول)

تاریخ شعرائے بہار — سید عزیز الدین بلخی — پٹنہ (سنہ ۱۹۳۱ء)

تذکرۂ ریختہ گویاں — سید فتح علی گردیزی٭ — انجمن ترقی اردو (سنہ ۱۹۳۳ء)

تذکرۂ شعرائے اُردو — میر حسن مرتبہ حبیب الرحمٰن خاں شیروانی (سنہ ۱۹۴۰ء)

تذکرۂ مسرت افزا — امیر اللہ ابو الحسن مترجمہ ڈاکٹر مجیب قریشی (اشاعت اول)

تذکرۂ ہندو شعرائے بہار — فصیح الدین بلخی — پلاموں (سنہ ۱۹۶۲ء)

دو تذکرے (ہر دو جلد) — پروفیسر کلیم الدین احمد — (اشاعت اول)

سیر المتاخرین — غلام حسین طباطبائی — (اشاعت اول)

قطعات تاریخ — ریناتھ سنگھ بیدار — خطی نسخہ مملوکہ پروفیسر نورالحسن ہاشمی

٭ غلام حسین شورش نے گردیزی کی جگہ تبریزی کا لفظ استعمال کیا ہے۔

Marfat.com

گلشن سخن	مبتلا لکھنوی مرتبہ پروفیسر مسعود حسن رضوی	(اشاعت اول)
گلشن ہند	مرزا علی لطف	(اشاعت ثانی)
گنج ارشدی	خطی نسخہ مملوکہ سید ہاشم علی سبزپوش، گورکھپور	
مجموعۂ نغز	قدرت اللہ قاسم مرتبہ پروفیسر محمود شیرانی	(لاہور ۱۹۳۳ء)
معاصر، پٹنہ	شمارہ نمبر ۲۰	
نکات الشعرا	میر مرتبہ عبدالحق	انجمن ترقی اردو
نکات الشعرا	میر مرتبہ ڈاکٹر محمود الٰہی	(دہلی، اشاعت اول)
نوائے ادب، بمبئی	شمارہ ۱۹۵۹ء	

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

Nizami B ok Ag cy
BUDAUN - 243601 (U.P.)

Marfat.com